جلد اول

ایامِ حرب

غزواۃ الرسول ﷺ ایک جامع مطالعہ

www.KitaboSunnat.com

افتخار احمد افتخار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

افتخار احمد افتخار

رہائش؛ ڈنگہ ضلع گجرات تحصیل کھاریاں

فون ؛ 03006281898

میل ایڈریس ؛ ift1167@gmail.com

نام کتاب؛ ایام حرب (غزواۃ الرسول ﷺ جلداول)

سنہ تحریر؛ اگست 2019ء

کمپوزر و ڈیزائنر؛ افتخار احمد افتخار

اہتمام؛ کتاب وسنت ڈاٹ کام

مطالعہ کے لیے؛ https://kitabosunnat.com

ڈاؤنلوڈ کے لیے؛ (محدث لائبریری) https://kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

فلسطین کے اُس بچے کے نام جو اسرائیلی ٹینک کے سامنے اپنے ننھے سے ہاتھ میں چھوٹا سا پتھر تھامے ڈٹا ہوا ہے اور کشمیر کے اُس جوان کے نام جس کے چہرے اور سینے پر پیلٹ گن کے زخم ہیں مگر اس کے عزم میں کوئی کمی نہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب	5
قانون جہاد	9
کتاب المغازی	36
دست شمشیرزن	39
غزوہ ابواء	41
غزوہ بواط	48
غزوہ سفوان	50
غزوہ عشیرۃ	53
مقدمہ یوم الفرقان	60

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یوم بدر	92
غزوۃ القدر	183
غزوہ بنو قینقاع	186
غزوہ سویق	192
غزوہ ذی امر	196
غزوہ فرع	200
غزوہ احد	203
اشاریہ	297
اختتام	310

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قانون جہاد

اگر چہ تہذیبی شعور کی ابتدائی منزلوں میں ہی انسان کے زندہ رہنے کے حق کو تسلیم کرلیا گیا تھا اور انسانی قانونِ تمدن کی بنیاد اور اُس کی پہلی دفعہ یہی قرار پائی کہ انسان کی جان اور اُس کا خون سب سے محترم ہے۔ چنانچہ دنیا میں آج تک جتنی شریعتیں اور مہذب وقوانین آئے ہیں اُن سب میں انسان کے اس بنیادی حق کو فوقیت دی گئی ہے کہ نفس انسانی کی حرمت کے بغیر تمدنی وحشت کو دور نہیں کیا جاسکتا اور جس قانون وشریعت میں انسانی خون کی حرمت کو اولیت نہ دی گئی ہو وہ کبھی مہذب انسانوں کا قانون نہیں بن سکتا اور نہ اس قانون کے سائے میں انسانوں کا کوئی گروہ امن وسلامتی کی زندگی گزار سکتا ہے۔ چنانچہ روزِ اول سے کسی بھی غرض کی بنا پر انسانی قتل کو بدترین قساوت اور سنگدلی قرار دیا گیا ہے۔ تاہم تاریخ کے دریچوں میں جھانکنے سے انکشاف ہوتا ہے کہ دنیا کے بہت سے معاشروں میں اکثر و بیشتر صرف انھی انسانوں کی جان کو حرمت حاصل رہی ہے جو زردار تھے جو حاکم تھے جو امرا تھے یا وہ جو اپنی جان کی حفاظت پہ قادر تھے۔ اہل عرب کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باہم خونریزی کو مغربی مستشرقین نے اپنے قلم سے اس قدر اچھالا ہے کہ لوگوں کے اندر اس تاثر نے جنم لیا کہ وہ جو دین لے کر اترے ہیں اور دنیا بھر کو اس کی دعوت دیتے پھر رہے ہیں وہ بھی خونریزی ہی کی دعوت ہے۔ اگرچہ یہ ایک ایسا سفید جھوٹ تھا کہ جسے سفید جھوٹ تحریر کرنا بھی ہمارے لیے مشکل ہو رہا ہے کہ اگر قواعد زبان کا پاس نہ ہوتا تو ہم اسے سیاہ جھوٹ لکھتے اس لیے کہ مغربی مستشرقین مسلمان فاتحین کو تو یاد رکھتے ہیں مگر خود اہل مغرب کے تاریک تر دور کو دنیا سے چھپاتے جاتے ہیں۔

دنیا کو نام نہاد تہذیب و شائستگی کا درس دینے والے روم کے اُن کولوسیم (Collosseum) کو بھول جاتے ہیں جہاں انسان کی موت کا وحشت انگیز تماشا سر عام کیا جاتا تھا اور لوگ محض حکمرانوں کی تفنن طبع کی نذر ہو جاتے تھے۔ وہ ایک ایسا اکھاڑا ہوتا تھا جہاں وحشت کا حقیقی کھیل کھیلا جاتا تھا۔ دو انسان اکھاڑے میں اترتے اور اُن میں سے ایک کو دوسرے کا خون کرنا ہوتا تھا کیونکہ اگر وہ اپنے مخالف کو قتل نہ کرے گا تو اس کا مخالف اس کو یقیناً قتل کر دے گا۔ بعد میں انسان کی جگہ بیل نے لے لی اور یورپ کے بہت سے ممالک خاص طور پہ اسپین میں آج تک وحشت کا یہ کھیل انتہائی مقبول ہے جس میں اکثر اوقات تو بیل کا خون بہتا ہے مگر کبھی کبھار یہی میدان انسانی خون سے بھی رنگین ہو جاتا ہے اور لوگ دراصل اسی خون کو دیکھنے کے شوق میں اس کھیل کے تماشائی بنتے ہیں۔ تاریخ کے صفحات اس بات کے گواہ ہیں کہ روم کے حکمرانوں کے ہاں جب کوئی معزز مہمان اترتا تو کھانے کے بعد اس کی طفنن طبع کے لیے اُس کو کھیل کے اُس میدان میں لے جایا جاتا جہاں بعض اوقات انسان کو انسان کے ہاتھوں قتل کرایا جاتا تو بعض اوقات کسی توانا غلام کو خالی ہاتھ ہی بھوکے شیر کے مقابل چھوڑ دیا جاتا کہ اگر وہ شیر سے مقابلہ کر سکتا ہے تو کر لے ورنہ شیر کی خوراک بن جائے اور اکثر اوقات انسان ہی شیر کی خوراک بنتا۔ تب اہل مغرب کے ہاں عمومی طور پہ انسانی جان کی حرمت کا کوئی واضح قانون موجود نہ تھا۔ انسان اپنے غلام کو قتل کر سکتا تھا، انسان اپنی بیوی کو قتل کر سکتا اور انسان کو یہ حق بھی تھا کہ اگر وہ چاہے تو اپنی اولاد کو بھی قتل کر دے۔ ریاست یا معاشرے کو اِن امور پہ کوئی اعتراض نہ تھا۔ وہ اپنے قیدیوں کو بھی قتل کر ڈالتے تھے کہ اس طرح وہ اس پریشانی سے بچ جاتے کہ قیدیوں کی دیکھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھال کریں اور اُن معاشروں کو اس لیے بھی انسانی جان کی حرمت کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ خود اِن کے اہل دانش اور فلاسفہ کے نزدیک انسانی جان کی حرمت کا کوئی تصور موجود نہ تھا۔ چنانچہ اُن کے جاہل وخونخوار امراء کا تو کیا ذکر یونان وروما کے بڑے بڑے حکماء وفلاسفہ تک کے اجتہادات میں انسانی جانوں کو بے قصور ہلاک کرنے کی بہت سی وحشیانہ صورتیں جائز تھیں۔ افلاطون اور ارسطو جیسے اساتذۂ اخلاق کے ہاں انسان کا خون مباح تھا۔ وہ اسقاط حمل کو عورت کا بنیادی حق تصور کرتے تھے۔ چنانچہ روم اور یونان میں اسقاط حمل کوئی جرم نہ تھا۔ رومی مقنن اپنے قانون کی اس خصوصیت پہ فخر کرتے کہ اس میں اولاد پر باپ کے اختیارات اس قدر غیر محدود ہیں اور حکمائے رواقین کے نزدیک انسان کا خود اپنے آپ کو قتل کرنا بھی کوئی برا کام نہ تھا۔

بلکہ اُن میں سے لوگوں کا ایک گروہ اسے باعث فخر جانتا تھا اور بعض اوقات وہ گروہ در گروہ خود کشی کیا کرتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ افلاطون جیسا حکیم بھی اس فعل کو برا فعل نہ جانتا تھا۔ جاپان میں بھی قدیم زمانوں سے لے کر آج تک خودکشی کو ایک باعزت فعل تصور کیا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کا وہ خطہ جہاں ہمارے آباء نے زندگی بسر کی وہ بھی کسی سے کم نہ تھے یہاں ہندوازم کے پجاری بستے تھے۔ جن کے رسم ورواج میں نہایت سفاکیت پائی جاتی تھی اور اُن کے ہاں جب کوئی شخص وفات پاجاتا تو اس کی بیوی کو زندہ اس کی چتا پہ جلا دیا جاتا۔ مذہباً اس کی تاکید کی جاتی تھی اُن کے معاشرے میں طبقاتی نظام اتنا سخت تھا کہ برہمن اور شودر میں انسان اور جانور سے بھی زیادہ فرق کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی بدقسمت شودر کسی برہمن کی آواز سن لیتا تو اُس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جاتا۔ شودر کی جان کی کوئی قیمت نہ تھی کہ وہ برہما کے پاؤں سے پیدا ہوا تھا۔ اُس معاشرے میں برہمن کے لیے یہ عام سی بات تھی کہ وہ کسی شودر کو قتل کردے اُس کا خون برہمن کے لیے حلال کردیا گیا تھا۔

جیور کھشا کا گہوارہ ہندوستان اپنی مذہبی روایتوں میں انتہائی سفاک تھا۔ پتا چلا ہے کہ اُن کے ہاں ایک رسم تھی جس کو ''جل پروا'' کہا جاتا تھا۔ جس کے تحت ہرنو بیاہتا جوڑا اپنے پہلے بچے کو گنگا کی متبرک ندی کے حوالے کرکے خود کو سعید خیال کرتا تھا۔ بعد میں اگرچہ جب انسانی سماجوں نے ترقی کی تو انھوں نے بہت سے ایسے قوانین وضع کیے جو انسان کو بہیمت سے دور لے جاسکیں مگر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انسانی خون کی حرمت کے لیے دنیا کے سیاسی قوانین انسان کے اندر محض اس سزا کا خوف پیدا کرتے ہیں جو اس فعل کے بدلے میں انھیں بھگتنی پڑتی۔صرف دین اسلام ہے جس نے انسانی جان کی حرمت کا حقیقی شعور کو لوگوں کے اندر اجاگر کیا ہے۔اسلام صرف انسان کے اندر سزا کا خوف ہی پیدا نہیں کرتا بلکہ اُس کے ذہن میں انسانی شرف کی اُس بنیاد کو استوار کرتا ہے جس کی بنا پہ انسان جان جاتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا حاصل کرنے میں تب تک کامیابی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ نہ رہیں گے۔

اسلام انسان کو اتنا بدلنا چاہتا ہے کہ وہ وہاں بھی محض اللہ کے خوف سے معصیت سے بچا رہے جہاں اُس کو دیکھنے اور روکنے والا کوئی نہ ہو اور وہاں بھی وہ خود کو بنی آدم کے خون میں ہاتھ رکھنے سے باز رکھ سکے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انسانی جان کی حرمت کا ذکر اتنی تفصیل سے کیا ہے کہ اُن لوگوں کی عقل پہ ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو اسلام کو خونریزی اور وحشت کا مذہب قرار دیتے ہیں۔حقیقت تو یہ ہے کہ تعصب منزل کو انسان سے اوجھل کر دیتا ہے مثال کے طور پہ قرآن حکیم سے چند آیات پیش کی جاتی ہیں جو انسان کی راہنمائی انسانی جان کی حقیقی حرمت کی طرف کرتی ہیں۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ O

القرآن الحکیم (سورۃ مائدہ 32/5)

ترجمہ؛

”اسی بنا پہ ہم نے بنی اسرائیل کو یہ لکھ کر دے دیا کہ جو کوئی کسی کی جان لے بغیر اس کے کہ اس نے کسی کی جان لی ہو یا زمین میں فساد کیا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کا خون کیا اور جس نے کسی کی جان بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچا لیا اِن لوگوں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے پاس ہمارے رسول کھلی کھلی ہدایات لے کر آئے مگر اس کے بعد بھی اِن میں بہت سے ایسے ہیں جو زمین میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں''۔

****

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا O

القرآن الحکیم (سورۃ الفرقان 68/25)

ترجمہ:

وہ اس جان کو جسے اللہ نے محترم قرار دیا ہے بغیر حق کے ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے کیے کی سزا پائے گا''

****

ایک اور مقام پہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِیَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ O

القرآن الحکیم (سورۃ انعام 151/6)

ترجمہ:

''اے محمد! کہو کہ آؤ میں تم کو بتاؤں کہ اللہ نے تم پہ کیا پابندیاں عائد کی ہیں تم پہ واجب ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اپنی اولاد کو مفلسی و تنگ دستی کے باعث قتل نہ کرو ہم جہاں سے تم کو رزق دیتے ہیں اُن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو بھی دیں گے، اور بدکاریوں کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ پوشیدہ ہوں یا کھلی ہوئی ،کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے محترم قرار دیا ہے ہلاک نہ کرو سوائے اس صورت کے کہ ایسا کرنا حق کا تقاضا ہو اللہ نے تمھیں اِن باتوں کی تاکید کی ہے شاید کہ تم کو کچھ عقل آئے''۔

****

اور شارح قرآن اللہ کے رسول محمد ﷺ نے انسان کے خون کی حرمت کے متعلق اپنے صحابہ کو اس قدر ہدایات دیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ انسان کو قتل کرنا تو بہت دور کی بات ہے نبی اکرم ﷺ نے تو کسی سے منہ بگاڑ کے بات کرنے اور کسی کا دل دکھانے سے بھی شدت سے منع کیا ہے۔ تبرک کے طور پہ کچھ احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ!

''اکبر الکبائر الاشراك باللّٰه و قتل النفس و عقوق الوالدین و قول الزور۔۔۔

ترجمہ؛

بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور قتل اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹ بولنا ہے۔

****

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ!

''لن یزال المؤمن فی فسحة دینه مالم یصب دما حراما۔۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ؛

''مومن اپنے دین کی وسعت میں اس وقت تک برابر رہتا ہے جب تک وہ کسی حرام خون کونہیں بہاتا۔

****

نسائی کی ایک متواتر حدیث ہے کہ!

اول مایحاسب بہ العبد الصلوٰۃ واول ما یقضیی بین الناس یوم القیامۃ فی الدماء۔

ترجمہ؛

''قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور پہلی چیز لوگوں کے درمیان جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ خون کے دعوے ہیں''۔

****

چنانچہ انسانی تمدن کے اُس تاریک دور میں جب انسانی جان کی حرمت کے معاملے میں انسان نے کوئی واضح اصول مرتب نہ کیے تھے تب وادیٔ مکہ سے اٹھنے والی اس آواز نے تہذیب عالم میں اِک ارتعاش پیدا کیا اور وہ آواز یہ تھی۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۔۔

القرآن الحکیم (سورۃ انعام 151/6)

ترجمہ؛

''کہ انسان کو قتل مت کرو مگر اُس وقت جب حق اس کا تقاضا کرے''۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آواز نے اُس وقت کی متمدن دنیا میں مروّج تمام انسانی سماجوں کو اپنے نظریات پہ نظر ثانی پہ مجبور کر دیا۔ اس لیے کہ قدیم معاشروں میں بھی کئی معاشرے ایسے تھے جو انسان کے قتل پہ اُس کے قاتل کو قتل کرنے کی نفی کرتے تھے اور کسی بھی حالت میں قتل انسان کے قائل نہ تھے۔ مگر مکہ سے اٹھنے والی یہ آواز عقل اور فطرت سے مطابقت رکھتی تھی اس لیے اس نے ''اہنسا پر مودھرما'' یعنی بدھ سماج کے نظریات کی بھی نفی کر دی جن کو اُن دنوں کافی مقبولیت حاصل تھی جس میں کسی بھی نفس کو قتل کرنے کی نفی کی گئی تھی۔

چنانچہ انسان کی اجتماعی تاریخ کا کوئی بھی انصاف پسند عالم اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ دنیا کے اخلاقی قوانین میں انسانی جان کی حرمت کو قائم کرنے کا فخر جتنا اس آواز کو حاصل ہوا ہے اتنا ''پہاڑی کے وعظ'' یا ''اہنسا پر مودھرما'' کو حاصل نہ ہو سکا۔ اگرچہ اسلام میں اس بات کی انتہائی تاکید کی گئی ہے کہ انسان کا خون بہانا جانوروں کا سا فعل اور پرلے درجے کی قساوت ہے مگر اسلام نے اس کے ساتھ ''**اِلا بالحق**'' کی شرط بھی عائد کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اصول کہ کسی بھی حالت میں انسان کو قتل نہ کرو فطرت کے خلاف ہے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے گا تو معاشرہ عدل کی بجائے ظلم کی طرف جھک جائے گا۔ اس لیے کہ اگر قاتل کو کسی معاشرے میں یونہی آزاد چھوڑ دیا جائے گا اور مقتول کے وارثوں کو قصاص نہ دلایا جائے گا تو وہ جب بھی قاتل کو دیکھیں گے تو اُن کا خون کھول اٹھے گا اور وہ اپنے مقتول کے بدلے قاتل کو قتل کرنے کی کوشش کریں گے اور اس طرح یہ سلسلہ چلتا ہی چلا جائے گا کہیں رکنے کا نام نہ لے گا عرب میں تو ایسا ہوتا ہی تھا جس کا تفصیلی تذکرہ گزر چکا ہے خود پنجاب میں جہاں ہم رہتے ہیں میں بہت سے ایسے خاندانوں کو جانتا ہوں کہ جہاں ایک قتل سے شروع ہونے والی دشمنی نے درجنوں نے لوگوں کی جان لی۔

اس سے ثابت ہوا کہ قصاص دراصل رحمت ہے نہ کہ زحمت اس لیے کہ اگر انسان کو علم ہو کہ اس کو قتل کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا تو وہ اس قبیح فعل کو ادا کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا۔ دنیا کو اصلی ضرورت اس بات کی نہ تھی کہ انسان کو قانون کی پکڑ سے آزاد چھوڑ دیا جائے اور اسے کھلی چھٹی دے دی جائے کہ وہ اللہ کی زمین پہ جتنا چاہے فساد پھیلاتا رہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جتنی چاہے بدامنی پھیلائے جس قدر چاہے ظلم وستم کرے ہر حال میں اس کی جان محترم ہی رہے گی تو اس کے نتیجے میں معاشرہ میں امن وسکون قائم ہو جائے گا۔ یہ ممکن ہی نہیں بلکہ معاشرے میں حقیقی قیام امن کے لیے ضرورت اس بات کی تھی انسان کو ایسے قوانین کا پیرو بنایا جائے کہ فتنہ وفساد مٹ کے رہ جائے جس کے تحت ہر آدمی کی آزادی کی ایک حد قائم ہو جائے اور کوئی شخص اپنے ارادے سے قانون کی اس حد کو نہ توڑے۔ اس لیے کہ دنیا کا کوئی قانون جو مکافات عمل سے خالی ہو معاشرے میں قیام امن اور انقاع فساد کا باعث نہیں بن سکتا اور انسان ہی کی برسوں کی تحقیق سے یہ بات بھی سمجھ میں آ چکی ہے کہ انسانوں کے مابین طبعی اور فطری فرق کی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں کہ تمام انسان امن پسند ہوں تمام لوگوں کا رویہ ایک جیسا ہو بلکہ معاملہ تو اس کے برعکس ہے اصل صورت حال یہ ہے کہ انسان اپنی فطرت میں اتنا اطاعت شعار ہے ہی نہیں کہ اس کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اپنی خوشی سے اُس چیز سے رک جائے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں کبھی فساد ہی نہ ہوتا۔

حالانکہ دنیا میں فساد کی بنا تو تبھی پڑ گئی تھی جب خطہ ارض پہ ابھی صرف چند نفوس تھے۔ تب حضرت آدمؑ کے بیٹوں میں سے ہابیل نے قابیل کو محض اس حسد کی بنا پہ قتل کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی قربانی کو تو قبول کر لیا تھا مگر میری قربانی رد کر دی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انسان اپنی جبلت میں نیکی کے ساتھ بدی اور اطاعت کے ساتھ معصیت لے کے پیدا ہوا تھا۔ لہٰذا اس کی سرکش طبیعت کو اطاعت پہ مجبور کرنے کے لیے اس بات کی ضرورت تھی کہ اس کے اندر موجود معصیت کے جذبے کو دبانے کے بعد خیر اور اطاعت کے جذبے کو ابھارنے کا اہتمام کیا جائے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اتارے اور اُن کے ساتھ قانون و ہدایت کی کتابیں اتاریں تاکہ انسان کو زندگی کی راہیں متعین کرنے میں آسانی ہو اور وہ اپنی زندگی کی ترجیحات کو ایسے متعین کرے کہ اس میں خالق کی اطاعت کا جذبہ غالب ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآنِ حکیم میں زندگی کے ہر پہلو سے انسان کی راہنمائی کا بھرپور اہتمام فرمایا ہے جس کے نتیجے میں انسان کو علم ہوا کہ انسانی خون کی حرمت کس قدر اہم ہے اور اگر اس نے اپنے ہاتھ انسانی خون سے رنگے تو اس کے نتیجے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں اسے ابدی آگ کے حوالے کر دیا جائے گا جو کہ ایک نہایت خوفناک عذاب ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ۔

(القرآن الحکیم)

ترجمہ؛

''جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اُسے قتل نہ کرو''۔

****

لَاتُفْسِدُوْا فِیْ الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۔۔

(القرآن الحکیم)

ترجمہ؛

''زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو''۔

****

اوپر پیش کی گئی آیت سے اس بات کا اظہار ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر چہ نفس انسانی کے قتل کو حرام قرار دیا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اُس جان کو ہلاک نہ کرو جسے میں نے تم پہ حرام کیا ہے یعنی بعض صورتوں میں اللہ تعالیٰ قتل انسان کو جائز بھی قرار دیتا ہے۔ اصطلاح میں اسے قتل بالحق کہا جائے گا اور قتل بالحق کی اجازت اللہ تعالیٰ نے اس لیے عطا فرمائی کہ افراط و تفریط کی دو راہوں کے درمیان عدل و توسط کی سیدھی راہ کی طرف انسان کی راہنمائی کی جا سکے۔ قرآن چونکہ اُس خالق کی کتاب ہے جس نے انسان کو پیدا کیا تو اس وجہ سے اس میں ایسی کسی غلطی یا چوک کا تصور بھی نہیں جا سکتا جو عام طور پہ انسانی قوانین میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پائی جاتی ہے اور انسان اپنے پہلے بنائے ہوئے قانون کو ختم کر کے اس کی جگہ بہتر قانون لے آتا ہے مگر قرآن اللہ کی طرف سے انسان کو آخری سندیسہ ہے اس لیے ہر قرآنی قانون اُس وقت تک موثر ہے جب تک کہ پہاڑ چلنے نہ لگیں اور زمین کو لپیٹ نہ لیا جائے۔ اب ہم اپنے قاری کی توجہ اُن امور کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جب انسانی خون کا بہانا ناگزیر ہو جاتا ہے اس کے سماجی پہلو بہت سے ہیں مگر مبہم ہیں مگر دینی پہلو پختہ اور راسخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ انسانی خون کی حرمت صرف اُس وقت تک ہے جب تک کہ وہ ''حق'' پہ قائم ہے اور اُسے جینے کا حق صرف اُس کی جائز حدود کے اندر ہی دیا جاسکتا ہے اور جب وہ اِن جائز حدود سے تجاوز کر کے فتنہ وفساد پھیلانے یا دوسروں کی جان پہ ناحق تصرف کرنا شروع کردے اور اُن حدود کو نظر انداز کردے جو خالق نے اس کے لیے مقرر کی تھیں تو اس کا حق حیات خوبخود زائل ہو جائے گا اور اس کے خون کی حرمت زائل ہو کر حلت میں بدل جائے گی۔ تب اس شخص کی حیات پورے معاشرے کی موت تصور ہو گی اور اُس شخص کی موت پورے معاشرے کی حیات کے برابر ہو گی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ!

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى۔۔

(القرآن الحكيم)

ترجمہ؛

''تم پر مقتولوں کے لیے قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے''۔

****

اس کے بعد اسی حکم تاکید مزید کے طور پہ فرمایا کہ۔

كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۔۔

(القرآن الحكيم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:

''ہم نے اُن کے لیے لکھ دیا کہ ہر جان کے بدلے جان ہے''۔

****

اس اصول کو بیان کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ انسانی سماجوں میں عام طور پہ یہ ہوتا چلا آیا تھا کہ اُن کے بیچ اگر کوئی کمزور آدمی کسی جرم کا ارتکاب کرتا تو اسے قانون کے شکنجے میں کس دیا جاتا مگر جب معاشرے کا کوئی اہم فرد اُسی جرم کا ارتکاب کرتا تو اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آیا جاتا اور اُسے اُس رعایت کا مستحق قرار دے دیا جاتا جس کا وہ حق دار نہ ہوتا مگر اسلام چونکہ دینِ حق ہے اور اُس کی تعلیمات میں مساوات کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے اس لیے اُس میں امیر فقیر، غلام آقا، عورت مرد، بادشاہ اور رعایا سب قانونِ الٰہی کے ایک جیسے پابند ہوں گے۔

اس کے بعد مزید ارشاد فرمایا کہ!

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۔

(القرآن الحکیم)

ترجمہ:

''اے عقلمندو! قصاص کو اپنے لیے موت مت سمجھو بلکہ یہ تو معاشرے کے لیے عین حیات ہے''۔

****

یہ آیت انسانی جان کی حرمت کے قوانین سے متعلق ہے اور اس میں بیان کیا گیا ہے کہ قاتل کو قتل کرنے میں اگرچہ بعض لوگوں کے لیے دکھ اور تکلیف کا سامان ہے مگر کسی قاتل کو اگر معاشرے میں آزاد چھوڑ دیا جائے گا تو اس کا حوصلہ بڑھ جائے گا اور وہ سوچے گا اس سے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قبل چونکہ وہ بچ نکلا تھا اس لیے شاید اگلی بار بھی بچ جائے چنانچہ یہ عین ممکن ہے کہ وہ کچھ عرصے بعد پھر کسی کو قتل کر دے اس لیے اُس کو قتل کیا جانا ضروری ہے۔اگر چہ اس میں اللہ تعالیٰ نے آسانی بھی عطا فرمائی ہے اور دیت کا قانون اتارا تاکہ اگر قاتل مقتول کے وارثوں کے دکھوں کا مداوا بن جائے اور وہ اُن کو راضی کر لے تو مال کے بدلے ایک انسانی جان کو بچایا جا سکتا ہے چونکہ قصاص سے منہ موڑنا معاشرے میں فتنہ کو جنم دے گا اس لیے ارشاد ہوا کہ!

اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتَلِ۔

(القرآن الحکیم)

ترجمہ؛

''قتل بری چیز ہے مگر فتنہ اُس سے بڑھ کے ہے''۔

****

اور قصاص کی اہمیت پہ زور دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ!

''انصر اخاك ظالما او مظلوما''۔

ترجمہ؛

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم''۔

صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا؟ یارسول اللہ ﷺ!

مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر ظالم کی مدد کس طرح کی جائے؟

آنحضرت محمد ﷺ نے جواب دیا:

اس کے ہاتھ پکڑ لو اور اس کو ظلم کرنے سے روک دو یہی اُس کی مدد ہے۔

****

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اگر انسان خود کو اُس قانون کا عادی بنا لے جو اُس پہ خالق کی طرف سے اتارا گیا تھا تو خدا کی مخلوق کو حقیقی امن و سکون حاصل ہو جائے اور یہ دنیا رہنے کے قابل بن جائے چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حدود کو قائم کرنے پہ زور دیتے ہوئے کہا کہ:

"اقامۃ حد من حدود اللہ خیر من مطر اربعین لیلۃ فی بلا اللہ عزوجل"۔

ترجمہ؛

"اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں میں سے کسی ایک کو قائم کرنے کی برکت چالیس راتوں کی بارش سے بڑھ کر ہے"۔

****

اس بحث سے جہاں انسانی خون کی حرمت بہ احسن طریقے سے واضح ہو گئی وہیں اُن دو نقطہ ہائے نظر کی تردید کی بھی ہو گئی جو اپنی فطرت میں انتہا پسندی سمیٹے ہوئے تھے اُن میں ایک گروہ تو وہ ہے جو اُس حد سے تجاوز کرنے والا ہے جو اُس کے خالق نے مقرر کی ہے وہ انسانی جان کی حرمت کا انکار کرتا ہے اور اپنی خواہشاہت نفس پہ اس کو قربان کر دیتا ہے۔ دوسری طرف انسانوں کے ایک گروہ ایک دوسری انتہا پہ کھڑا ہے جو انسانی جان کی حرمت کو ابدی قرار دیتا ہے اور اُس کو کسی صورت مباح یا جائز قرار دینے کے لیے تیار نہیں۔ یہ ایک قدیمی سوچ ہے جس کی بنا پہ آج کی جدید سوسائٹی کے بعض ممالک نے اپنے ملک سے سزائے موت کو ختم کر دیا ہے۔ اگرچہ اب وہ اس کے گھناؤنے انجام کو بھگت رہے ہیں اور کئی ممالک تو اپنے قانون میں تبدیلی کرتے ہوئے پھر سے قانون قصاص کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ اسلامی شریعت نے اِن دونوں غلط خیالوں کی تردید کرتے ہوئے اس مسئلہ کا وہ ابدی اور حقیقی حل انسان کے سامنے پیش کیا ہے جس کو ہم نے ابھی اوپر بیان کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ دین اسلام کہتا ہے کہ نفس انسانی کی حرمت نہ تو اس طرح ابدی ہے جس طرح کہ کئی دوسری حدیں اتاریں گئیں جیسے کہ ماں بہن سے نکاح ہے یا بیت اللہ کی حرمت ہے یہ ابدی حرمتیں ہیں جنھیں قیامت تک قائم رہنا ہے اور ساتھ ہی اسلام یہ بھی بتاتا ہے کہ قتل انسان اگرچہ ایک گھناؤنا فعل ہے مگر بعض حالات میں یہ ناگزیر ہو جاتا ہے اور اُس کو قتل بالحق سے تعبیر کیا ہے۔

چنانچہ قرآن کہتا ہے کہ حق انسانی جان سے بڑھ کے ہے اور جب حق انسان سے خون کا مطالبہ کرے تو اس کا بہانا نہ صرف جائز بلکہ فرض ہو جاتا ہے اور اس کو نہ بہانا فتنہ پیدا کرنے کی وجہ بنے گا جو قتل سے بھی بڑھ کے ہے اس لیے حق کے مطالبے پہ خون بہانا ضروری ہو جاتا ہے اور اسی کو قصاص کہتے ہیں۔ قصاص کی دو صورتیں ہیں ایک انفرادی اور ایک اجتماعی۔ قصاص کی انفرادی صورت تو ظاہر ہے کہ ایک شخص کے بدلے میں اُس کے قاتل کو قتل کر کے حاصل کر لی جائے گی مگر اجتماعی قصاص کی صورت بہت خوفناک ہے اس لیے کہ معاشرہ ایک فرد کے شر سے تو آسانی کے ساتھ نمٹ لے گا اور گز بھر زمین سرخ کر کے معاشرے کو اس آزار سے نجات دلائی جا سکتی ہے مگر اجتماعی قصاص میں جنگ کے سوا کوئی اور صورت ممکن ہی نہیں اس لیے اس میں بہت زیادہ خون بہنا لازمی امر ہے مگر اسلام اس بہت زیادہ بہتے خون کی پرواہ نہیں کرتا اُس کی منشا یہ ہے کہ فتنہ مٹ جائے فساد مغلوب ہو جائے چاہے اس کے لیے کتنا ہی خون قربان کیوں نہ کرنا پڑے۔

اور فتنے کی دو صورتیں ہیں کہ جس طرح معاشرے کے بعض افراد سرکش ہوتے ہیں اسی طرح بعض قومیں بھی سرکش ہوتی ہیں جس طرح افراد حرص و طمع سے مغلوب ہو کر اپنی حد سے تجاوز کر جاتے اور اُن حدود کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو خالق نے اُن کے لیے مقرر کی ہیں اسی طرح بعض اوقات پوری کی پوری قومیں شرکسی اور فساد پہ اتر آتی ہیں تب دنیا کے دوسرے لوگوں کو اُس قوم کی سرکشی سے خود کو محفوظ رکھنے کے لیے جنگ کرنا پڑتی ہے اور تب یہ ایک ناگزیر عمل ہوتا ہے جس سے گریز اس مصیبت سے کبھی نجات نہیں دے سکتا بلکہ اُس کے سامنے سینہ سپر ہونے سے شاید اسے نجات مل جائے۔ گزشتہ صدی میں اس کی ایک عمدہ مثال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے جب جرمنی نے محض اپنی نسلی برتری کو لے کر تمام دنیا کے لوگوں کو للکارا تو دنیا نے اُس کے دعوی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس فتنے کے سامنے سینہ تان کے کھڑی ہو گئی دنیا کے بہت سے ممالک نے مل کر اس فتنے کا سامنا کیا اگر چہ اُن کو دو کروڑ انسانوں کا خون بہانے کے بعد اس فتنے سے نجات ملی مگر انھوں نے نازی ازم کو اس طرح سے ڈبو یا کہ اُس کے بعد اہل جرمن نے کبھی خود کو دوسروں سے برتر ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کہ اور اب جرمنی یورپ کا ایک عام سا ملک ہے جس کا نظام عالم میں برائے نام بھی کوئی دخل نہیں ہے اور وہ ایک بھولی بسری قوم کی طرح ہے جس کا نام لوگ محبت کی بجائے نفرت سے لیتے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جماعتوں کا فتنہ اور قوموں کی بغاوت دنیا کو حد سے بڑھی ہوئی مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہے اِن میں طرح طرح کی شیطانی قوتیں شامل ہو جاتی ہیں بعض اُن میں دولت کے لالچی ہوتے ہیں وہ دوسرے لوگوں کے حق پہ ڈاکہ ڈالتے ہیں اُن میں بعض لوگ ہوائے نفس کا شکار ہوتے ہیں وہ اپنے ہی جیسے انسانوں کے خدا بن بیٹھتے ہیں وہ لوگوں کے حقوق کو پس پشت ڈال دیتے ہیں کمزوروں کا مال غصب کر جاتے ہیں عدل وانصاف کو مٹا کے ظلم و جفا کے علم کو بلند کرتے ہیں وہ اپنی قوم کے لوگوں کے اشراف کو دبا کر اشرار اور کمینوں کو سر بلند کر دیتے ہیں۔

چنانچہ ایسے ناپاک فتنوں کے نتیجے میں قوموں کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں محاسن و فضائل کے چشمے سوکھ جاتے ہیں وہ لوگوں کا بے دریغ خون بہاتے ہیں اور بہاتے ہی چلے جاتے ہیں وہ اللہ کی زمین پہ فساد پھیلاتے ہیں اور اُس وقت تک باز نہیں آتے جب تک طاقت کی زبان میں اِن سے بات نہ کی جائے۔ اُن میں سے بعض لوگ بندگان خدا کو خدا کی عبادت سے روک دیتے ہیں اور دوسروں پر اس وجہ سے ظلم کے پہاڑ توڑتے ہیں کہ وہ اِن کے مذہب کی بجائے اپنے مذہب کی پیروی کیوں کرتے ہیں اور تب یہ فتنہ اور بھی شدید تر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ ایسی صورت حال ہے کہ جب خونریزی نہ صرف ناگزیر ہو جاتی ہے اور ایسی حالت میں جنگ جائز ہی نہیں بلکہ فرض ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس وقت انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہ ہوتی ہے کہ زمین کو اُن ظالموں کے خون سے سرخ کر دیا جائے

www.KitaboSunnat.com

اور اُن فتنہ پردازوں کے شر سے اللہ کے مظلوم اور بے بس بندوں کو اس فتنے سے نجات دلائی جائے۔ دراصل اس طرح کا فتنہ بپا کرنے والے لوگ انسان نہیں ہوتے بلکہ محض اُن کی شکل انسانوں جیسی ہوتی ہے وہ انسان کے لبادے میں پورے شیطان ہوتے ہیں اور کسی ہمدردی کے مستحق نہیں ہوتے بلکہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ اقوام عالم کے جسم پہ اُس فاسد اور زہریلے زخم کی طرح ہوتے ہیں جس میں زہر بھر گیا ہو جس کو تلف نہ کرنے سے خدشہ ہے کہ تمام انسانیت ہی ہلاک نہ ہو جائے اس لیے عقل و مصلحت کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ اُس فاسد مادے یا زخمی عضو کو کاٹ کر پرے پھینک دیا جائے۔ چنانچہ جب مسلمان لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے نکلتا ہے یا سرکش اور اللہ کے باغی لوگوں اور ظالموں سے نجات دلانے کے لیے طاقت کا استعمال کرتا ہے تو اس جنگ کو اصطلاح میں جہاد کہا جائے گا جنگ کی اسی مصلحت اور ضرورت کو خدائے علیم و خبیر نے قرآن حکیم میں جا بجا بیان کیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ!

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ

القراٰن الحکیم (سورۃ انعام حج 40/22)

ترجمہ؛

''اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے دفع نہ کرتا تو صومعے اور گرجے اور معبد اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے مسمار کر دیئے جاتے''۔

****

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ ؛

وَلَوْ دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ؕ

القراٰن الحکیم (سورۃالبقرۃ 251/2)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ؛

''اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفعہ نہ کرتا تو زمین فساد سے بھر جاتی مگر دنیا والوں پہ اللہ کا بڑا افضل ہے (کہ وہ دفع فساد کا یہ انتظام کرتا رہتا ہے)''۔

****

آگے بیان ہوتا ہے کہ:

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْ نَارًلِّلْحَرْبِ اَطْفَاهَا اللّٰهُ وَيَسْعُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 64/5)

ترجمہ؛

''یہ لوگ جب کبھی جنگ وخونریزی کی آگ بھڑکاتے ہیں تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے یہ لوگ زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا''۔

****

اور خاص مسلمانوں کو جنھیں اہل قریش نے مکہ میں گھیر رکھا تھا جب جنگ کی جازت دی گئی تو سب سے پہلے یہ آیات اتاری گئیں۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقْتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْامِنْ دِيَارِهِمْ بَغَيْرِحَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الحج 30/22)

ترجمہ؛

''جن لوگوں سے جنگ کی جا رہی ہے انھیں لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ اُن پہ ظلم ہوا ہے، اور اللہ ان کی مدد پہ یقیناً قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بے قصور نکالے گئے ہیں ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب ایک ہے"۔

****

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ :

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 4/ 75)

ترجمہ:

"تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں اُن کمزور مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں اس بستی سے نکال جہاں کے لوگ بڑے ظالم اور جفا کار ہیں اور ہمارے لیے خاص اپنی طرف سے ایک محافظ و مددگار مقرر فرما"۔

****

چنانچہ ہر وہ معرکہ جو ظالموں اور مفسدوں کے مقابلے میں کمزوروں اور بے بسوں کی مدد اور مظلوموں کی اعانت کے لیے لڑا جائے اسے اللہ نے خاص راہ خدا کی جنگ قرار دیا ہے۔جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ جنگ اصل میں اُن بندوں کے لیے نہیں جنھیں گھیر لیا گیا ہے بلکہ خاص خدا کے لیے ہے اور اُس جنگ کو اُس وقت تک جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک خدا کے بے گناہ بندوں پہ نفسانی اغراض کے لیے دست درازی اور جبر و ظلم کے سلسلہ بند نہ ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ حق پہ مبنی کسی بھی معرکے سے پیچھے ہٹ جانے کے خوفناک نتائج نکل سکتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ قرآن حکیم میں مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا O

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 4/ 76)

ترجمہ؛

''جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر اور نافرمان ہیں وہ ظلم و سرکشی کی خاطر لڑتے ہیں پس شیطان کے دوستوں سے لڑو کہ شیطان کی جنگ کا پہلو کمزور ہے''۔

****

یہ وہ قولِ فیصل ہے جس میں حق اور باطل کے درمیان پوری حد بندی کر دی گئی ہے کہ جو لوگ ظلم و سرکشی کی راہ میں جنگ کریں وہ شیطان کے دوست ہیں اور جو لوگ ظلم کو مٹانے کے لیے جنگ کریں وہ راہ خدا کے مجاہد ہیں اور یہی وہ جنگ ہے جس کو ہم جہاد کہتے ہیں اور جس کی فضیلت میں قرآن حکیم میں بہت سی آیات اتریں افادۂ عام کے لیے کچھ آیات پیش کی جاتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ O تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَO

القرآن الحکیم (سورۃ الصف 10-11/61)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ؛

”اے ایمان والو! کیا تمھیں میں ایسی تجارت بتاؤں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اور وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول پہ ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو اور یہ تمہارے لیے بہترین کام ہے اگر تم جانو تو۔“

****

آگے ارشاد ہوتا ہے کہ ؛

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۔۔

القراٰن الحکیم (سورۃ الصف 4/61)

ترجمہ؛

اللہ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھے ہوئے لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔

****

مزید رشاد ہوتا ہے کہ ؛

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ O اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَاللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ O

القراٰن الحکیم (سورۃ توبہ 19-20/9)

ترجمہ؛

www.KitaboSunnat.com

’’کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو اِن لوگوں کے کام کے برابر ٹھہرالیا ہے جو اللہ اور یوم آخر پہ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں لڑے؟ اللہ کے نزدیک یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا جو لوگ ایمان لائے جنھوں نے حق کی خاطر گھر بار چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے اِن کا درجہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑھا ہوا ہے اور یہی لوگ ہیں جو حقیقت میں کامیاب ہوئے ہیں‘‘۔

****

آگے فرمایا جاتا ہے کہ ؛

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ ... لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ O

القرآن الحکیم (سورۃ توبہ 24/9)

ترجمہ؛

’’اِن سے کہہ دو! اگر تمھیں اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے کا تمھیں ڈر لگا ہوا ہے اور وہ گھر بار جنھیں تم پسند کرتے ہو اللہ اور اُس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو گھر بیٹھے انتظار کرتے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا کام پورا کردے یقین رکھو اللہ فاسقوں کو کبھی ہدایت نہیں بخشتا۔‘‘

****

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جہاد کو قوموں کی زندگی میں کیا مقام حاصل ہے اور نظام تمدن کو درست رکھنے کے لیے اس کی کس قدر ضرورت ہے یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب بالکل واضح ہے کہ بعض لوگ یا بعض قومیں صرف طاقت کی زبان میں بات کرتی ہیں اور طاقت کی زبان ہی سمجھتی ہیں۔ اس لیے اس ذہنیت کو انسانی شرف کا واسطہ دینا یا اُن کے اعمال کو انسانیت کے نام پہ بدنما داغ قرار دینے سے یہ مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے تو آخر اس کا کیا حل ہے اس کا واحد حل یہ ہے کہ ایسے لوگوں یا ایسی اقوام کو جو زبان سمجھ میں آتی ہے اُن سے اسی زبان میں بات کی جائے اور اس کے لیے طاقت کا حصول بہت ضروری ہے کہ وہ صرف طاقت کی زبان کے قائل ہیں دلائل اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ چنانچہ اگر دنیا میں کوئی ایسی قوت ہر دم موجود ہو جو بدی کے خلاف پیہم جہاد کرتی رہے اور تمام سرکش قوتوں کو اپنی اپنی حدود کی پابندی پہ مجبور کرے تو نظام تمدن میں یہ بے اعتدالی ہرگز نظر نہ آئے گی جس کی علامتیں آج دنیا کے چپے چپے پہ نظر آ رہی ہیں کہ امریکہ افغانستان پہ محض اس لیے حملہ کر دیتا ہے کہ اُس کو شک ہے کہ ریاست کا ایک مہمان فرد اُس کا مجرم ہے۔ دنیا اُس سے ثبوت طلب کرتی ہے مگر وہ ثبوت پیش کرنے کے بجائے آتش و آہن کی بارش شروع کر دیتا ہے اور اُس ایک شخص کے بدلے چار لاکھ سے زائد افغانوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

جب میں یہ صفحات تحریر کر رہا ہوں تو وہ یہ جنگ لڑتے لڑتے ہانپ چکا ہے اور وہ طالبان جن کو ختم کرنے کا عزم لے کر امریکہ افغانستان میں اترا تھا آج وہ انھیں طالبان کی منتیں کر رہا ہے کہ میں تمھیں ختم نہیں کر سکا اس لیے خدا کے واسطے مجھ سے مذاکرات تو کرو تا کہ مجھے عزت سے واپسی کا راستہ مل جائے مگر طالبان نے اس سے انکار کیا ہے جس سے اس بات کا غالب امکان پیدا ہو گیا ہے کہ اسے بھی بالآخر روس کی طرح یہ سرزمین بے عزت ہو کے ہی چھوڑنی پڑے گی اور کچھ بعید نہیں انسانیت کو جس طرح پہلی افغان جنگ کے بعد کمیونزم کے عفریت سے نجات ملی تھی اسی طرح اُس کی دوسری فتح پہ سرمایہ داری نظام بھی اپنی موت آپ مر جائے اور جس طرح روس بکھرا تھا اسی طرح امریکہ بھی بکھر کے رہ جائے یاد رہے کہ کچھ مخصوص ذہنیت کے لوگ اسے محض مذہب پسندوں کا خواب قرار دیتے آئے ہیں مگر اب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو اُن کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ ماضی قریب سے اُن کے پاس مثال موجود ہے کہ افغانستان سے روس کا آخری فوجی نکلنے سے پہلے یہی لوگ جو ہمیں میں سے ہیں روس کو چھوٹا موٹا خدا قرار دیتے تھے مگر اُن کے اس باطل معبود کی جس طرح مٹی پلید ہوئی ہے وہ اسے یاد کریں اور اپنے نظریات سے رجوع کریں اسی میں اِن کی بھلائی ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ کتاب الٰہی کا ہر حکم تا ابد جاری رہنے والا ہے ذرا غور سے پہلے روس کی مہیب قوت کو دیکھئے اور اس جنگ کے نتائج دیکھیں تو آپ جانیں گے کہ چونکہ افغان قوم نے عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پہ ترجیح دی اور جہاد کا رستہ اختیار کیا تو اس کے وہی نتائج سامنے آئے جو بدر و حنین اور احد میں سامنے آئے تھے۔ کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ تب افغان جنگ اصل میں امریکہ نے لڑی تھی اس لیے روس کو شکست ہوئی اُن لوگوں سے میرا بالکل سادہ سا سوال ہے کہ اب امریکہ کے خلاف افغان جنگ کون لڑ رہا ہے کیا وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ چونکہ پہلے افغان جنگ امریکی اسلحہ کے زور لڑی گئی تھی اور روس کو شکست ہوگئی اور یہ جنگ روسی اسلحے سے لڑی جا رہی ہے اس لیے امریکہ دبے پاؤں شکست کی طرف بڑھ رہا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ روس اس قابل ہی نہیں کہ وہ کسی کی مدد کر سکے میرے نزدیک یہ وہی صبر و صلواۃ کا میٹھا پھل ہے جو پہلے بھی افغانوں کو حاصل ہوا اور عنقریب شاید جب آپ یہ صفحات پڑھ رہے ہوں گے تو انشاء اللہ دوسری سپر پاور بھی افغانستان سے بے عزت ہو کے رخصت ہو چکی ہوگی۔

یہی جہاد ہے جس کی بے پناہ فضیلت بیان کی گئی ہے قرآن سے ہم کچھ آیات پیش کر چکے ہیں نبی اکرم ﷺ کے حوالے جہاد کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے اُن کا کچھ تذکرہ یہاں مقصود ہے۔ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کو اتنا بلند درجہ عطا کیا گیا ہے کہ صرف یہی وہ عبادت ہے جس میں ایک رات کا جاگنا ہزار راتیں جاگ کے عبادت کرنے سے بہتر ہے اور بیان کیا گیا کہ مجاہد کا میدان جنگ میں جم کر کھڑے ہونا گھر بیٹھ کر ساٹھ سال عبادت کرنے سے افضل ہے اور جہاد کی راتوں میں جاگنے والی آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام کر دی گئی ہے اور میدان جنگ میں خاک آلود ہونے والے پاؤں سے وعدہ کیا گیا کہ اُن کو کبھی بھی آگ کی طرف نہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گھسیٹا جائے گا اور یہ کہ جنت تو تلواروں میں سائے میں ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو جنگ میں شامل ہونے سے گریز کرتے ہیں انھیں برے عذاب کی خبر دی گئی ہے اور جہاد کے عوض اللہ کے ہاں خوشنودی اور اس کی رضا کا وعدہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ جہاد تو قیامت تک قائم رہنے والا ہے جہاد ارکان اسلام میں سے ایک ایسا رکن ہے کہ مختلف زمانوں میں خود مسلمانوں کے اندر سے اس کے خلاف آوازیں اٹھتی رہی ہیں دراصل یہ اُس غلامانہ ذہنیت کا شاخسانہ تھیں جس میں مسلمان گزشتہ کچھ صدیوں سے مبتلا رہے ہیں۔

تاہم یاد رہے کہ یہ امت کا بہت قلیل عنصر ہے جس نے تاویل و دلیل سے جہاد کے بارے میں کچھ ایسے مسائل اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں وہ لوگوں کو براہ راست تو جہاد سے نہیں روک سکتے تاہم انھوں نے کچھ ایسی تاویلیں ضرور کی ہیں جس سے جہاد کا رستہ رک جاتا ہے۔ مگر خوش کن امر یہ ہے کہ مسلمانوں نے اِن کی بات اور دلائل کو کسی توجہ کے لائق نہیں جانا اور اسباب و وسائل کی کمی کے باوجود آج تک مسلمانوں میں طاقت کے پہاڑوں سے ٹکرانے کا عزم موجود ہے یہی وجہ ہے کہ کشمیر سے چیچنیا تک، افغانستان سے لے کر عراق تک، الجزائر سے لے کر بوسنیا تک اور شیشان سے لے کر فلسطین تک لوگ ہتھیار اٹھائے ہوئے اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں اور اُن کے نزدیک اللہ کی خوشنودی کا حصول غلامی زدہ علماء کی تاویل سے زیادہ اہم ہے اس لیے جہاد جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہنے والا ہے۔

عہد نبوی میں پہلے تو مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہی نہ تھی بلکہ اُن کے لیے حکم تھا کہ وہ صبر و صلواۃ سے اللہ کی رضا طلب کریں۔ چنانچہ اللہ کے رسول محمد ﷺ سمیت بہت سے مسلمان اہل مکہ کے دست ستم کا نشانہ بنے رہے اور اُن کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ لکڑی اور پتھر سے تراشے ہوئے اندھے بہرے خداؤں کی پوجا کرنے سے انکاری ہو گئے تھے وہ اللہ کی واحدنیت پہ ایمان لے آئے تھے اور اس پہ نہایت مطمئن تھے اور اُن کا یہی اطمینان کفار قریش کو اُن پہ ظلم کرنے پہ اکساتا تھا پھر جب اُن کا ظلم و جبر ایک حد سے بڑھا تو اللہ کے حکم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے آنحضرت محمد ﷺ مکہ سے مدینے کو ہجرت کر گئے اس کے بعد بھی باطل کے اُن پجاریوں کو چین نہ آیا اور انھوں نے مدینہ کے عبداللہ بن ابی سلول منافق اور مدینہ کے یہودی قبائل کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا۔ وہ اُس چراغ کو بجھا دینا چاہتے تھے جو سر کائنات روشنی بکھیرنے کا ذمہ دار تھا وہ اُن لوگوں کے خون کے پیاسے ہو چکے تھے جو شمع توحید کے پروانے بن گئے تھے، وہ انسانیت پہ چھائی تاریک رات کے بطن سے ابھرنے والے سورج کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی کوششیں کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتیں۔ اس لیے اُن کے اس جرم کی پاداش میں ذلت اور عبرت ناک شکست اُن کا مقدر بنا دی گئی وہ اپنی وحشت اور قبائلی عصبیت میں اس قدر اندھے ہو چکے تھے کہ انھوں نے اسلام اور نبی اکرم ﷺ سے دشمنی کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیا تھا۔

دوسری طرف ہجرت سے تھوڑا ہی عرصہ قبل اللہ تعالیٰ نے آنحضرت محمد ﷺ کو جہاد کی اجازت عطا فرما دی تھی۔ چنانچہ مدینہ پہنچتے ہی نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو جہاد کی تربیت اور ترغیب دینا شروع کر دی تھی اور جلد ہی مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے لشکر مدینہ سے نکلنے لگے تاکہ وہ اپنی اس چھوٹی سی ریاست کی حفاظت کر سکیں جہاں وہ اطمینان سے اپنے اللہ کی عبادت کر سکتے تھے اور اپنے رسول کی محبت سے بڑھ کر اُن کے لیے کوئی بھی چیز اہم نہ تھی۔ چنانچہ جلد ہی آنحضرت محمد ﷺ کا ایک ایک صحابی عزم واستقامت کے پہاڑوں کی صورت ہو گیا تھا اور آخر انھوں نے مشرکین عرب کی فرعونیت کو فیصلہ کن شکست سے دوچار کیا۔

یاد رہے کہ کفار قریش کے رسول اللہ ﷺ کے خلاف میدان میں اترنے کے اہداف پست اور مقاصد غلیظ تھے۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کی اس طاغوت کے خلاف یہ جنگ محض شہر مدینہ کا دفاع نہ تھا بلکہ اُن کے نزدیک تو یہ معرکے کل عالم کے انسانوں کی بھلائی اور فلاح کے معرکے تھے اس لیے کہ اگر اسلام سربلند رہتا تو اسی صورت ممکن تھا کہ آنحضرت محمد ﷺ اپنی آواز اور اپنے لازوال پیغام کو دور تک انسانوں میں منتقل کر سکیں تاکہ لوگ اپنی فلاح کی طرف گامزن ہو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سکیں اور اس لیے بھی کہ دین اسلام کی جملہ سعادتیں بے کراں رفعتیں اور لازوال پیغام صرف عربوں کے لیے تو نہ تھا نبی اکرم ﷺ کی مخاطب تو جملہ آدمؑ کی اولاد تھی۔ اس لیے جلد ہی اہل قریش کی فرعونیت اور سرکشی کو اللہ نے خاک وخون کی ذلت میں بدل دیا اور اسلام کے قافلے نبی اکرم ﷺ کا ابدی پیغام فلاح لے کر دنیا بھر کے گمراہوں کی طرف نکلے اور یہ انھی کی جہد وسعی تھی کہ آج دنیا کا ہر چوتھا شخص مسلمان ہے اور ہدایت ابدی سے سرفراز ہے۔ یاد رہے کہ قہر و بے سروسامانی کی اُن راتوں میں جب نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں نے ریاست مدینہ کی حفاظت کی تو دراصل انھوں نے آنے والی نسلوں کے اوپر وہ احسان کیا جس کا انکار ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اُن شدید حالات میں جب سارا عرب بیس مربع میل کی چھوٹی اور کمزور سی اسلامی ریاست پر چڑھ آیا تھا تو یہ رسول اللہ ﷺ کی تربیت اور صحابہ کا عزم ہی تھا کہ وہ حالات کے خلاف ڈٹ گئے اور سرخرو ٹھہرے۔ اور اُن کی سرخروئی کا ثمر یہ ہے کہ آج دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں اللہ اکبر کی صدا سنائی نہ دیتی ہو۔ اللہ ہم کو بھی اپنی نگاہ کرم سے نوازے اور ہمیں ہدایت عطا فرمائے! آمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب المغازی

بے بسی اور مصائب کا وقت آخر گزر گیا اور اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ہجرت سے چند ماہ قبل ہی جہاد کی اجازت عطا فرما دی تھی۔ صحابہ مدینہ پہنچ کے قدرے آسانی میں تھے اُن کی زندگیاں اب بدل چکی تھیں وہ اہل کفر سے ٹکرا جانے کے لیے بے چین تھے۔ اُن کے بدنوں میں جیسے بجلیاں سی بھر گئی ہوں اُن کے دلوں میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا شوق جاگ چکا تھا۔ وہ اپنے رسول ﷺ کی خاطر زخم کھانے کو بے چین تھے وہ اِک نئے رومانس کے متمنّی تھے خون بہانا اگرچہ اُن کے لیے اجنبی نہ تھا مگر جب سے اُن کے دلوں میں اسلام کی روشنی سے اجالے ہوئے تھے اب وہ پست مقاصد کے تحت خون بہانے کو جائز نہ سمجھتے تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ دشمن کے ارادے نیک نہیں ہیں اور وہ دشمن کو اُس کے بد ارادوں کی سزا دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں اور کفار میں جنگوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ اگرچہ اِن معرکوں میں بہنے والا خون بہت قلیل اور اُن اعلیٰ مقاصد کے مقابل بہت حقیر تھا جو جنگوں کے اس سلسلے سے حاصل ہوئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِن معرکوں کے بعد جب عربوں کے شریر لوگ واصل جہنم ہو گئے ۔شیطان کے بہت سے پجاری خاک وخون میں نہلا دیئے گئے تو اس کے نتیجے میں سارا عرب رفتہ رفتہ اسلام کی روشنی سے مہکنے لگا اور وہ عرب جو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم تھے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہتے تھے اب رفتہ رفتہ اسلام کی اُس لڑی میں پروئے جانے لگے جو ایک وحدت تھی ۔چنانچہ اسلام نے سینکڑوں قبیلوں کو یک جان کر دیا اور اُن میں قانون کی بالا دستی قائم کی ۔اُن کے مابین مساوات قائم کی اور عدل وانصاف کا بے نظیر نظام عطا کیا ۔یہاں تک کہ شاہ وگدا کے سارے امتیاز مٹ کے گئے اور نبی اکرم ﷺ نے جو سب سے بڑا احسان عربوں پہ کیا وہ یہ تھا کہ بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ ان کے خالق ومالک سے جوڑ دیا۔علامہ برہان الدین حلبیؒ نے سیرت حلبیہ میں لکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے جن جنگوں میں خود شرکت کی اُن کی تعداد ستائیس ہے یہاں انھیں زمانی ترتیب کے حوالے سے تحریر کیا جا رہا ہے۔

غزوہ بواط ،غزوہ عشیرہ ،غزوہ سفوان ،غزوہ بدر ،غزوہ بنی سلیم ،غزوہ بنی قینقاع ،غزوہ سویق غزوہ قریۃ الکدر ،غزوہ غطفان ،غزوہ نجران ،غزوہ احد ،غزوہ حمرا الاسد ،غزوہ بنی نضیر ،غزوہ ذات الرقاع ،غزوہ بدر الآخر ،غزوہ دومۃ الجندل ،غزوہ بنی مصطلق ،غزوہ خندق غزوہ ،بنی قریظہ ،غزوہ بنی لحیان ،غزوہ حدیبیہ ،غزوہ ذی قرد ،غزوہ حنین ،غزوہ وادیٔ القریٰ غزوہ ،عمرۃ القضاء ،غزوہ فتح مکہ ،غزوہ حنین وطائف ،غزوہ تبوک ۔

تاہم اِن غزوات میں سے اکثر میں قتال نہ ہوا تھا۔کبھی دشمن بھاگ گیا تو کبھی دشمن مسلمانوں کے خوف سے میدان جنگ میں ہی نہ اترا تو کبھی مختلف قبائل نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی اور معاہدہ کر لیا کبھی وہ ستو گرا کے بھاگ گئے تو کبھی مدینہ کے یہودی قبائل نے قتال کے بدلے جلا وطنی قبول کر لی اور دیگر بہت سی وجوہات تھیں جن کی بنا پہ اِن غزوات میں قتال نہ ہوا اور جن غزوات میں قتال ہوا اُن کی تعداد نو ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِن میں غزوہ بدر ، غزوہ احد ، غزوہ بنی مصطلق ، غزوہ خندق ، غزوہ بنی قریظہ،غزوہ خیبر،غزوہ فتح مکہ،غزوہ طائف وحنین شامل ہیں۔

مورخین کے بیچ اس بارے میں اشکال ہے کہ مکہ طاقت سے فتح ہوا تھا یا صلح سے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے غزوہ فتح مکہ کو اُن غزوات میں شامل نہیں کیا جن میں خونریزی ہوئی تھی۔امام نووی کا خیال ہے کہ مکہ صلح سے فتح ہوا تھا۔امام شافعیؒ اور اُن کے ماننے والوں کا بھی یہی خیال ہے۔ تاہم بعض دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ مکہ کا زیریں حصہ تو جنگ کے ذریعہ فتح ہوا کیونکہ یہاں تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے مشرکوں کے ساتھ مقابلہ کیا تھا۔تاہم مختلف روایتوں کے مطالعے سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مکہ طاقت ہی کے ذریعے فتح ہوا تھا۔یہ الگ بات ہے کہ اہل مکہ میں مسلمانوں کے لشکر کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔غزوات کے مطالعے سے یہ بات بھی واضح ہوئی ہے کہ اگرچہ ہر غزوہ میں مسلمانوں کی کمان نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ہی تھی مگر عملی طور پہ آپ ﷺ نے صرف غزوہ احد میں حصہ لیا تھا۔کتاب المواہب کے مصنف کا یہ خیال کہ نبی اکرم ﷺ نے تمام غزوات میں عملی طور پہ حصہ لیا ایک خیال عبث ہے جس کو روایات کی پشت پناہی حاصل نہیں ۔دراصل اس خیال کے پیچھے یہ روایت ہے کہ بعض صحابہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا مقابلہ جب کسی لشکر سے ہوا تو سب سے پہلے ضرب لگانے والے آنحضرت محمد ﷺ خود ہوا کرتے تھے۔تاہم اس روایت کی شرح میں امام حلبیؒ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا لڑنا نہیں ہے بلکہ آگے بڑھنا اور مسافت طے کرنا تھا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دست شمشیر زن

مدینہ میں جب مسلمانوں کی فوجی نقل وحرکت کا آغاز ہوا تو اس کا اولین مقصد ریاست مدینہ کی حفاظت تھا۔تاہم اِن مہمات کے بہت سے ذیلی مقاصد بھی تھے جن کا حصول دفاعِ مدینہ کے لیے از حد ضروری تھا۔ نبی اکرم ﷺ چونکہ خود اہل قریش کے سردار گھرانے کے فرد تھے اس لیے آپ ﷺ اپنے خاندان کی نفسیات سے پوری طرح آگاہ تھے اور آپ ﷺ جانتے تھے جلد یا بدیر وہ آپ ﷺ اور مسلمانوں کے تعاقب میں ضرور نکلیں گے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو عسکری طور پہ منظم و متحرک رکھنے کے لیے ہجرت کے پہلے سال ہی کچھ فوجی مہمات شہر مدینہ سے روانہ کیں جن کا فوری مقصد جنگ نہ تھا بلکہ نبی اکرم ﷺ ایک تو اہل قریش کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ آپ ﷺ شہر مدینہ کی حفاظت کے لیے مستعد ہو چکے ہیں دوسرا مقصد یہ تھا اہل قریش کو بتا دیا جائے کہ شام کی طرف جانے والی تجارتی شاہراہ اب مسلمانوں کے قبضے میں ہے اور مسلمانوں نے اس کی ناکہ بندی کر دی ہے۔ تاکہ اہل قریش کی معیشت پہ کاری ضرب لگائی جا سکے۔ تیسرا مقصد جو اِن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہمات سے آپ ﷺ حاصل کرنا چاہتے تھے وہ یہ تھا کہ مدینہ کے اردگرد بسنے والے قبائل مسلمانوں کے خلاف قریش کے اتحادی نہ بن سکیں اور اُن کے ذہن میں رہے کہ مسلمان ایک بڑی طاقت ہیں جن کے خلاف دشمن کا اتحادی بننا اُن کے لیے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ تاریخ نے اس بات کو ثابت بھی کیا کہ واقعتاً نبی اکرم ﷺ کا یہ خیال درست تھا کہ اہل قریش مدینہ کے اردگرد بسنے والے قبائل کو اپنا اتحادی بنانے کی کوشش کریں گے۔ آگے ذکر آئے گا کہ نبی اکرم ﷺ جس پہلے غزوے پہ خود تشریف لے گئے اس کا مقصد یہی تھا کہ بنوضمرہ کو قریش کا اتحادی بننے سے روکا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے اس مقصد میں کامیاب رہے اور بنوضمرہ نے نبی اکرم ﷺ کی پیش کردہ شرائط پہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کرلیا۔ اس لیے جب مسلمانوں کے اِن لشکروں نے قریش کے ایک دو تجارتی قافلوں کو للکارا تو اُن کو احساس ہوگیا کہ مسلمان اب نہ صرف متحرک ہیں بلکہ ایک حربی قوت کے طور پہ اُن کے مقابل بھی نکل آئے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صفر 2 ہجری ۔ اگست 623ء

غزوہ ابواء

اللہ کے انبیاء کو ہمیشہ اپنے رب کی نصرت حاصل رہی ہے اور یہ بات ممکن ہی نہیں کہ اُن کی موجودگی میں اُن کی قوم کو شکست ہو جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد کی دس سالہ زندگی میں بے شمار جنگی معرکوں میں دشمن کا سامنا کیا ۔ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ فتح عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دل میں میری طرف سے ہیبت ڈال رکھی ہے چنانچہ جب میں دشمن سے ایک ماہ کے فاصلے پہ ہوتا ہوں تب بھی وہ مجھ سے خوف محسوس کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے جس مہم میں اپنے صحابہ کی قیادت کی وہ غزوہ ابواء تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کو اپنا نائب مقرر کیا اور قبیلہ بنوضمرہ کی طرف کوچ کیا۔

نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ملی تھی بنوضمرہ بن بکر کے قبیلے نے قریش سے کچھ سازباز کی ہے تو نبی اکرم ﷺ اُن کی سرکوبی کے لیے ستر صحابہ کے ہمراہ اس مہم پہ روانہ ہوئے۔
نبی اکرم ﷺ پہلے ابوا کے مقام پہ پہنچے اور وہاں قیام کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ برہان الدین حلبی نے لکھا ہے کہ:

آنحضرت محمد ﷺ نے ابوا میں اس لیے قیام کیا تھا کہ یہاں سے اہل قریش کے ایک تجارتی قافلے کے گزرنے کی خبر تھی۔[*1]

تاہم چند دن انتظار کرنے کے بعد بھی جب وہ قافلہ ابواء نہ پہنچا تو نبی اکرم ﷺ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور وہاں سے ودان تشریف لے گئے۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ ابواء اور ودان کے بیچ کا علاقہ ایک اہم تجارتی شاہراہ تھا۔ یہ ضلع فرع کا علاقہ تھا اور دونوں طرف سے ابواء اور ودان کا فاصلہ آٹھ میل کے قریب تھا۔

یاد رہے کہ ابواء ہی وہ مقام ہے جہاں نبی اکرم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہؓ نے وفات پائی تھی اور وہیں دفن ہوئیں۔

بنی ضمرہ نے جب مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو وہ سہم گئے۔

اُن کا سردار مجدی ابن عمرو ضمری نبی پاک ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی:

آپ ﷺ کو کسی نے ہمارے بارے میں غلط خبر دی ہے۔ بخدا! ہمیں مسلمانوں اور قریش کے درمیان ہونے والی اس معرکہ آرائی میں کسی کا فریق بننے کا کوئی شوق نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر تم سچ کہہ رہے تو پھر ہمارے ساتھ معاہدہ کرلو۔

بنی ضمرہ نے کہا:

انھیں کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے معاہدہ لکھنے کا حکم دیا۔

اس معاہدے میں مسلمانوں نے اپنی شرائط پہ بنو ضمرہ سے صلح کی۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ اور بنو ضمرہ کے درمیان ہونیوالے اس معاہدے کی وجہ سے خونریزی ٹل گئی اور مسلمان بغیر کسی معرکے کے واپس آ گئے۔

جن شرائط پہ یہ معاہدہ طے پایا اُن کو ہم نے سیرت حلبیہ سے درج کیا ہے[*2]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ عہد نامہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے بنوضمرہ کے لیے ہے جن کو نبی اکرم ﷺ نے امان دی۔ چنانچہ اب ان کی جانیں اور اُن کے مال محفوظ ہیں اور اُن کو اُن کے دشمنوں کے مقابل مدد دی جائے گی اور جب تک کہ دریائے صوفہ میں تری باقی ہے دونوں گروہ اس معاہدے کے پابند رہیں گے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ یہ لوگ اللہ کے دین کے مقابلے پہ نہ آئیں گے اور یہ کہ جب نبی اکرم ﷺ اِن کو اپنی حمایت کے لیے بلائیں گے تو اِن کا آنا ضروری ہوگا۔ اس عہد نامے کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول پر ہے''۔

****

مورخین نے لکھا ہے کہ:

بنوضمرہ سے معاہدے کے بعد نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لے آئے اس مہم پہ نبی اکرم ﷺ کے پندرہ دن صرف ہوئے۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کا پرچم سفید تھا اور یہ پرچم آپ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو عطا فرمایا تھا چنانچہ اس سعادت کے حاصل ہونے پہ حضرت حمزہؓ نے کچھ اشعار کہے انتخاب پیش خدمت ہے۔

اِلَا یَا لَقَوۡمِیۡ لِلتَّحَلُّمِ وَالۡجَھۡلِ
وَلِلنَّقۡضِ مِنۡ رَاۡیِ الرِّجَالِ وَلِلۡعَقۡلِ

مجھے اپنی قوم کے بے اصل خیالات اور جہالت پر تعجب ہے اور اُن کے مردوں کی عقل پہ حیرت۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَلِلرَّكِبُيْنَا بِالْمَظَالِمِ لَمْ نَطَأ
لَهُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَّلَا اَهْلِ
وہ ہم پہ ظلم کرتے ہیں اگرچہ ہم نے اُن کے گھروں اور محفوظ مقامات کو جھانکا تک نہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

كَاَنَّا تَبَلْنَا هُمْ وَلَا تَبْلَ عِنْدَنَا
لَهُمْ غَيْرُ اَمْرٍ بِالْعَفَافِ وَبِالْعَدْلِ
گویا انھوں نے ہماری پاکدامنی اورانصاف کی نصیحت کی وجہ سے ہم سے دشمنی کرلی۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

وَاَمْرٍ بِاسَلَامٍ فَلَا يَقْبَلُوْنَهٗ
وَيَنْزِلُ مِنْهُمْ مِثْلَ مَنْزِلَةِ الْهَزْلِ
ہمارے اوراُن کے بیچ دشمنی کی وجہ صرف اسلام ہے مگر اسلام کی تبلیغ پہ وہ توجہ نہیں کرتے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

فَمَا بَرِحُوْا حَتّٰى اَنْتَدَبْتُ لِغَارَةٍ
لَهُمْ حَيْثُ حَلُّوْا اَبْتَغِيْ رَاحَةَ الْفَضْلِ
پس اُن کا یہی رویہ رہا یہاں تک کہ وہ جہاں بھی اترے ہم نے اُن پہ ہلّا بول دیا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِاَمْرِ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوَّلُ خَافِقٍ
عَلَیْہِ لِوَاءٌ لَمْ یَکُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِی

وہ ایسا معاملہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پرچم کشا تھے جیسا پرچم میرے واقعے سے پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔

✡✡✡✡✡✡✡✡

لِوَاءٌ لَدَیْہِ النَّصْرُ مِنْ ذِیْ کَرَامَۃٍ
اِلٰہٍ عَزِیْزٍ فِعْلُہٗ اَفْضَلُ الْفِعْلِ

وہ ایسا پرچم تھا کہ عزت والے غالب معبود کی نصرت ہر قدم پہ اُن کے ساتھ تھی۔

✡✡✡✡✡✡✡✡

عَشِیَّۃَ سَارُوْا حَاشِدِیْنَ وَکُلُّنَا
مَرَاجِلُہٗ مِنْ غَیْظِ اَصْحَابِہٖ تَغْلِی

جس شام وہ لشکر جمع کر رہے تھے تب ہماری دیگیں ایک دوسرے پہ ابل رہی تھیں۔

✡✡✡✡✡✡✡✡

فَلَمَّا تَرَائَیْنَا اَنَاخُوْا فَعَقَّلُوْا
مَطَایَا وَعَقَلْنَا مَدَی عَرَضِ النَّبْلِ

پھر ہم آمنے سامنے ہوئے اور ہم نے اپنی سواریوں کے پاؤں باندھ دیئے۔

✡✡✡✡✡✡✡✡

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَقَلْنَا لَهُمْ حَبْلُ اِلاّ لَہٖ نَصِیْرُنَا
وَمَالَکُمْ اِلاَّ الضَّلَالَۃَ مِنْ حَبْلِ

اور ہم نے اُن سے کہا کہ اللہ ہمارا مددگار ہے جب کہ تمہارے دامن میں صرف گمراہی ہے۔

✿✿✿✿✿✿✿✿

فَثَارَ اَبُوْ جَھَلْ ھُنَالِکَ بَاغِیاً
فَخَابَ وَرَدَّ اللّٰہُ کَیْدَ اَبِیْ جَھْلِ

پھر ابو جہل جوش بغاوت میں اٹھ کھڑا ہوا مگر وہ ناکام رہا اللہ نے ابو جہل کے مکر وفریب کو خاک میں ملا دیا۔

✿✿✿✿✿✿✿✿

وَمَا نَحْنُ اِلَّا فِیْ ثَلَا ثِیْنَ رَاکِبًا
وَھُمْ مِئَتَانِ بَعْدَ وَاحِدَۃٍ فَضَلِ

حالانکہ اِن کے مقابلے میں ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دوسو سے بھی زیادہ تھے۔

✿✿✿✿✿✿✿✿

فَیَالَ لَؤیِّ لَا تُطِیْعُوْا غُوَاتَکُمْ
وَفِیئُوا اِلَی الْاَسْلَامِ وَالْمَنْھَجِ السَّھْلِ

تو اے بنولوی! تم اپنے گمراہوں کی پیروی نہ کرنا بلکہ اسلام کی آسان راہ کی طرف آجاؤ۔

✿✿✿✿✿✿✿✿

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یُّصَبَّ عَلَیْکُمْ
عَذَابٌ فَتَدْعُوْا بِالنَّدَامَۃِ وَالثُّکْلِ

اس سے قبل کہ تم پہ اللہ کا عذاب اترے اور تب تم حسرت اور ندامت کے ساتھ واویلا کرو۔[*3]

✪✪✪✪✪✪✪✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ربیع الاول 2 ہجری ۔ اکتوبر 623ء

غزوہ بواط

نبی اکرم ﷺ کو جب مدینے میں کچھ استحکام حاصل ہو گیا تو آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اہل مکہ کی تجارتی شاہراہ کو کاٹ دیا جائے تا کہ وہ مدینہ پہ جارحیت کے قابل ہی نہ رہیں۔ چنانچہ یہ فوجی مہمات نبی اکرم ﷺ کے اسی حکم کو پایا تکمیل تک پہنچانے کی کوششیں تھیں جن میں اکثر و بیشتر نبی اکرم ﷺ خود بھی مسلمانوں کے لشکروں کی قیادت کرتے تھے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو غزوہ ابواء سے واپس تشریف لائے ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کو اہل قریش کے ایک اور تجارتی قافلے کی خبر ملی جو شام سے مکہ کی طرف رواں تھا چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا۔

اور یہ بہت بڑا قافلہ تھا جس میں اڑھائی ہزار سے زائد اونٹ تھے۔

اس قافلے کی حفاظت امیہ بن خلف کر رہا تھا اور اُس کے ساتھ قریش کے سو سوار بھی تھے۔

غالبًا یہ اہل قریش کی تجارت کا موسم تھا اس لیے وہ مسلمانوں کے خطرے کے باوجود اپنی تجارتی سرگرمیوں میں پوری طرح محو تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو مدینے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں اپنا نائب کیا اور دوسو سواروں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔[*4]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو پرچم عطا کیا گیا۔

نبی اکرم ﷺ اپنے لشکر کے ہمراہ بواط نامی مقام پہ پہنچے اور یہ بواط ینبع کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس کی وجہ سے اس غزوہ کو غزوہ بواط کہا گیا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ اس پہاڑ کو جہنیہ کا پہاڑ بھی کہا جاتا تھا۔

بواط پہنچ کر نبی اکرم ﷺ کو علم ہوا کہ قریش کے جس قافلے کو روکنے کے لیے آپ ﷺ اپنے صحابہ کو لے کے نکلے تھے وہ آپ کی آمد سے پہلے ہی گزر چکا تھا اس لیے اس غزوہ میں بھی خونریزی کی نوبت نہ آئی تھی۔

غالباً اہل قریش کو نبی اکرم ﷺ کے تعاقب کی خبر مل گئی تھی اس لیے انھوں نے اپنی رفتار بڑھا دی اور تیزی سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اور یہی نبی اکرم ﷺ کا مقصد تھا کہ قریش کو یہ باور کرا دیا جائے کہ مسلمان اب انھیں اس تجارتی شاہراہ سے نہیں گزرنے دیں گے۔ اس لیے کہ مسلمانوں کو اس طرح کی خبریں بھی مل رہی تھیں کہ قریش یہودیوں کے ساتھ مل کر سازش کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف مشترکہ کاروائی پر غور کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اُن کو اس بات کا موقع نہ دینا چاہتے تھے۔ یہ مہمیں اسی ضمن میں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کچھ دن بواط میں قیام کیا اور اس کے بعد مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ربیع الآخر 2 ہجری ۔ اکتوبر 623ء

غزوہ سفوان

اہل قریش اب اس بات سے پریشان تھے کہ اُن کی وہ قدیم تجارتی شاہراہ اب اُن کے ہاتھوں سے تقریباً چھن چکی ہے جس پہ صدیوں سے اُن کے تجارتی قافلے رواں دواں تھے۔ بہ نظر غائر دیکھا جائے تو اسی تجارتی شاہراہ پہ اُن کا سارا معاشی نظام ٹکا ہوا تھا۔ اس لیے کہ وہ نہ تو زراعت جانتے تھے اور نہ ہی اُن کی زمین اس قابل تھی کہ اُس میں زراعت کی جا سکے۔ اس لیے صدیوں سے اُن کا ذریعہ معاش تجارت ہی چلا آیا تھا۔ مگر اب حالات بدل چکے تھے وہ مٹھی بھر مسلمان جو کل تک خاموشی سے اُن کا ہر ظلم و ستم برداشت کرتے تھے اب اتنے طاقتور ہو گئے تھے کہ اُن کا راستہ روکنے لگے تھے۔ اور یہی دکھ تھا جو اُن کو چین نہ لینے دیتا تھا اور اپنے اسی دکھ کو مٹانے کے لیے انھوں نے اہل مدینہ کے خلاف جوابی کارروائی کا فیصلہ کیا۔ مگر چونکہ یہ جوابی کارروائی پوری قوم قریش کی منشا کے مطابق نہ تھی بلکہ ایک انفرادی غارت گری تھی اس لیے اُس کے نتیجے میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دونوں فریقوں کا کوئی زیادہ نقصان نہ ہوا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ:

قریش کا ایک سردار کرز بن جابر الفہری اپنے ساتھ کچھ سواروں کو لے کر نکلا اور رات کے اندھیرے میں مسلمانوں کی ایک چراگاہ پہ حملہ کر دیا۔

یہ چراگاہ مدینے سے نزدیک ہی تھی اور اُس کا نام مورخین نے ''**الجماء**'' لکھا ہے۔

کرز بن جابر نے مسلمانوں کے مال کے رکھوالے ایک چرواہے کو قتل کر دیا اور جتنے جانور ہانک کر اپنے ساتھ لے جا سکتا تھا لے گیا۔

اگلی صبح مسلمانوں کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو انھوں نے اپنے سالار اعلیٰ آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کیا۔

آپ ﷺ نے صحابہ کو عجلت میں ہتھیار بند ہونے کا حکم دیا۔

مدینہ میں حضرت زید بن حارثہؓ کو اپنا نائب مقرر کیا اور تیزی سے کفار قریش کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنا پرچم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے ستر صحابہؓ کے ہمراہ وادئ صفوان تک اہل قریش کا تعاقب کیا مگر زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے قریش کے یہ غارت گر مسلمانوں کے لشکر کی پہنچ سے دور نکل چکے تھے۔

چونکہ نبی اکرم ﷺ نے وادئ صفوان تک اہل قریش کا تعاقب کیا تھا اس لیے مورخین نے اس غروہ کو غزوہ صفوان کا نام دیا۔

بعض مورخین نے جو اس غزوہ کو غزوہ بدر اولیٰ کہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وادئ سفوان مقام بدر سے بالکل ملحق ہے۔ اگر چہ وادئ صفوان بدر سے زیادہ شہرت کی حامل تھی مگر جب مسلمانوں اور اہل قریش کے مابین کفر و شرک کا وہ معرکہ بپا ہوا جس کو قرآن میں '' **یوم الفرقان** '' کہا گیا تو پھر قیامت تک لوگ مقام بدر کو یاد رکھنے والے ہیں کہ یہیں حق کے غلبے اور باطل کی شکست پہ مہر تصدیق ثبت کی گئی اور عرب بھر میں خاص طور پہ اور دنیا بھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں عام طور پہ اس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ اب بت پرستی اور شرک کے دن گنے جا چکے ہیں اور اسلام کا غلبہ مقدر ہو چکا ہے۔ یوم بدر حقیقت میں یوم الفرقان تھا اس لیے کہ اس معرکے کے بعد خطہ عرب میں جغرافیائی، عسکری اور مذہبی حوالے سے اس قدر شدید تبدیلی آئی کہ اسلام کا غلبہ مقدر ہو گیا۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ بدر کے روز قریش کے وہ تمام شریر ہلاک کر دیئے گئے جو دل و جان سے اسلام کی عداوت پہ کمر باندھے ہوئے تھے۔ یاد رہے کہ بعض علماء کو اس بارے اشتباہ گزرا ہے کہ غزوہ صفوان پہلے ہوا تھا یا غزوہ عشیرۃ ابن سعد اور امام حلبی کی رائے یہ ہے کہ غزوہ صفوان پہلے پیش آیا اور غزوہ عشیرۃ بعد میں تاہم ابن اسحاق نے اس کے برخلاف لکھا ہے ۔ واللہ واعلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربیع الآخر 2 ہجری ۔ نومبر 623ء

غزوہ عشیرۃ

مورخین نے اگرچہ اس بات کا تذکرہ نہیں کیا مگر اس بات کا غالب امکان نظر آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کفارِ قریش کی جاسوسی اور اُن کی تجارتی یا عسکری نقل و حمل پہ نظر رکھنے کے لیے یقیناً کچھ لوگ مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لیے آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتا تھا کہ قریش کا کون سا تجارتی قافلہ اب کہاں ہے اس کا سالار کون ہے اور اس قافلے کی حفاظت کے لیے قریش نے کیا کیا بندوبست کیے ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ اُن کی منازل تک سے آگاہ ہوتے تھے۔ آپ کو ﷺ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ مکہ سے شام کی طرف روانہ ہوا ہے۔ اس قافلے کا سالار ابو سفیان تھا جو ایک ہزار اونٹوں پہ تجارتی سامان لاد کر مکہ سے شام کی طرف روانہ ہوا تھا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ قریش مکہ میں کوئی عورت اور مرد ایسا نہ تھا جس نے اس قافلے میں سرمایہ کاری نہ کی ہو سوائے ایک شخص کے جس کا نام حویطب ابن عبدالعزیٰ تھا۔ چنانچہ اُن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک ہزار اونٹوں پہ پچاس ہزار دینار کا سامان لدا ہوا تھا۔

یاد رہے کہ یہی وہ قافلہ تھا جس کی واپسی پہ کفار قریش اس کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لیے مکہ سے نکلے اور اپنے تمام سرداروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں میدان بدر میں قتل کرایا۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین کو تیاری کا حکم دیا اور آپ ﷺ ایک سو پچاس سواروں کے ساتھ مکہ سے نکلے۔

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں ابوسلمہ ابن عبدالاسد کو اپنا نائب بنایا اور اس مہم کا پرچم حضرت حمزہؓ کو عطا فرمایا۔

علامہ ابن اسحٰق غزوہ عشیرۃ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مدینے سے نکلے اور نقب بن دینار سے گزرتے ہوئے فیفا الخمار نامی مقام پہ پہنچے۔اس کے بعد آپ ﷺ کے اپنے صحابہؓ کے ساتھ آگے بڑھے اور بطحائے ابن ازہر نامی ایک مقام پہ اترے اور ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔مورخین نے اس درخت کا نام بھی لکھا ہے جس کے نیچے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور نماز ادا کی۔

اس کا نام " **ذات السباق** " بیان کیا گیا ہے۔

بعد میں مسلمانوں نے وہاں مسجد بنا دی تھی جو ایک طویل عرصہ تک قائم رہی۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو کھانے کی تیاری کا حکم دیا اور خود آرام فرمانے لگے۔

صحابہ بیان کرتے ہیں کہ:

جن پتھروں پہ ہم نے اُس دن کھانا پکایا تھا ایک مدت تک یعنی نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد تک وہ پتھر اسی حالت میں رہے اور لوگ انھیں نہ چھیڑتے تھے بلکہ اسے نبی اکرم ﷺ کی نشانی جان کر اس کی حفاظت کرتے تھے۔ بعد کے ایک مورخ نے لکھا ہے سات سو سال تک اُس چولہے کے پتھر اسی حالت میں ایستادہ تھے جس طرح کہ انھیں رسول اللہ ﷺ نے استوار کیا تھا۔[*5]

رات آپ ﷺ نے اسی جگہ قیام فرمایا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگلی صبح اپنے مختصر لشکر کے ساتھ کوچ فرمایا اور یسار کے کنوؤں کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے شعبہ کے راستے پہ آگے بڑھے اس کو شعبہ عبداللہ بھی کہتے ہیں۔ حال کے ایک مورخ نے لکھا کہ آج تک اس مقام کو شعبہ عبداللہ ہی کہا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ وادی یسار میں اترے اور دوپہر کے بعد پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ یلیل کے مقام پہ پہنچے اور رات گزارنے کے لیے وہاں اترے۔ اس کے بعد اگلی صبح جب مسلمانوں کا یہ مختصر لشکر اپنی منزل کی جانب روانہ ہوا تو پھر وہ ضبوعہ کے مقام پہ اترے اور ضبوعہ میں کئی کنویں تھے جن سے صحابہ نے اپنی پیاس بجھائی۔

اس کے بعد آپ ﷺ فرش ملل سے گزرتے ہوئے یمام کے مقام پہ پہنچے اور یمام کے تلخ اور شدید صحراؤں سے گزرتے ہوئے وادئ ینبع میں واقع مقام عشرۃ پہنچے۔

****

پیر محمد کرم شاہؒ نے ضیا النبی میں لکھا ہے کہ:

''عشیرہ کا قصبہ ینبع کے علاقے میں ہے اور اسے ذوالعشیرۃ بھی کہتے ہیں یہ ایک قلعہ ہے جو ینبع اور ذی المرہ کے درمیان واقع ہے یہاں عمدہ قسم کی کھجوروں کے باغات ہیں جن کا پھل بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔ خیبر کی صیحانی اور مدینہ کی برنی اور عجوہ کھجوروں کے علاوہ یہ کھجور حجاز کی تمام کھجوروں سے اعلیٰ ہوتی ہے اور یہ علاقہ بنو مدلج کا مسکن تھا''۔

****

امام ابوالقاسم عبداللہ سہیلی لکھتے ہیں کہ:

اسی غزوہ میں پہلی بار نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو ''**ابو تراب**'' کہہ کر پکارا اور اُن کی یہ کنیت اس قدر مقبول ہوئی کہ لوگ انھیں ابوتراب ہی کہنے لگے تھے۔ یزید بن محمد بن خثیم محاربی نے محمد بن کعب قرظی اور انھوں نے ابو یزید محمد بن خثیم سے اور انھوں نے حضرت عمار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بن یاسرؓ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ ہم سے کہا کرتے کہ روز عشیرہ میں اور حضرت علیؓ ساتھی تھے۔ چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ مقام عشیرہ پہ اترے اور وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو دیکھا جو اپنے ایک چشمے اور کھجوروں کے باغ میں کام کر رہے تھے۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے مجھ سے فرمایا اے ابو یقظان۔

چلو اِن لوگوں کے قریب چل کے دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کیسے کام کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم اُن کی طرف روانہ ہوئے اور اُن کے قریب ہوگئے۔

ہم کچھ دیر اُن لوگوں کو کام کرتے دیکھتے رہے پھر نیند نے ہم پہ غلبہ پایا تو ہم وہیں کچھ فاصلے پہ مٹی سے بھری ایک زمین پہ لیٹ گئے۔ اور نیند ایسی تھی کہ ہماری آنکھیں کھلنے کا نام ہی نہ لیتی تھیں ہم نجانے کتنی دیر تک وہیں سوئے رہے کہ خود آنحضرت محمد ﷺ نے ہماری غیر موجودگی کو محسوس کیا اور ہماری تلاش میں نکلے آخر آپ ﷺ نے ہم کو بنو مدلج کے اُس باغ میں پایا۔

آپ ﷺ نے ہم کو آوازیں دیں مگر ہم اس قدر گہری نیند میں تھے کہ ہم آپ ﷺ کی کسی آواز کو نہ سن سکے۔ اور ہماری آنکھ تب کھلی جب نبی اکرم ﷺ نے ہمیں پاؤں سے پکڑ کے خوب ہلایا۔ اور ہم شرمندہ سے ہوگئے کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کو پریشان کیا ہے۔ جب حضرت علیؓ اٹھے تو اِن کے کپڑوں اور جسم سے مٹی گرتی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ نے فرمایا:

"مَا لَکَ یَا اَبَا تُرَابٍ"

پھر آپ ﷺ ہمارے قریب ہی بیٹھ گئے اور فرمایا۔

کیا میں تمھیں تمام انسانوں سے دو بد بخت آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں۔

ہم نے کہا! ضرور یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں۔

تب آپ ﷺ نے فرمایا:

اُن میں سے ایک تو وہ تھا جو قوم ثمود سے تھا اور جس نے حضرت صالحؑ کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔اور اے علیؓ دوسرا بد بخت شخص وہ ہے جو تیرے اس مقام پہ ضرب لگائے گا۔

آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت علیؓ کے سر کے اگلے حصے پہ رکھا۔

یہاں تک کہ یہ جگہ تیرے خون سے تر ہو جائے گی۔

اور اب آپ ﷺ نے حضرت علی کی داڑھی کو چھوا۔

تاہم ابن اسحٰق نے حضرت علیؓ کی کنیت ابوتراب کی ایک اور وجہ بھی لکھی ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں اس لیے اس کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ ممکن ہے آپ کی کنیت کی اصل وجہ یہی ہو۔

وہ لکھتے ہیں کہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہو کو نبی اکرم ﷺ نے ابوتراب کہہ کر اس لیے بلایا کہ جب حضرت علیؓ اور فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ میں کسی بات پہ جھگڑا ہوتا تو حضرت علی اُن سے کچھ نہ کہتے۔ بس احتجاج کے طور پہ تھوڑی سی مٹی لے لیتے اور اسے اپنے سر پہ ڈال لیتے۔چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کی پیشانی اور بالوں کو خاک آلود دیکھتے تو جان جاتے کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں بات چیت بند ہے۔چنانچہ آپ ﷺ اُن کو کہتے اے ابوتراب پھر سے۔

اور حضرت علیؓ مسکراتے ہوئے سر ہلا دیتے! ہاں پھر سے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ چونکہ اہل قریش کو اس بات کی بھنک پڑ گئی تھی کہ نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اُن کے قافلے کا راستہ روکنے کے لیے مدینہ سے نکل چکے ہیں تو ابوسفیان نے اہل قافلہ سے مشاورت کی اور یہ مشاورت اس لیے بھی ضروری تھی کہ نجانے کیوں اتنی زیادہ سرمایہ کاری والے اس قافلے میں حفاظت کے لیے ابوسفیان کے پاس چالیس سے بھی کم لوگ تھے۔

اس لیے اہل قریش نے فیصلہ کیا کہ وہ راتوں کو بھی سفر جاری رکھیں گے اور نہایت مختصر پڑاؤ کریں گے حتیٰ کہ وہ مسلمانوں سے محفوظ ہو جائیں۔ ابوسفیان کی یہ ترکیب کام کر گئی اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قافلے کی رفتار بڑھ گئی۔یہی وجہ تھی کہ جب نبی اکرم ﷺ مقام عشیرہ پہنچے تو ابو سفیان کے اس قافلے کو وہاں سے گزرے دو دن ہو گئے تھے۔تاہم نبی اکرم ﷺ نے مقام عشیرہ میں کئی روز قیام کیا اور علاقے کی سیاسی صورت حال کو جاننے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں نبی اکرم ﷺ کو محسوس ہوا کہ بنو مدلج کے لوگ قریش سے ساز باز کر سکتے ہیں۔

اگر چہ آپ ﷺ انھیں کے علاقے میں تھے اس کے باوجود آپ ﷺ نے بنو مدلج کے سرداروں کو بلایا اور اُن سے بات چیت کی۔

انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو ہر طرح سے اطمینان دلایا مگر نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا !اگر تمہاری نیت صاف ہے تو تمھیں مسلمانوں سے معاہدہ کرنے سے نہیں کترانا چاہیے۔چنانچہ بنو مدلج باہم مشاورت کے بعد مسلمانوں سے معاہدہ کے لیے تیار ہو گئے۔

معاہدے کی شرائط یہ تھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ عہد نامہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے بنو مدلج کے لیے ہے جن کو نبی اکرم ﷺ نے امان دی۔چنانچہ اب ان کی جانیں اور اُن کے مال محفوظ ہیں اور اُن کو اُن کے دشمنوں کے مقابل مدد دی جائے گی اور جب تک کہ دریائے صوفہ میں تری باقی ہے دونوں گروہ اس معاہدے کے پابند رہیں گے مگر اس شرط کے ساتھ کہ یہ لوگ اللہ کے دین کے مقابلے پہ نہ آئیں گے اور یہ کہ جب نبی اکرم ﷺ اِن کو اپنی حمایت کے لیے بلائیں گے تو اِن کا آنا ضروری ہوگا اس عہد نامے کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول پر ہے۔

****

مورخین نے لکھا ہے کہ بنو ضمرہ سے کیے گئے اس معاہدے کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ جانتے تھے کہ کل اگر قریش اُن سے جنگ کرنے کے لیے نکلیں گے تو

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے وہ مدینہ کے اِن قبائل سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔اس لیے نبی اکرم ﷺ اپنی سیاسی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے اِن قبائل کو مسلمانوں کے مقابل نہ آنے دیا اور اس سے قبل ہی انھیں معاہدوں کا پابند بنا دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ یوم الفرقان

وہ میدان بدر تھا جس میں مٹھی بھر لوگ بے سروسامانی کے عالم میں دین حق کی حفاظت کے لیے اپنی صفیں سیدھی کر رہے تھے۔ جبکہ اُن کے مقابل کفارِ قریش کے ساتھ ایک لشکر جرار تھا اور اُن کے ہتھیار نگاہوں کو خیرہ کرتے تھے۔ اُس دن فیصلہ ہونا تھا کہ اب عرب میں اللہ واحدہ' لاشریک کی عبادت کی جائے گی یا پتھر اور لکڑی کے خداؤں کی پوجا جاری رہے گی۔ دور تک مہیب خاموشی کی اِک رِدا تھی جیسے کسی طوفان سے پہلے کی خاموشی ہوتی ہے۔ شجر و حجر دم سادھے کھڑے تھے کہ کائنات کے سب سے اہم معرکے کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔ ملائکہ اپنے ہتھیاروں کو سجا رہے تھے۔ اپنے سروں پہ زرد عمامے باندھ رہے تھے اور اِذن کے منتظر تھے۔ مگر شاید خالق ابھی اہل بدر کے یقین کو پرکھنا چاہتا تھا۔ اس لیے ملائکہ اگرچہ تیار تھے اور افلاک کے دریچوں سے میدان بدر کو جھانکتے تھے مگر اُن کو ابھی نیچے اترنے کی اجازت عطا نہ کی گئی تھی۔ سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا مگر اُس کی نگاہیں بھی میدان بدر پہ تھیں اور سورج ہی کیا کائنات کی کل مخلوقات مضطرب تھیں اور اُن کا بس نہ چلتا تھا کہ کائنات میں گنتی کے اُن چند شاہ بختوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی مدد کو پہنچیں جو عالم کفر پہ حق بات کو غالب کرنے نکلے تھے۔گُل تھے کہ اُن کی کلیاں اس اضطراب پہ چٹک جانے کو تھیں کہ اللہ کے نام لیوا یہ چند لوگ حق کو غالب کرسکیں گے یا کہ نہیں، آسمان پہ اڑتے پرندوں نے آسمان کو خالی کر دیا تھا تا کہ ملائکہ جلد از جلد میدان بدر میں پہنچیں اور اُس کا نتیجہ جلد اُن کے سامنے آجائے۔جبل ودشت حیران تھے اور مسلمانوں کی استقامت پہ مسرور بھی، تاہم اُن کو بھی سرِ افلاک ہوتے فیصلوں کو جاننے کی بہت جلدی تھی۔ بادل تو گزشتہ شب اپنے حصے کا حق ادا کر چکے تھے جس کے نتیجے میں کفار کے مستقر میں کیچڑ اور مسلمانوں کے ہاں ریت کسی ہموار فرش کی طرح استوار ہوگئی تھی۔ صحرائے عرب میں دور دور تک اِک غلغلہ بپا تھا جس کی آہٹ سے بگولے سہم سہم جاتے تھے، ریت کے ٹیلے اتنے مضطرب تھے کہ سانس لیتے محسوس ہوتے تھے۔صحرا کی تند و تیز سرخ آندھی کو کسی قسم کی مداخلت کی اجازت نہ تھی اور وہ بے بسی سے ایک ہی جگہ بل کھاتی تھی۔ بہاریں اپنا دامن سمیٹے اُس مقام کو بڑھیں جہاں گرمی اور حبس کی وجہ سے مجاہدین کو یک گونہ پریشانی تھی مگر اسے بھی روک دیا گیا، بادِ صبا کی بے بسی الگ سے تھی کہ خالق کی اجازت کے بغیر قدم اٹھانا اُس کے اختیار میں نہ تھا، سمندر مدوجذر میں تھا اُس کی لہروں میں شدید ابال تھا اور اس کے دل میں اِک خیال تھا کہ کفارِ قریش کو اپنا نوالہ بنالے مگر خالق کی منشا کچھ اور تھی۔

مخلوقاتِ عالم دامن کشا تھیں اور روزِ ازل سے اِک یقین اُن کا اثاثہ تھا کہ حق کو آخر غالب آنا ہے اور باطل کو مٹ جانا ہے۔کہ باطل کے مٹ جانے میں ہی مخلوق کی نجات تھی اور اسی چاہ میں کل عالم کی نگاہیں آسمانوں کو دیکھتی تھیں کہ فیصلے تو آخر وہیں ہوتے ہیں۔مگر وہاں سے آنے والے سب فیصلے مخلوق کی سمجھ میں کب آتے ہیں اس لیے اِک اضطراب تھا جس نے گل و خار کو، عشقِ آزار کو مشکِ بہار کو، خاموشی کے اسرار کو، بے نوا صداؤں کی پکار کو، لبوں پہ لرزتے حرفِ تمنا کے آزار کو متاعِ گلستاں گل کی مہکار کو، دستور کہن کی تقرار کو، منزل منزل بھٹکتے اسرار کو، مسکراتے گل و خار کو جذبوں کی ندرت کے معیار کو، وفا کی طرح ڈھلتے سایہ دیوار کو، نفس کی چاہ میں مہکے حسن آشکار کو، ویرانوں میں بکھرتی کوئل کی پکار کو، غربت کے مسلے حسن کے شاہکار کو، خانہ بدوشوں کی وحشت کے آزار کو، پس چشم لرزتے خیالِ حسن یار کو، خزاں کے سوز شوخیء بہار کو، سرابوں میں ڈوبے امید کے دیار کو، چشم نم سے بہتے قرار کو، روپہلی کرنوں کے حسن داماں کو، وجود ہستی میں بکھرے شہر لامکاں کو، خرد کی پہنائی جنوں کے ہر امکاں کو، دلوں میں دھڑکتے ہر گماں کو،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لرزتے زمین و آسماں کو، کھوئی ہوئی منزلوں کے نشاں کو، طلبِ حقیر میں گرتے اشک گراں کو، سرابوں میں الجھے شہرِ بتاں کو، صدائے جرس سے مہکے کارواں کو، پس چشم لرزتے گو ہر امکاں کو، بے خودی میں لرزاں شمشیر و سناں کو، بے منزل مسافت کے احساسِ زیاں کو، میرے دل میرے خالی مکاں کو، کسی کی یاد میں سلگتی شام زمستاں کو، میری خامشی میرے حرفِ زباں کو، شب و سحر کی روانی کو، شام حزن کی پریشانی کو، عالم بے کراں کی حیرانی کو، خیال کی بے منزل ویرانی کو، سرِ مژگاں ٹھہرے اشکِ پشیمانی کو، بہار کی مستی خزاں کی ویرانی کو۔ صحرا کی وسعتوں میں بھٹکتی تنہائی کو، حسن ناز کی جمال آرائی کو، حرف دُعا کی نارسائی کو، مشتِ خاک کی خود آرائی کو، ڈار سے بچھڑی کونج کی تنہائی کو، شاعر کے تخیل کی بزم کی آرائی کو، راہگذر پہ ایستادہ سنگ میل کی تنہائی کو، پس چشم بسی خیال آرائی کو، درِ صحرا قافلوں کے ساربانوں کو، حرف حرف مٹتے افسانوں کو، شمع سے دور تڑپتے پروانوں کو، احساس تنہائی کے ڈسے بے زار ویرانوں کو، منزل سے بھٹکے بے راہ روانسانوں کو، منزل شکر کی طرف اٹھتے قدموں کے نشانوں کو، دامنِ فکر کے آشیانوں کو، تہہ در تہہ گزرے زمانوں کو، وجود خالق سے بے پرواہ نادانوں کو، حرفِ غلط کی طرح مٹتے خیابانوں کو، مہکی بہار میں مسرور گلستانوں کو، کسی آہٹ کی لذت سے لرزتے نخلستانوں کو، گہری سوچ میں مستغرق بیابانوں کو، فنا و بقا کے بیانوں کو، وعظ کے بے معنی ترانوں کو، تاریخ کے مدفن سے جھانکتے خزانوں کو، سعادت جنوں سے مہکے پیانوں کو، حرفِ آگہی سے آشنا دیوانوں کو، بھری دوپہر میں جھلستے ویرانوں کو، شہر دل میں اترے مہمانوں کو، اشکِ رواں سے بھیگے شبستانوں کو، شکر کی منزل سے عاری بے ایمانوں کو، جانوروں سے بدتر انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور سرِ افلاک ہوتے فیصلوں میں یہ تھا کہ کفارِ قریش کو نہ صرف ہلاک کیا جائے گا بلکہ اُن کی ہلاکت کو نشان عبرت اور وجہ ذلت بنا دیا جائے گا۔

مسلمان مکہ سے اگرچہ نکل آئے تھے مگر کفارِ قریش کو چین نہ آیا تھا وہ اپنی وحشت کے اسیر تھے اپنی اَنا کے قیدی تھے، خواہش نفس کے بندے تھے اور اُن کی اس فطری کجی سے رسول اکرم ﷺ پوری طرح آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ کفارِ قریش اُس روز کے انتظار میں ہیں جب وہ مدینہ کی مختصر اور قدرے کمزور ریاست پہ حملہ کر کے مسلمانوں کو ختم کر دیں۔

مورخین نے لکھا ہے کہ!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدینے پہ حملے میں ایک سال کی تاخیر بھی محض اس لیے ہوئی تھی کہ بنو کنانہ کے ساتھ اُن کی برسوں سے جنگ چلی آ رہی تھی اور مدینے پہ حملہ کرنے کے لیے انھیں لامحالہ بنو کنانہ کے علاقوں سے گزرنا پڑتا تھا اس لیے اُن کے ذہن میں دو خدشات تھے ایک تو یہ کہ بنو کنانہ اُن کو اپنے رستوں سے گزرنے ہی نہیں دیں گے اور اُن کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں گے دوسرے یہ کہ اگر وہ اِن کے علاقوں سے طاقت کے زور پہ گزر بھی آئے تو ممکن ہے کہ اُن کی غیر موجودگی میں وہ مکہ پہ حملہ کر دیں اور حرم پاک پہ قبضہ کر لیں۔ اس لیے قریش ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہتے تھے اور ابوسفیان کی زیر قیادت جو قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا جس میں اہل مکہ نے بہت بڑی سرمایہ کاری کر رکھی تھی وہ اس کا بھی انتظار کر رہے تھے تاکہ انھیں وافر اسباب حرب دستیاب ہو سکیں اور جنگ بدر کی ابتداء تو دراصل اسی روز ہو چکی تھی جس روز حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے عمرو بن حضرمی کو قتل کیا تھا اور اُس کا سامان چھین لیا تھا اور یہ بھی کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی ایک چراگاہ پہ حملہ کر کے بڑی جنگ کا چیلنج دے دیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کو اہل مکہ کے قافلہ کی شام سے روانگی کی اطلاع ملی تو نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو طلب فرمایا اور کہا:

کفارِ قریش کا قافلہ شام سے روانہ ہو چکا ہے جس میں اُن کا زر کثیر شامل ہے تم اس پہ حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھو ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمھیں اس سے فائدہ پہنچائے۔

نبی اکرم ﷺ کو خبر پہنچی کہ کچھ صحابہ اس بارے میں متردد ہیں۔

یعنی اُن کا خیال ہے کہ جنگ کرنا یا غارت ڈالنا انبیاء کے شایانِ شان نہیں۔

تاہم نبی اکرم ﷺ نے اُس وقت اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے صحابہ سے فرمایا: جو تمھارے ساتھ جانا چاہے اسے ساتھ لے لو اور جو رکنا چاہے اس کا انتظار نہ کیا جائے۔

چنانچہ صحابہ نے تیاری شروع کر دی۔

تب نبی اکرم ﷺ نے ۱۲ رمضان المبارک ۲ ہجری بمطابق 8 مارچ 624ء کو ۳۲۰ مجاہدین کے ساتھ مدینہ سے کوچ کیا۔

ان میں سے 87 مہاجرین مکہ تھے۔ 61 بنو اوس کے انصار تھے اور 172 بنو خزرج کے انصار تھے۔

یہ کُل 320 لوگ تھے اور مشہور روایت یہ ہے کہ اہل بدر 313 تھے۔ اور وہ 313 ہی تھے اس لیے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب نبی اکرم ﷺ مدینہ سے نکلے تب آپ ﷺ نے عمرو ابن اُم کلثومؓ کو شہر مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا مگر جب آپ ﷺ شہر سے نکل آئے اور روحاء کے مقام پہ پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوالبابہؓ بن عبدالمنذ رکو شہر مدینہ کا حاکم مقرر فرما کے واپس لوٹا دیا۔اس طرح اہل بدر تین سو بیس کی بجائے تین سوانیس رہ گئے۔ جب آپ ﷺ بیوت سقیاء سے نکلے اور بیرٔ عتبہ پہ پہنچے تو آپ ﷺ نے پھر سے اپنے لشکر کا جائزہ لیا اور چھ کم عمر لڑکوں کو واپس مدینہ بھیج دیا۔اُن میں اسامہ بن زیدؓ، رافع بن خدیجؓ، براء بن عازبؓ، اسید بن ظہیرؓ، زید بن ارقمؓ اور زید ابن ثابتؓ شامل تھے۔اِن چھ لڑکوں کو واپس بھیجنے کے بعد مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ ہوگئی تھی جو امام بخاریؒ کی روایت کے مطابق ہے۔[*6]

نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کو نماز پڑھانے کے لیے ابن اُم مکتومؓ کو امام مقرر کیا۔ اہل قبا کو نماز پڑھانے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت عاصمؓ کو امام مقرر کیا۔ نیز اِن کو بستی کا حاکم بھی مقرر کیا اور اُن کو ہدایت کی کہ وہ منافقین کی سرگرمیوں پہ نگاہ رکھیں۔اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ وہ منافقین جنھوں نے بعد میں مسجد ضرار بنائی تھی اُن کے متعلق آپ ﷺ کو کچھ تشویش ناک خبریں ملی تھیں۔صحابہ کے ساتھ مدینہ سے ایک شخص جنگ کرنے کے لیے نکلا اور اُس کا نام حبیب ابن ایساف تھا اور وہ اپنے کفر پہ قائم تھا۔اہل مدینہ اُس کی اِس معرکے میں شمولیت سے بہت خوش تھے کیونکہ وہ اس کو جانتے تھے کہ وہ عرب کے سو سواروں پہ بھاری پڑتا تھا اس لیے کہ وہ بہت بہادر اور طاقتور تھا۔

مگر روحا کے مقام جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو اِس کو ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا۔آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ لشکر اسلامی سے الگ ہو جائے،ہمیں کسی غیر مسلم کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں انشاء اللہ ہمارا اللہ ہمارے لیے کافی ہو جائے گا۔وقتی طور پہ وہ لشکر سے الگ ہو گیا تاہم دراصل وہ اہل مدینہ کے ساتھ ہی رہنا چاہتا تھا۔بدر سے پہلے آخری منزل ذفران پہ جب قریش کے ساتھ جنگ یقینی ہو چکی تھی تب بھی نبی اکرم ﷺ نے اُسے پھر دیکھا اور فرمایا:

میں تمھیں کہہ چکا ہوں کہ ہمیں تمھاری کوئی ضرورت نہیں۔

حبیب ان ایساف خاموشی سے سر جھکائے کھڑا رہا۔

تب نبی اکرم ﷺ نے اُسے استفسار کیا؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا تم اللہ اور اُس کے رسول پہ ایمان لاتے ہو؟

ہاں۔

اُس نے آہستہ سے کہا:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس سے تعرض نہیں کیا۔

کوچ کے وقت صحابہ کے پاس اونٹوں کی تعداد ستر تھی گھوڑے تین تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک اونٹ پہ چار آدمیوں کو سواری میں شریک کیا۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت حمزہؓ، حضرت زید ابن حارثہؓ اور حضرت ابی کشبہؓ سواری میں شریک تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ کے اترنے کی باری آتی تو آپ ﷺ کے سواری میں شامل اصحاب آپ ﷺ کی منت کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سوار رہیں اسی میں ہماری خوشی ہے۔ مگر نبی اکرم ﷺ اُن کو مسکرا کے جواب دیتے کہ نہ تو تم مجھ سے زیادہ مضبوط ہو اور نہ میں جہاد کے اجر سے بے نیاز ہوں۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کے شایانِ شان بھی یہی تھا اس لیے کہ آپ ﷺ پیغام مساوات ہی تو لے کر آئے تھے۔

اگر چہ اکثر مورخین نے اس لشکر میں گھوڑوں کی تعداد تین ہی لکھی ہے۔ تاہم امام حلبی کی رائے اُن سے مختلف ہے اور مجھے اُن کی رائے میں استحکام بھی نظر آیا اس لیے کہ انھوں نے نہ صرف گھوڑوں کی تعداد لکھی ہے بلکہ اُن کے مالکوں کے نام اور گھوڑوں کے نام تک لکھے ہیں اس لیے ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ پانچ گھوڑے تھے۔ اِن میں سے دو گھوڑے تو خود آنحضرت محمد ﷺ کے تھے۔ ایک گھوڑ مرثد کا تھا جس کا نام سیل تھا، ایک گھوڑا مقداد بن اسودؓ کا تھا اُن کے گھورے کا نا سبحہ تھا، پانچواں گھوڑا حضرت زبیرؓ کا تھا جس کا نام یعسوب تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے اونٹوں کے گلوں سے گھنٹیاں اتارنے کا حکم دے دیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کا لشکر خاموشی سے دشمن کے سر پہ جا پہنچے۔ غزوہ بدر کے موقع پہ نبی اکرم ﷺ کے جنگی پرچم کا رنگ سفید تھا اور آپ ﷺ نے یہ پرچم حضرت مصعب بن عمیرؓ کو عطا فرمایا تھا۔

امام برہان الدین حلبیؒ لکھتے ہیں کہ:

جب نبی اکرم ﷺ نے شہر مدینہ سے کوچ کیا اور بدر کا قصد کیا کہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ ابوسفیان کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قافلہ بدر کے مقام پہ قیام کرے گا۔تب ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور فرمایا: یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی جہاد کی اجازت عطا فرمائی جائے اور وہ اُم ورقہ بنت نوفل تھیں۔ انھوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے بیماروں کی تیمارداری کروں گی اور اُن کی خدمت کروں گی ممکن ہے اس دوران اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت عطا فرمادے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اپنے گھر میں بیٹھو اللہ تعالیٰ تمھیں شہادت نصیب فرمادے گا۔

رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک سے نکلی ہر بات پہ صحابہ اس طرح یقین رکھتے تھے کہ وہ اس کے خلاف سوچ بھی نہ سکتے تھے۔حضرت اُم ورقہ بنت نوفل نے قرآن پڑھ رکھا تھا اور وہ بہت اچھی مومنہ تھیں۔چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی زبان سے شہادت کا منصب حاصل ہو جانے کے بعد لوگوں نے اس خاتون کو شہیدہ کہنا شروع کر دیا تھا۔اُس خاتون کی موت تک لوگ غالباً اُس کا اصل نام بھول چکے تھے اور انھیں شہیدہ ہی پکارتے تھے۔حتیٰ کہ خود رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ سے کہا کرتے چلو شہیدہ سے مل آئیں۔

وہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت تک زندہ رہیں۔

ایک دن جب ضعیف ہو چکی تھیں تب انھوں نے اپنی لونڈی اور غلام کو طلب کیا اور فرمایا میری موت کے بعد تم آزاد ہو۔لونڈی اور غلام کے دل میں لالچ نے سر اٹھایا اور رات کے اندھیرے میں انھوں نے حضرت ام ورقہ بنت نوفل کو شہید کر دیا۔اس طرح رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ کی تصدیق بھی ہوگئی۔حضرت اُم ورقہ بنت نوفل کے قاتلوں کو حضرت عمرؓ نے گرفتار کر لیا تھا اور انھیں سزائے موت سنائی تھی۔یہی وہ دو پہلے بدقسمت تھے جنھیں ریاست مدینہ میں پھانسی دی گئی۔نبی اکرم ﷺ مدینہ سے نکلے تو دو دن کے فاصلے پہ ایک مقام بیرٔ عتبہ پہ قیام کیا۔آپ ﷺ نے اس کنویں کی تعریف فرمائی اور صحابہ کو اس کا پانی پینے کا حکم دیا اور خود بھی پیا۔[*7]

یہاں آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو یاد کیا جن کو رسول اللہ ﷺ نے جہاد پہ جانے کی اجازت نہ دی تھی کیونکہ اُن کی بیوی حضرت رقیہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ بیمار تھیں اور ابو امامہ ابن ثعلبہؓ کو بھی یاد کیا جن کو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنی والدہ کی نگہداشت کریں جو بیمار تھیں۔نبی اکرم ﷺ جب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بدر سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہؓ اور ابوامامہ بن ثعلبہؓ کی ماں انتقال کر چکی تھیں۔ آپ ﷺ اُن کی قبروں پہ تشریف لے گئے اور دعائے مغفرت کی۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ اس وجہ سے پیچھے نہیں رہے تھے کہ انھیں جہاد سے کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ وہاں تو کفارِ قریش سے جنگ کا کوئی تذکرہ ہی نہ ہوا تھا بلکہ تمام صحابہ یہ سمجھتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ابوسفیان کے قافلے کو نکلے ہیں۔

****

ابو سفیان کا قافلہ؛

ابوسفیان ایک زیرک سردار تھا۔ کاروانی تجارت سے وابستہ ہوئے اسے مدتیں گزر چکیں تھیں۔ وہ نہ صرف راستے کی صعوبتوں سے آگاہ تھا بلکہ اُسے اس بات کا بھی علم تھا کہ دشمن کی کاروائی سے اپنے قافلے کو کس طرح محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اہل قریش کو اُس پہ اندھا اعتماد تھا اور انھوں نے اپنی ساری دولت اُس کے تجارتی قافلے میں لگا دی تھی۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ کے جاسوسوں نے آپ ﷺ تک ابوسفیان کے قافلے کی شام سے روانگی کی خبر پہنچا دی تھی۔ اسی طرح ابوسفیان کے جاسوس بھی اسے مسلمانوں کی نقل و حرکت سے آگاہ رکھے ہوئے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ اہل مدینہ اس کے قافلے کی تاک میں ہیں اور مقام بدر پہ قافلے پہ حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ اس لیے ابوسفیان نے مقام بدر پہ پہنچنے سے پہلے ہی ضمضم ابن عمرو غفاری کو بیس مثقال اجرت دی اور اسے اس کام پہ معمور کیا کہ وہ تیزی سے مکہ پہنچے اور اہل مکہ سے جا کر کہے کہ اپنے قافلے کو محمد (ﷺ) اور اُن کے ساتھیوں سے بچانے کے لیے نکلو چنانچہ ضمضم ابن عمرو تیزی سے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عاتکہ کا خواب؛

ضمضم بن عمرو کے مکہ پہنچنے سے پہلے حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اور حضرت عباس کی بہن تھیں نے ایک خوفناک خواب دیکھا اور اسے اپنے بھائی حضرت عباس سے بیان کیا۔

حضرت عاتکہ نے کہا:

بھائی! خدا کی قسم گزشتہ رات میں نے ایک بہت ہی خوفناک خواب دیکھا ہے اور مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ شاید تمھاری قوم پہ کوئی بڑی آفت آنے والی ہے اس لیے جو میں بتاؤں اس کو پوشیدہ رکھنا۔

حضرت عباس سے رازداری کا وعدہ لینے کے بعد عاتکہ [*8] نے اپنا خواب بیان کیا۔

انھوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ اونٹ پہ سوار ایک شخص آ رہا ہے یہاں تک کہ وہ ابطح میں آ کر رک گیا ہے۔[*9]

وہ شخص وہاں کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے پکارا؛

اے اہل مکہ! تین دن میں نکلو اور اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

پھر میں نے دیکھا کہ وہ شخص شہر میں داخل ہو گیا ہے اور اُس کے گرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے ہیں وہ لوگوں کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گیا پھر اچانک وہ شخص مجھے کعبہ کی چھت پہ نظر آیا اور وہاں سے بھی اس شخص نے وہی پکار لگائی کہ لوگو تین دن کے اندر اندر اپنی قتل گاہوں کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

اس کے بعد وہ شخص مجھے ابوقبیس کے پہاڑ پہ نظر آیا اور وہاں سے بھی اُس نے یہی پکار لگائی کہ لوگو! تین دن کے اندر اندر اپنی قتل گاہوں کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ پھر پہاڑ پہ کھڑے کھڑے ہی اُس نے ایک پتھر شہر مکہ کی طرف لڑھکایا اور وہاں سے لڑھکتے لڑھکتے وہ پتھر جب پہاڑ کے دامن تک پہنچا تو اچانک ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور شہر مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر نہ تھا جس میں اُس کا کنکر نہ گرا ہو۔

حضرت عاتکہ کا خواب سن کے حضرت عباس دم بخود رہ گئے اور کہا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بخدا! یہ بہت خوفناک خواب ہے۔

حضرت عاتکہ نے ایک بار پھر حضرت عباس سے رازداری کا تقاضا کیا۔

حضرت عباسؓ وہاں سے اٹھ آئے۔ مگر وہ اس عجیب وغریب اور خوفناک خواب کو زیادہ دیر تک اپنے دل میں نہ رکھ سکے اور راستے میں اُن کا ایک دیرینہ دوست ولید ابن عتبہ ملا تو حضرت عباسؓ نے انھیں اس خواب سے آگاہ کردیا۔

اگرچہ حضرت عباس نے ولید ابن عتبہ سے رازداری کا وعدہ لیا تھا مگر وہ بات اتنی عجیب اور خوفناک تھی کہ گھر پہنچتے ہی ولید ابن عتبہ نے ساری بات اپنے بیٹے عتبہ ابن ولید کے کان میں ڈال دی۔

پھر شام تک سارے مکہ شہر میں اس خواب کا چرچا تھا۔

اگلے دن جب حضرت عباسؓ حرم پاک میں داخل ہوئے تو ابوجہل نے انھیں پکارا اور کہا:

طواف کے بعد مجھے ملنا، اس لیے کہ عرب جونہی حرم پاک میں داخل ہوتے تو اس وقت تک نہ تو کسی سے بات کرتے اور نہ ہی کسی مجلس میں بیٹھتے جب تک کہ طواف نہ کرلیں۔

چنانچہ طواف کے بعد حضرت عباس ابوجہل کے پاس آئے تو ابوجہل نے کہا!

بنوہاشم نے اس پہ بس نہ کیا کہ اللہ نے اُن کے ہاں نبی بھیجا۔

اب تم نے دعویٰ کیا کہ ہے تم میں ایک نبیہ بھی پیدا ہوچکی ہے۔

حضرت عباس نے کہا:

کھل کے بات کرو میں تمھاری بات نہیں سمجھا۔

ابوجہل نے رعونت سے کہا:

میں عاتکہ کے خواب کی بات کررہا ہوں۔

حضرت عباس نے ابوجہل کو ٹالنے کی کوشش کی اور کہا:

بخدا! میں کسی خواب کو نہیں جانتا اور نہ عاتکہ نے ایسا کوئی خواب دیکھا ہے۔

ابوجہل نے کہا: تم خوب جانتے اور اچھی طرح جانتے ہو کہ اس خواب میں بیان کیا گیا ہے کہ اہل مکہ تین دن کے اندر اپنی قتل گاہوں کو روانہ ہوجائیں۔

اس کے بعد ابوجہل نے کہا: بخدا! ہم تین دن تک انتظار کریں گے اگر تو عاتکہ کا خواب سچا ہوا تو کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسا واقعہ پیش آ جائے گا اور اگر اِن تین دِنوں میں کچھ نہ ہوا تو خدا کی قسم ہم ایک تحریر لکھیں گے اور بیت اللہ میں لٹکائیں گے کہ بنوعبدالمطلب عربوں میں سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔

حضرت عباس کہتے ہیں کہ میں ابوجہل کو ٹالتا ہی رہا اور اس خواب سے انکار ہی کرتا رہا کہ میں اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

مگر جب میں گھر پہنچا تو عاتکہ سمیت بنوعبدالمطلب کی کوئی عورت نہ تھی جس نے مجھے ملامت نہ کی ہو مجھ پہ طعن نہ کیا ہو۔

عاتکہ نے کہا! تم نے اُس خبیث فاسق کی یہ بات برداشت کیسے کر لی کہ پہلے تو وہ تمھارے خاندان کے مردوں کی عیب جوئی کرتا تھا اور اب اس نے تمھاری عورتوں کا نام بھی اپنی زبان پہ لانا شروع کر دیا ہے۔

حضرت عباس کہتے ہیں کہ اپنی عورتوں کی یہ باتیں سن کر میرا خون کھولنے لگا اور میں نے اُن سے وعدہ کیا کہ کل میں ابوجہل کو اس بات کا جواب دے کے رہوں گا۔ چنانچہ اگلے دن میں حرم کی طرف روانہ ہوا اور میرے دل میں تھا کہ میں ابوجہل سے الجھوں گا۔ طواف کے بعد میں نے ابوجہل کو کھوجا اور اسے ایک مجلس میں بیٹھا ہوا پایا۔ میں اُس کی طرف بڑھا کہ اگر ہو سکے اور کوئی بہانہ مل جائے تو میں اس سے لڑ پڑوں تا کہ ہماری عورتوں کی وہ ہتک جو اس نے کل کی اُس کا کچھ مداوا ہو سکے۔ مگر میں ابھی اس کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اٹھا اور ایک طرف کو بھاگ نکلا:

میں نے اپنے دل میں کہا اس کمبخت پہ خدا کی لعنت ہو وہ مجھ سے ڈر کے بھاگ رہا ہے۔ مگر پھر مجھے احساس ہوا کہ وہ اُس آواز کو سن کر بھاگا ہے جس کو شاید میں پہلے نہ سن سکا تھا اور میں نے دیکھا کہ وہ حرم کے دروازے کی طرف بھاگا ہے۔

حرم کے پہ دروازے پہ ضمضم ابن عمرو غفاری تھا جس نے عرب رواج کے مطابق اپنے اونٹ کے ناک اور کان کو کاٹ دیا تھا اور اپنی قمیض کو الٹ دیا تھا اور اسی حالت میں وہ چیخ چیخ کر پکار رہا تھا۔

اے اہل مکہ!

اپنے تجارتی قافلے کی خبر لو! اپنے تجارتی قافلے کی خبر لو!

اپنے قافلے کو محمد (ﷺ) اور اُن کے اصحاب سے بچا لو ورنہ ہمیشہ کے لیے برباد ہو جاؤ گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ عاتکہ کے خواب کا تیسرا دن تھا اور خواب کے عین مطابق مصیبت شہر مکہ کے دروازے پہ آ کھڑی ہوئی تھی۔ جس کے فوراً بعد ابو جہل کی قیادت میں اہل قریش نے اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلنے کی تیاری شروع کر دی تھی۔

حضرت عباس کہتے ہیں کہ صورت حال کی اس اچانک تبدیلی کی وجہ سے میری توجہ ابو جہل کی طرف سے ہٹ گئی تھی اور میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا۔ خدا کی قسم یہ تو وہی مصیبت ہے جسے عاتکہ نے بیان کیا تھا۔

قریش حرم پاک میں جمع تھے اور اُن کے اکابرین لوگوں کو جنگ پہ ابھارنے کے لیے تقاریر کر رہے تھے۔

ابو جہل نے کہا:

خدا کی قسم! اگر محمد (ﷺ) اور اُن کے ساتھیوں نے ہمارے قافلے کا راستہ روکا تو ہم شہر مدینہ پہ حملہ کر دیں گے اور اُس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے انھوں نے ہمارے قافلے کو ابن حضرمی کا قافلہ سمجھ رکھا ہے جسے وہ لوٹ کر لے جائیں گے۔

سہیل بن عمرو نے کہا:

کیا تم لوگ محمد (ﷺ) اور یثرب کے بے دینوں کو اس بات کی اجازت دو گے کہ وہ تمھارے مال لوٹ کے لے جائیں اور تمھارا اشرف خاک میں مل جائے اس لیے نکلو اور اپنے قافلے کی حفاظت کرو بخدا! زادِ راہ کی پرواہ بالکل نہ کرو جس کو سواری کی ضرورت ہو وہ مجھ سے ملے، جس کو مال کی ضرورت ہو وہ مجھ سے ملے جس کو اسلحے کی ضرورت ہو تو میرے اسلحہ خانوں کے دروازے آج اہل مکہ کے لیے کھلے ہیں۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قریش مکہ کی تیاریاں؛

قریش کے لوگوں کا جوش وخروش حد سے بڑھا ہوا تھا۔کیا چھوٹا کیا بڑا سب سفر کی تیاری میں کھوئے تھے۔ہرکوئی اس جنگ میں شامل ہونے کا خواہش مند تھا،اگر کوئی کسی مجبوری کی وجہ سے نہ جاسکتا تھا تواس نے معاوضہ ادا کر کے اپنی جگہ کسی اور کو تیار کر لیا تھا۔اُن کے دولت مند ناداروں اور ضرورت مندوں کے لیے سواریوں اور اسلحہ کا انتظام کر رہے تھے۔چنانچہ عبداللہ بن ابن ربیعہ نے پانچ سو اشرفیہ دیں جو جنگی مصارف کے لیے تھیں۔طعیمہ بن عدی نے اپنی طرف سے بیس اونٹ اہل قریش کے حوالے کیے۔عویطب بن عبدالعزیٰ نے تین سو اشرفیاں دیں۔تاہم عرب کے سرداروں میں سے ابولہب بن عبدالمطلب اور امیہ بن ابی خلف نے جنگ پہ نکلنے سے گریز کیا۔ابولہب جو نبی اکرم ﷺ کا چچا تھا اور حضرت عاتکہ کا بھائی بھی تھا،وہ قریش کی انتہائی کوششوں کے باوجود بھی جنگ کے لیے نکلنے کو تیار نہ ہوا۔

اُس نے قریش سے کہا:

عاتکہ میری بہن ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ سچے خواب دیکھتی ہے اس لیے جو بھی ہو میں تو اس جنگ میں شامل ہونے والا نہیں۔تاہم اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اسے مسلمانوں سے یا آنحضرت محمد ﷺ سے کوئی ہمدردی تھی بلکہ وہ تو محض خوف کی بنا پر پیچھے رہا تھا اور اپنے بدلے اُس نے ہشام ابن مغیرہ کو جنگ کے لیے بھیجا تھا۔

ابولہب نے ہشام ابن مغیرہ سے چار ہزار درہم لینے تھے اس لیے اُس نے ہشام کو بلایا اور کہا،تم میری جگہ اس جنگ میں شامل ہو جاؤ تو میں تمھیں وہ چار ہزار درہم معاف کر دوں گا جو تم نے مجھ سے قرض لیے ہوئے ہیں۔[10*] چنانچہ اُس نے قریش کو اپنے بدلے ہشام کو جنگ پہ لے جانے پہ رضامند کر لیا۔

امام سہیلی لکھتے ہیں کہ امیہ بن ابی خلف کی اس جنگ پہ نہ نکلنے کی وجہ یہ تھی کہ کچھ عرصہ قبل حضرت سعد بن معاذؓ مدینہ سے عمرہ کے لیے مکہ آئے تو باہمی تعلقات کی وجہ سے وہ امیہ بن ابی خلف کے ہاں ہی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اترے۔ کیونکہ امیہ جب تجارت کے لیے شام جایا کرتا تو وہ مدینہ میں حضرت سعد بن معاذؓ ہی کے ہاں ٹھہرا کرتا۔ اب حضرت سعد بن معاذؓ مکہ میں اُن کے ہاں اترے تھے۔ جب حضرت سعد بن معاذؓ امیہ بن خلف کے ہمراہ حرم پاک میں طواف کرر ہے تھے تو ابو جہل نے اُن کا راستہ روکا۔

اُس نے امیہ بن ابی خلف سے پوچھا؟

یہ کون ہے؟

امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن معاذؓ کا تعارف کرایا۔

اور ابو جہل سیخ پا ہو گیا، اُس نے امیہ سے کہا:

تم اسے اتنے اطمینان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرا رہے ہو جب کہ تم جانتے ہو کہ اِن لوگوں نے محمد (ﷺ) اور ہمارے دوسرے لوگوں کو ہمارے خلاف پناہ دے رکھی ہے۔ یادرکھو اگر تم نے اُن کی مدد ونصرت سے ہاتھ نہ اٹھائے تو اہل مکہ تم پہ ٹوٹ پڑیں گے۔

اس طرح ابو جہل اور حضرت سعد بن معاذؓ میں تُو تو میں میں شروع ہوگئی۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے بھی بلند آواز سے ابو جہل سے کہا:

یادرکھو! اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں تمھیں اس چیز سے روک دوں گا جو تیرے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ کا اشارہ اُس شاہراہ تجارت کی طرف تھا جو مدینہ سے ہوکر شام کو جاتی تھی۔

امیہ بن ابی خلف نے آہستہ سے حضرت سعد بن معاذؓ کے کان میں کہا؛

آہستہ بولو! یہ وادیٔ کے لوگوں کا سردار ہے۔

حضرت سعد بن معاذؓ، امیہ بن ابی خلف کی طرف مڑے اور کہا؛

اب تم اِس کی حمایت پہ اتر آئے ہو خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ وہ تمھیں قتل کریں گے۔

کہاں کب؟ مکہ میں یا مکہ سے باہر؟

امیہ بن خلف نے فوراً ہی کئی سوال کر ڈالے۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے جواب دیا، میں اس بارے میں نہیں جانتا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امیہ بن ابی خلف پریشان ہوا ٹھا تھا اس لیے کہ صرف وہ ہی نہیں سارا عرب جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والا ہر حرف پورا ہوتا ہے۔

وہ گھر آیا اور ساری بات اپنی بیوی کو بتائی۔

اُس کی بیوی نے کہا:

اس کا آسان حل تو یہ ہے کہ تم محمد ﷺ کے خلاف نہ نکلنا اور امیہ نے اپنی بیوی کی بات مانتے ہوئے یہ عہد کیا کہ وہ کبھی آنحضرت محمد ﷺ کے خلاف جنگ کرنے نہ نکلے گا مبادا کہ رسول اللہ ﷺ اُسے قتل کر دیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب ضمضم ابن غفاری مکہ میں آیا اور اُس نے اہل قریش کو دہائی دی تو امیہ نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

اُس کی حرکات دیکھتے ہوئے اُس کی بیوی نے کہا:

محمد ﷺ کے خلاف نکلنے کی تیاری کر رہے ہو؟

ہاں! امیہ نے جواب دیا۔

اپنے یثربی بھائی کی بات بھول چکے؟ اور امیہ سہم کر بیٹھ گیا۔

قریش میں سے کچھ اور لوگ بھی تھے جو اس جنگ میں جانے سے گریزاں تھے اُن میں عتبہ بن ربیعہ تھا، شیبہ بن ربیعہ تھا، زمعہ بن اسود تھا اور حکیم ابن حزام تھا۔

کتاب امتاع میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ اس لیے جنگ میں جانے سے انکاری ہوئے تھے کہ انھوں نے اپنے بڑے بت ہبل کے سامنے تیر نکالے تھے اور وہ صدیوں سے اپنے ہر کام کے آغاز سے پہلے قرعہ اندازی کرنے کے عادی تھے۔ جب اِن لوگوں نے تیر ڈالے تو اُس میں اِن کو جنگ میں جانے سے منع کر دیا گیا۔

تاہم جب ابوجہل، عقبہ بن ابی معیط اور نضر ابن حرث نے اِن لوگوں کو شرم دلائی کہ تم لوگ قریش کے جانباز لوگ ہو اگر تم ہی گھر بیٹھ رہے تو جنگ شامل ہونے والے عام لوگ منہ پھیر جائیں گے۔

اُن لوگوں نے اور بھی بہت سی باتیں کیں اور اِن لوگوں کے جذبات کو ابھارا اور وہ اِن لوگوں کو جنگ کے لیے تیار کر کے ہی اٹھے۔

امام حلبی نے لکھا ہے کہ!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب عتبہ اور شیبہ ہتھیار سجائے جنگ کے لیے اپنے گھر سے نکلے تو اُن کے غلام عداس نے اُن سے کہا:

بخدا! تم لوگ آخر اپنی قتل گاہوں کو نکل ہی پڑے۔

خدا کی قسم! جب بھی کوئی قوم کبھی اللہ کے کسی نبی کے مقابل اتری ہے تو سوائے ذلت کے اُس کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اس لیے اب بھی وقت ہے باز آ جاؤ۔

مگر عتبہ اور شیبہ کے باپ ولید نے عداس کو جھڑک دیا اور کہا:

جاؤ اور اپنا کام کرو، کیا تم نہیں جانتے اہل قریش ہمیشہ سے تمام عربوں پہ بھاری پڑے ہیں اور یہ تو چند مفرور ہیں جنھیں ہم چیونٹیوں کی طرح مسل دیں گے۔

ادھر اہل قریش ایک بار پھر امیہ بن ابی خلف کے پاس آئے اور اُن سے کہا:

ہمارے ساتھ جنگ کے لیے چلو اس لیے کہ تمھارے جیسا سردار اگر گھر بیٹھ گیا تو لوگ باتیں کریں گے اور اگر تم محمد (ﷺ) کے مقابلے پہ نہیں نکلنا چاہتے تو بے شک نہ نکلنا۔ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے تم ایک دو منزل ہمارے ساتھ چلو اس کے بعد چپکے سے واپس لوٹ آنا۔

امیہ بن ابی خلف اہل قریش کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گیا اور اُن کے ساتھ جنگ پہ نکل کھڑا ہوا اور پھر اس کو واپس آنا نصیب نہ ہوا کہ آنحضرت محمد ﷺ کی زبان سے نکلے لفظ کبھی واپس نہیں لیے جاتے۔

قریش نے اپنی تیاریاں دو دنوں میں مکمل کر لی تھیں۔

وہ تقریباً ہزار آدمی تھے اُن کے ساتھ سو گھوڑ سوار تھے جو زرہ پوش تھے۔

بہت سے پیدل سپاہی بھی ایسے تھے جو زرہ پوش تھے۔ مورخین نے اُن کی تعداد بھی سو لکھی ہے۔

اُن کے ساتھ شراب تھی، گانے والیاں تھیں اور بے شمار زادِ راہ تھا۔ چنانچہ انھوں نے کوچ کا نقارہ بجا دیا۔

تب اُن میں سے کسی نے انھیں یاد دلایا کہ بنو کنانہ کا کیا کرنا ہے۔

یاد رہے کہ قریش اور بنو کنانہ کی برسوں سے چپقلش چلی آ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ بنو کنانہ کے راستوں سے نہیں گزر سکتے تھے۔ تب اچانک ہی بنو کنانہ کا سردار سراقہ بن مالک مدلجی اُن کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سامنے ظاہر ہوا اور اُن سے کہا:

ہماری طرف سے بے فکر ہو کے جاؤ اس معاملے میں ہم تمھارے ساتھ ہیں۔

قریش کی حیرانی قابل دید تھی کہ عربوں میں اس سے قبل ایسا نہ ہوا تھا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ وہ شیطان تھا جس نے سراقہ کی صورت اپنا لی تھی اور لشکر قریش مکہ سے پورے طمطراق کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

****

قافلہ بچ نکلا ؛

نبی اکرم ﷺ بیئر عتبہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت سعد ابن زید کو ابوسفیان کے قافلے کی خبریں حاصل کرنے کے لیے آگے روانہ کیا۔[*11]

امام حلبی نے لکھا ہے کہ!

آنحضرت محمد ﷺ نے بیئر عتبہ سے بس بس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء کو آگے روانہ کیا تا کہ وہ آنحضرت محمد ﷺ کو ابوسفیان کے قافلے کی اطلاعات فراہم کر سکیں۔

امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ!

جہاں تک حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت سعد ابن زیدؓ کا تعلق ہے تو اُن لوگوں کو آپ ﷺ نے لشکر اسلامی کے مدینہ سے نکلنے سے پہلے روانہ فرمایا تھا تا کہ وہ ابوسفیان کے قافلے کی خبریں اُن تک پہنچائیں مگر وہ راستہ بھول گئے اور ابوسفیان کو نہ پا سکے اور نہ ہی انھیں یہ معلوم تھا کہ نبی اکرم ﷺ ایک لشکر لے کر اس قافلے کے پیچھے نکلے ہیں۔ اسی لیے تو جب انھوں نے ابوسفیان کے قافلے کو نہ پایا تو واپس مدینہ جا پہنچے جہاں انھیں معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ تو اپنے اصحاب کے ساتھ نکل چکے ہیں۔ تب اِن لوگوں نے مدینہ میں ٹھہرنا گوارا نہ کیا اور اسلامی لشکر کے پیچھے نکلے مگر تب رسول اللہ ﷺ فاتح بدر کی حیثیت سے واپس ہو رہے تھے تاہم آپ ﷺ نے اِن دو اصحاب کے لیے غنیمت میں سے اُن کا حصہ نکالا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ!

رسول اللہ ﷺ کے جاسوس بس بس بن عمرو اور عدی بن الزغباء مقام بدر پہ پہنچے تو ایک چشمے پہ پڑاؤ کیا خود پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو ستانے کے لیے چھوڑ دیا۔

پھر انھوں نے دیکھا کہ دو لڑکیاں کنویں سے پانی نکال رہی ہیں اور آپس میں جھگڑ بھی رہی ہیں۔

ایک آدمی جو سردار لگتا تھا وہ اِن کو چھڑا رہا اور وہ سردار مجدی بن عمرو تھا۔

ایک لڑکی نے دوسری سے کہا:

بخدا! اہل قریش کا قافلہ کل یا پرسوں تک یہاں اترنے والا ہے میں اُن کی خدمت کروں گی اور تیرا قرض اتار دوں گی۔

نبی اکرم ﷺ کے جاسوسوں کے کان میں جونہی یہ الفاظ پڑے کہ کل پرسوں قریش کا قافلہ یہاں پہنچنے والا ہے تو اُن کا کام مکمل ہو گیا اور وہ تیزی سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہو گئے۔ جونہی بس بس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء وہاں سے روانہ ہوئے تو ابوسفیان جس نے اپنا قافلہ کافی پیچھے چھوڑا تھا اور اپنے کچھ سواروں کے ساتھ مسلمانوں کی سن گن لیتا پھر رہا تھا اسی چشمے یا کنویں پہ پہنچا جہاں وہ دو لڑکیاں اور مجدی بن عمرو تھا۔

ابوسفیان نے مجدی بن عمرو سے پوچھا تم نے یہاں کسی اجنبی سوار کو تو نہیں دیکھا؟

مجدی نے ابوسفیان کو بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے دو شتر سوار یہاں اترے تھے پھر پانی وغیرہ لے کر یہاں سے رخصت ہو گئے۔

انھوں نے اپنے اونٹوں کو کہاں بٹھایا تھا۔

ابوسفیان نے پھر سوال کیا؟

تو مجدی ابوسفیان کو تھوڑے فاصلے پر اُس جگہ لے گیا جہاں اُن عربوں نے اپنے اونٹ بٹھائے تھے۔

ابوسفیان نے غور سے اُس جگہ کا جائزہ لیا اور پھر اُس نے اونٹوں کی لید دیکھی تو اُس کو اپنے پاؤں سے مسلا اور اُس نے پایا کہ اُن میں کھجوروں کی گٹھلیاں تھیں اور ابوسفیان پکار اٹھا وہ یثربی تھے۔ وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف لپکا اور اپنی سواریوں پہ سوار ہو کے ایڑ لگا دی۔ وہ اپنے قافلے میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہنچا اور اسے لے کر تیزی سے بدر سے دور ہٹنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ وہ ساحل کے ساتھ جانکلا اب وہ کم از کم نبی اکرم ﷺ کے لشکر سے محفوظ ہو چکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کو خبر ملی کہ قریش کا قافلہ ایک دو روز میں مقام بدر تک پہنچنے والا ہے تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو کوچ کا حکم دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے راستے کے کئی پڑاؤ موخر کیے اور تربان سے ملل وہاں سے خمیس الحام پھر صخیرات الیمام پھر السیالہ پھر فج الروحاء اور پھر شنوکہ کے مقامات سے گزرتے چلے گئے۔ یہی درمیانی راستہ ہے جو اگرچہ کچھ دشوار گزار ہے مگر مختصر اور آبادیوں سے ہٹ کر ہے اور اس کا انتخاب نبی اکرم ﷺ نے اس لیے کیا تھا تا کہ وہ خاموشی سے بدر پہنچ جائیں۔ پھر آپ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ عرق الظبیہ پہنچے اور وہاں ایک دیہاتی سے کفار کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کیں۔

مگر کچھ زیادہ معلوم نہ ہو سکا۔

وہاں سے چل کر آپ ﷺ سجسجا پہنچے جسے بئیر الروحاء بھی کہتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ جن راستوں سے گزر کر میدان بدر تک پہنچے ان کی تفصیل ہم نے امام سہیلی کی کتاب الروض الانف سے تحریر کی ہے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ منصرف پہنچے۔ وہاں سے مکے کو بائیں جانب چھوڑا اور دائیں جانب سے نازیہ کے راستے بدر کا قصد کیا۔ پھر اسے درمیان سے چیرتے ہوئے رحقان نامی وادیٔ سے گزرے جو نازیہ اور مضیق الصفراء کے درمیان ہے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ وادیٔ صفرا کو بائیں جانب چھوڑا اور دائیں جانب ایک وادیٔ ذفران میں اترے۔ نبی اکرم ﷺ وادیٔ ذفران پہنچے تو آپ کو دو خبریں ملیں۔ ایک تو یہ کہ ابوسفیان اپنے قافلے کو بچا کے لے گیا ہے اور اب اُن کی پہنچ سے باہر نکل چکا ہے۔ دوسری خبر یہ تھی کہ مکہ سے کفارِ قریش کا ایک لشکر جرار مدینہ کی طرف امنڈا چلا آرہا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کے ذریعے پہلے ہی آپ ﷺ کو اس امر کی اطلاع فرما دی تھی کہ اِن دونوں گروہوں میں اللہ تعالیٰ ایک پہ آپ کو دسترس عطا فرمانے والے ہیں۔ چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ تو نکل گیا تو آپ ﷺ سمجھ گئے کہ اب کفارِ قریش سے جنگ ہوگی۔ جب یہ خبر کچھ صحابہ تک پہنچی تو اُن میں سے بعض نے جنگ سے گریز کا عندیہ دیا۔ تب نبی اکرم ﷺ نے تمام لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا ہونے کا حکم دیا تا کہ آخری مشاورت کی جا سکے۔ اب ہم کچھ دیر کے لیے نبی اکرم ﷺ اور آپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے اصحاب کو وادیٔ ذفران میں چھوڑتے ہیں اور اہل مکہ یعنی قریش کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔

****

قریش آ پہنچے؛

ابوجہل لشکر قریش کا سالار تھا۔ وہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ مکہ سے نکلے اور انھوں نے اپنا پہلا پڑاؤ مہر الظہر ان میں کیا جہاں ابوجہل نے اس لشکر کی ضیافت کے لیے اپنے اونٹوں میں سے دس اونٹ ذبح کیے۔ ابوجہل کے ذبح کیے ہوئے اونٹوں میں سے تین اونٹ بھاگ نکلے اور اپنا خون ہر خیمے پہ گراتے چلے گئے اور یہ ایک خوفناک منظر تھا۔ بنوعدی کے کچھ لوگوں نے اس واقعے سے بد فال لی اور وہیں سے واپس ہو گئے۔ پھر کفارِ قریش کا یہ لشکر عسفان کے مقام پہ پہنچا تو وہاں سفیان بن امیہ نے اپنی طرف سے اس لشکر کی ضیافت کی اور نو اونٹ ذبح کیے۔ اُن کی اگلی منزل قدید تھی جہاں سہیل ابن عمرو نے اہل قریش کے لیے اپنے دس اونٹ ذبح کیے۔ قدید سے روانہ ہونے کے بعد لشکر قریش صحرا میں اپنا راستہ کھو بیٹھا اور ساری رات سفر کرنے کے بعد اگلی صبح وہ جحفہ کے مقام پہ پہنچے اور وہاں عتبہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کیے۔ لشکر قریش جحفہ میں ہی مقیم تھا جب ابوسفیان کا قاصد ابوجہل تک پہنچا اور اُس سے کہا:

سردار قریش کے لیے ابوسفیان کا پیغام یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے تم یہ لشکر لے کر نکلے ہو وہ پورا ہو چکا ہے میں قریش کے قافلے کو دشمن سے بچا کے نکال لایا ہوں اس لیے تم بھی واپس لوٹ آؤ۔

مگر ابوجہل نے رعونت سے جواب دیا۔

اُس سے کہنا:

بخدا! ہم اُس وقت تک واپس نہ لوٹیں گے جب کہ بدر کے میلے میں شامل نہ ہوں [12*] لیں۔ ہم بدر تک جائیں گے وہاں اونٹ ذبح کریں گے شراب پئیں گے اور اپنی باندیوں کے مسحور کن ناچ دیکھیں گے۔ ہم وہاں شراب و کباب میں وقت گزاریں گے اور جب عرب کے لوگ ہمارے لشکر کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آمد کے بارے میں جانیں گے اور ہمارے لشکر کی شان دیکھیں گے تو اُن کے دلوں میں ہماری ہیبت ہمیشہ کے لیے بیٹھ جائے گی۔

ابوسفیان کا قاصد ابوجہل سے رخصت ہوگیا۔

پھر وہ ابوسفیان تک پہنچا اور ابوجہل کا پیغام اُس تک پہنچایا۔

ابوسفیان نے کہا:

یہ سرکشی کی بات ہے اور سرکشی نقصان اور بدقسمتی کا باعث ہوتی ہے۔

ابوسفیان کا پیغام جلد اہل قریش کے لشکر میں پھیل گیا۔تب بنوزہرہ کے سو لوگوں نے اپنے سرادر اخنس بن شریق کے حکم پہ واپسی کی راہ لی۔

جحفہ سے لشکر قریش ابواء پہنچا اور وہاں مقیس ابن عمرو جمی نے لشکر قریش کے لیے نو اونٹ ذبح کیے۔[*13] یہ لوگ ابواء میں تھے جب مطلب بن ابن عبد مناف کے ایک شخص نے لوگوں کو سراسیمہ کر دیا۔

اُس کا نام جہم ابن صلت تھا۔

اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ رات کو وہ سب اکٹھے ہی سونے کے لیے لیٹے اور وہ ابھی بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ انھوں نے دیکھا کہ جہم ابی صلت سو چکا ہے۔

جلد ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اُس نے ہم سے سوال کیا وہ سوار کہاں گیا جو ابھی یہاں کھڑا تھا۔

لوگوں نے کہا:

یہاں تو کوئی سوار نہیں تھا۔

اُس نے کہا:

بخدا! ابھی میں نے یہاں ایک سوار دیکھا ہے جو کہہ رہا تھا کہ ابوجہل قتل ہوگیا، عتبہ اور شیبہ بھی قتل ہوگئے، زمعہ بن اسود، ابوالبختری، اور امیہ بن خلف بھی قتل ہوگئے۔ پھر اُس نے اُن تمام عرب سرداروں کے نام لیے جو جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے۔

لوگوں نے اُسے پکڑا اور کہا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوش کرو تم کن لوگوں کو قتل کرا رہے ہو۔

مگر وہ اپنی کہے جا رہا تھا۔

وہ سہیل بن عمرو، عباس بن عبدالمطلب، عقبہ بن ابی معیط کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں۔ اُس نے اُن تمام قیدیوں کے نام لیے جو غزوہ بدر میں گرفتار ہوئے تھے۔

لوگوں نے اسے پکڑ رکھا تھا۔

پھر ابو جہل بھی وہاں آ گیا۔

مگر جہم ابی صلت اپنا خواب سنائے جا رہا تھا۔

اُس نے کہا:

پھر اُس سوار نے اپنی تلوار اونٹ کے حلقوم میں دے ماری اور وہ خون گراتا قریش کے تمام خیموں سے گزرتا چلا گیا اور لشکر کا کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جہاں اُس اونٹ کا خون نہ گرا ہو۔

ابو جہل نے اسے ایک تھپڑ مارا اور کہا:

بنی ہاشم کے بعد بنی مطلب بھی جھوٹ بولنے لگے ہیں۔

جہم ابی صلت نے کہا:

بہت جلد پتا چل جائے گا کہ جھوٹا کون ہے۔

ابو جہل نے اپنے لشکر کی توجہ ہٹانے کے لیے تاکہ وہ کسی خوف یا وہمے کا شکار نہ ہو جائیں فوراً ہی کوچ کا حکم دے دیا۔

ابوسفیان کا قاصد پہنچ جانے کے بعد بنو ہاشم کے لوگوں نے بھی ابو جہل سے واپس جانے کی بات چیت کی مگر ابو جہل نے اسے سختی سے رد کر دیا۔ جبکہ بنو ہاشم کے لوگ مکہ سے ہی اُن کے ساتھ آنے پہ رضا مند نہ تھے۔ مگر قبیلے کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے عقیل بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، نوفل بن حارث، طالب بن ابی طالب کو مجبوراً اِن کے ساتھ نکلنا پڑا۔ پھر جب یہ لوگ اگلی منزل پہ پہنچے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب جو رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے انھوں نے لشکر قریش کے لیے دس اونٹ ذبح کیے۔ اس کے بعد یہ لوگ مقام بدر کے قریب پہنچ گئے اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ یاد رہے کہ مسلمان اُن سے پہلے مقام بدر تک پہنچے تھے اس لیے میٹھے پانی کے تمام چشموں پہ اُن کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قبضہ تھا۔بدر پہنچ کر پہلے حرث ابن نوفل نے نو اونٹ ذبح کیے اور اس سے اگلے روز ابوالبختری نے دس اونٹ ذبح کیے۔پھر مقام بدر پہ ہی مقیس ابن عمرو نے جمی نے نو اونٹ ذبح کیے اس سے اگلے روز جنگ شروع ہوگئی۔اب ہم واپس لشکر اسلامی طرف پلٹتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس جنگ کی تیاری کے لیے کیا اقدامات فرما رہے ہیں۔

****

مسلمانوں کی مشاورت ؛

رسول اللہ ﷺ مقام ذفران میں تھے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا تھا جب لوگ اکٹھے ہوگئے تو آنحضرت محمد ﷺ نے صورت حال کو ان پہ واضح کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اُن سے کہا:

اہل قریش مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں اور تیزی سے مقام بدر کی طرف آ رہے ہیں تمھارا کیا مشورہ ہے۔

کچھ لوگوں نے تعامل کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہم سے تجارتی قافلے کا تذکرہ کیا تھا اگر آپ ہمیں جنگ کے متعلق آگاہ کرتے تو ہم اس طرح نکلتے جس طرح جنگ کی تیاری کے بعد نکلا جاتا ہے۔

کسی نے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ قافلے پہ ہی بس کیجئے۔

مزاج شناس صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پہ پھیلتی ناگواری کو محسوس کیا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ اٹھے اور فرمایا:

یا رسول اللہ ﷺ!

آپ ﷺ اُس امر کو اختیار کریں جس کو اختیار کرنے کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے بخدا ہم میں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی بھی نہیں جو جنگ سے آشنا نہ ہو۔

انھوں نے اور بھی کئی باتیں کیں جن میں اپنی جانثاری کے عہد کو دہرایا۔

پھر حضرت عمرؓ اٹھے اور اسی طرح کی باتیں کیں جس سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے غصہ جاتا رہا۔ یاد رہے کہ اب تک جو لوگ اٹھے تھے وہ مہاجرین مکہ سے تھے جبکہ نبی اکرم ﷺ انصارِ مدینہ کی رائے جاننا چاہتے تھے۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ اس بات کو معلوم کرنا چاہتے تھے کہیں انصار مدینہ کے دل میں یہ بات تو نہیں کہ انھوں نے مدینہ میں نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے اور یہ کہ مدینے سے باہر ہونے والے کسی معرکے کے بارے میں اُن کے خیالات کچھ اور ہوں۔

اس لیے نبی اکرم ﷺ کہتے رہے۔

لوگو! مجھے مشورہ دو۔ لوگو! مجھے مشورہ دو۔

تب اہل مدینہ کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید نبی اکرم ﷺ اُن کی رائے جاننا چاہتے ہیں۔

اس لیے حضرت سعد بن معاذؓ اٹھے اور کہا:

رسول اللہ ﷺ کا اشارہ غالباً ہماری طرف ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اثبات میں سر ہلایا۔

تب حضرت سعد بن معاذؓ نے یہ تاریخی الفاظ کہے۔

"یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی رسالت پہ ایمان لائے اور آپ کی ہر بات کی تصدیق کی، ہم نے اس بات کی شہادت دی کہ آپ ﷺ جو دین لائے ہیں وہ برحق ہے اور ہم نے آپ ﷺ سے اس بات کا عہد و پیمان کیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی ہر بات کو تسلیم کریں گے اس لیے اللہ کے رسول کو جس کا بات کا حکم دیا گیا ہے آپ اسے پایہ تکمیل تک پہنچائیں ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ﷺ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم بھی دیں تو ہم میں سے کوئی ایک شخص ایسا نہ ہو گا جس پہ آپ ﷺ کا یہ حکم ناگوار گزرے اور اگر آپ ﷺ ہمیں کل دشمن سے لڑنے کا حکم دیں گے تو ہم اسے اپنے دل کی گہرائیوں سے قبول کریں گے اور لڑائی میں ہم صبر و تحمل والی قوم ہیں۔ جنگ ہمارے لیے قطعاً کوئی اجنبی چیز نہیں ہے جب ہم دشمن سے ٹکراتے ہیں تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے دل صاف ہوتے ہیں ہم جی جان سے جنگ کرتے ہیں اور گھمسان کی جنگ میں بھی کبھی لوگوں نے ہماری پیٹھ نہیں دیکھی آپ ﷺ اللہ کا نام لے کر نکلیں ممکن ہے اللہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں ہمارے کردار سے ٹھنڈک پیدا کرے"۔

****

اُن کے بعد حضرت مقداد بن اسودؓ اٹھے اور فرمایا!

"یارسول اللہ ﷺ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اسے پورا فرمائیں ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم! ہم کبھی اس طرح نہیں کہیں گے جیسے قوم بنی اسرائیل نے اپنے نبی سے کہا تھا کہ آپ جائیں اور آپ کا خدا جائے اور جنگ کرے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اور آپ کا رب جنگ کو نکلیں بخدا ہم اُس وقت تک آپ کے ساتھ رہیں گے جب تک ہماری آنکھوں میں روشنی اور جسم میں حرکت باقی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے اگر آپ ﷺ ہمیں برک الغماد بھی لے جائیں یعنی سمندر کے کنارے اور آپ ﷺ اس میں داخل ہو جاتے ہیں تو ہم میں سے کوئی بھی نہ ہوگا جو آپ سے کوئی سوال کرے بلکہ ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے سمندر میں کود جائیں گے۔ یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے دائیں سے لڑیں گے، بائیں سے لڑیں گے، آگے سے لڑیں گے پیچھے سے لڑیں گے اور اُس وقت تک لڑیں گے جب تک کہ آپ ﷺ ہم سے خوش نہ ہو جائیں یا ہم اپنی منزل پا جائیں"۔

****

صحابہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت سعد بن معاذؓ اور مقداد بن اسودؓ کی تقریر کے دوران نبی اکرم ﷺ کے چہرے پہ پھیلتی خوشی کو محسوس کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا؛

میدان جنگ کی طرف نکلو! خدا کی قسم مجھے اِن دو گروہوں میں سے کسی ایک گروہ پہ غلبے کی بشارت عطا کر دی گئی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ ذفران سے کوچ کیا اور اصافر نامی پگڈنڈیوں پہ چلتے ہوئے دبہ نامی گاؤں میں اترے کچھ دیر وہاں قیام کیا پھر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

آپ ﷺ نے حنان کو اپنے دائیں جانب چھوڑا جو پہاڑ نما ریت کا ایک بڑا ٹیلا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ مقام بدر کے قریب نزول فرمایا۔

یہاں پہنچ کر نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لیا اور سوار ہو کے ایک طرف کو چل نکلے۔[*14]

وہاں آپ ﷺ کی ملاقات عربوں کے بوڑھے شخص سفیان ضمری سے ہوئی۔

آپ ﷺ نے اُس بوڑھے سے سوال کیا؟[*15]

کیا تمھیں قریش اور محمد ﷺ کے اصحاب کا کچھ پتا ہے؟

بوڑھے نے کہا! ہاں

مگر میں آپ کے سوال کا جواب اُس وقت دوں گا جب آپ مجھے بتائیں گے آپ کون ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اُس بوڑھے شخص سے کہا:

پہلے آپ بتائیں اس کے بعد ہم بتائیں گے۔

بوڑھے شخص نے کہا! ادلے کا بدلہ۔

اس کے بعد اُس نے بتایا کہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ نبی اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلاں دن مدینے سے نکلے ہیں اگر تو میرا اندازہ درست ہے تو آج انھیں اس مقام پہ ہونا چاہیے۔ اُس کا اندازہ بالکل درست تھا اس لیے کہ اُس نے اُسی جگہ کا نام لیا تھا جہاں نبی اکرم ﷺ کے صحابہ موجود تھے۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اُس سے پوچھا؟

قریش کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بوڑھے شخص نے جواب دیا:

مجھے اطلاع ملی تھی کہ قریش فلاں روز مکے سے نکلے تھے اگر تو میرا اندازہ درست ہے تو قریش کو آج فلاں مقام پہ ہونا چاہیے۔اُس کا اندازہ سو فیصد درست تھا اس لیے کہ قریش ٹھیک اسی جگہ تھے جس کا نام اُس بوڑھے نے لیا تھا۔

اس کے بعد اُس بوڑھے شخص سفیان ضمری نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا آپ کون ہیں؟

ہم تو پانی والے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے گول مول جواب دیا اور وہاں سے ہٹ گئے۔اس لیے کہ آپ ﷺ کا مقصد پورا ہو چکا تھا اور آپ ﷺ جان گئے تھے کہ قریش کا لشکر اس وقت کس مقام پہ ہے۔اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اُس مقام کی طرف واپس ہوئے جہاں آپ ﷺ کا لشکر قیام کر رہا تھا۔

جب شام ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ کو لشکر قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے آگے روانہ کیا۔اِن صحابہ کو پانی لے جانے والے کچھ جانور نظر آئے اور اُن کے ساتھ چرواہے بھی تھے۔

جن کے نام امام سہیلیؒ نے اسلم اور ابو یسار بیان کیے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نے اُن کو گرفتار کر لیا اور اپنے مستقر کی طرف لے آئے۔

صحابہ کا گمان تھا کہ یہ ابوسفیان کے قافلے کے لوگ ہیں۔

جبکہ وہ اہل قریش میں سے تھے جو مسلمانوں سے جنگ کرنے نکلے تھے۔

نبی اکرم ﷺ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے اس لیے صحابہ خود ہی اِن سے معلومات حاصل کر رہے تھے۔

جب وہ کہتے کہ ہم قریش سے ہیں تو صحابہ انھیں مارنے لگتے اور جب وہ کہتے کہ ہم ابوسفیان کے قافلے ساتھ ہیں تو لوگ انھیں چھوڑ دیتے۔

نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوئے اور اپنے صحابہ سے کہا:

جب وہ سچ بولتے ہیں تو تم انھیں مارتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتے ہیں تو تم انھیں چھوڑ دیتے ہو۔

تب آنحضرت محمد ﷺ اُن سقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قریش کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا: ریت کے اُس ٹیلے کے اُس طرف۔

نبی اکرم ﷺ نے اُن سے اگلا سوال کیا؟

وہ کتنے ہیں؟

بہت ہیں، انھوں نے جواب دیا؟

وہ درست تعداد بتانے پہ قادر نہ تھے۔

تب نبی اکرم ﷺ نے اُن سے ایک آسان سوال پوچھا جس سے آپ ﷺ قریش کی تعداد جان سکتے تھے۔

جب تم کہیں اترتے ہو تو کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟

کبھی نو کبھی دس۔

قریش کے اُن پانی لانے والوں نے جواب دیا۔

تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

وہ نوسو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے اُن سے پوچھا؟

اُن کے اشراف میں سے کون کون اس لشکر کے ساتھ آیا ہے؟

وہ دونوں ایک ساتھ بولنے لگے۔

عتبہ بن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ، ابوالبختری ابن ہشام، حکیم ابن حزام، نوفل ابن خویلد، حرث ابن عامر ابن نوفل، طعیمہ ابن عدی، نضر ابن حرث، زمعہ بن اسود، ابوجہل ابن ہشام، امیہ ابن خلف، منبہ ابن حجاج، سہیل ابن عمرو، عقبہ بن ابی معیط۔

نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور اپنے اصحاب سے کہا:

اہل قریش نے اپنے جگر کے ٹکڑے نکال کے تمھارے سامنے ڈال دیئے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ اب میدان بدر میں تھے مورخین کا کہنا ہے کہ!

بدر ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ اور مدینے کے درمیان اس نام سے مشہور ہے یہ وادئ صفراء کے نشیب میں ساحل سمندر سے ایک رات کی مسافت پہ واقع ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کنواں ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرب کے نام سے منسوب ہے جس کو بدر بن یخلد بن نضر کہا جاتا تھا۔

بدر بیضوی شکل کے ایک میدان میں واقع ہے جسے پہاڑوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے اس میدان کا طول ساڑھے پانچ میل اور عرض چار میل کے قریب ہے میدان بدر کے اطراف پھیلے پہاڑوں کو لوگ مختلف ناموں سے جانتے ہیں۔

بدر کے شمالی پہاڑوں کو "**العدوۃ الدنیا**" کہا جاتا تھا۔

جنوبی ٹیلے کا نام "**العدواۃ القصویٰ**" کہا جاتا تھا۔

مغربی ٹیلوں کو "**جبل اسفل**" کہا جاتا تھا۔

مشرقی ٹیلوں کا نام کسی مورخ نے نہیں لکھا۔قریش کا لشکر ٹیلے کے پیچھے سے نکلا اور وادیٔ کے دور افتادہ کنارے العدوۃ القصویٰ پر اپنے خیمے نصب کیے لیکن سارے پرانے کنویں وادیٔ کے ٹیلے کے نشیبی علاقے میں تھے۔

نبی اکرم ﷺ مخالف ہاتھ سے میدان بدر میں داخل ہوئے اور بدر کے پہلے کنویں پہ قیام کا ارادہ فرمایا۔

حضرت حباب بن منذرؓ آگے بڑھے اور رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

یارسول اللہ ﷺ!

جہاں آپ ﷺ نے پڑاؤ کیا ہے یہ وحی ہے یا جنگی چال؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہ تو محض ایک رائے ہے، جنگی چال ہے۔

تب حضرت حباب بن منذرؓ نے کہا:

یارسول اللہ ﷺ!

جنگ کے لیے یہ مناسب جگہ نہیں ہم وہاں تک جائیں گے جہاں سارے پرانے کنویں ہماری پشت پہ ہوں۔

رات کو ہم سارے کنویں بند کر دیں گے اور صرف ایک کنواں باقی رکھیں گے جس کے گرد حوض بنا کر ہم زیادہ سے زیادہ پانی جمع کر لیں گے اور جب گھمسان کا رن پڑے گا تو ہمارے مجاہد اس پانی کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پئیں گے اور کفار کے پاس پانی کی کمی ہوگی۔ حباب بن منذرؓ کی اس جنگی چال کو نبی اکرم ﷺ نے پسند فرمایا اور اُس مقام تک چلے گئے جہاں سارے کنویں اب مسلمانوں کے قبضے میں تھے۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔

اور مسلمان مختلف کاموں میں مصروف تھے کفار قریش ٹیلے کے دوسری طرف تھے وہ گانے بجانے اور شراب کے نشے میں مست اپنی لونڈیوں کے ناچ دیکھنے میں مصروف تھے۔

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نے اپنے ہتھیاروں کو تیار کیا اپنے رب سے کامیابی کی دعا کی اور دیگر امور میں مشغول میں رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو کفارِ قریش کی قتل گاہوں سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہاں فلاں کی لاش پڑی ہوگی اور یہاں فلاں کی لاش پڑی ہوگی۔

انھوں نے تمام کنویں بند کر دیئے اور صرف ایک کنواں باقی رہنے دیا اور اس میں پانی جمع کر دیا۔

حضرت سعد بن معاذؓ آگے بڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔

انھوں نے عرض کی!

یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہ ہم آپ ﷺ کے لیے وہاں اُس کونے میں جو قدرے بلندی پہ ہے اور جہاں سے سارا میدان نظر آتا ہے آپ کے لیے ایک عریش (چھپر)) بنا دیں تاکہ آپ ﷺ وہاں آرام کریں اپنے رب سے ہمارے لیے دُعا کریں۔ وہاں حضور اکرم ﷺ کی سواری کے لیے اونٹ تیار رہیں گے اور آپ ﷺ کی محافظت کے لیے صحابہ بھی موجود رہیں گے۔ ہم دشمن سے نبرد آزما ہوں گے اور آپ ﷺ ہمارے لیے دُعا کریں گے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت عطا فرمائی پھر تو ہمارا مدعا پورا ہوگیا۔ تاہم اگر مشیت الٰہی سے کفار ہم پہ غلبہ پالیں تو آپ ﷺ مدینہ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ جانتے ہیں کہ مدینہ میں آپ ﷺ سے محبت کرنے والے بہت سے جانثار موجود ہیں جو آئندہ پیش آنے والے معرکوں میں آپ ﷺ کے بازو بنیں گے وہ خلوص اور ایثار میں شاید ہم سے بھی بڑھ کے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کے اس خیال کو پسند فرمایا اور اُن کو عریش تعمیر کرنے کی اجازت دے دی۔

چنانچہ مسلمانوں نے آنحضرت محمد ﷺ کے لیے میدان بدر میں عریش تعمیر کر دیا۔

جمعہ کی رات کو خوب بارش ہوئی اور یہ مسلمان لشکر کے لیے اللہ تعالیٰ کی پہلی غیبی امداد تھی۔ کیونکہ اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے نتیجے میں وہ زمین جو مسلمانوں کے قدموں کے نیچے تھے ہموار اور پختہ ہوگئی اور اب اس میں پاؤں نہیں دھنستا تھا۔ جبکہ ٹیلے کی دوسری طرف جہاں کفارِ قریش کے لشکر کے خیمے تھے بے پناہ کیچڑ جمع ہوگیا تھا جو نہ سواری کے پاؤں کو ٹھہرنے دیتا تھا نہ لوگوں کے پاؤں کو۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ!

اُس بارش سے ہم نے خوب لطف اٹھایا ہم جو کئی دن سے سفر میں تھے اور ہمارے بدن مٹی اور دھول سے اٹے ہوئے تھے اس لیے ہم میں سے کوئی نہ تھا جو اس بارش میں خوب نہایا نہ ہو۔ صحابہ مسرور تھے جب کہ کفارِ قریش کے لیے یہ بارش اذیت کا باعث تھی۔

قرآنِ حکیم میں اس بارے میں ارشاد ہوا کہ؛

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانفال ؛ آیات 11)

ترجمہ؛

"اوراس سے قبل تم پہ آسمان سے پانی برس رہا تھا تا کہ اس پانی کے ذریعے تم کو حدث اصغر و اکبر سے پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسے کو دور کر دے اور تمھارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمھارے پاؤں جما دے۔

****

حضرت علیؓ ہی نے روایت کیا ہے کہ!

اس رات ہم خوب ڈٹ کر سوئے اور ہم میں سے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہ تھا جو جاگتا ہو۔

چنانچہ روز بدر جب مسلمان اٹھے تو وہ خوب ہشاش بشاش تھے اور جب کہ کفار ساری رات شباب و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کباب اور رقص وسرور میں مصروف رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کی طرح ہشاش بشاش نہ تھے۔

حضرت علیؓ کے حوالے سے امام حلبیؒ لکھتے ہیں کہ!

ہم سارے لوگ تو خوب جی بھر کے سوئے جبکہ نبی اکرم ﷺ ساری رات ایک درخت کے نیچے عبادت میں مصروف رہے آپ ﷺ لمبے لمبے سجدے کرتے تھے اور لمبے لمبے رکوع کرتے تھے۔

یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مہاجرین کو تو اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ انھوں نے اگلی صبح قریش سے جنگ کرنی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے اُن میں سے اکثر تو خود بھی اہل قریش ہی سے تھے تاہم انصارِ مدینہ ضرور قریش سے کسی حد تک مرعوب تھے۔ اس لیے کہ مدتوں سے قریش کے مقابل کوئی نہ اترا تھا۔ لوگ اُن سے جنگ تو کیا کرتے بلکہ اُن سے یک گونہ عقیدت رکھتے تھے اس لیے کہ وہ بیت اللہ کے والی تھے، اللہ کے گھر کے محافظ تھے، اللہ کے گھر آنے والوں کے میزبان تھے۔ چنانچہ قریش کے خلاف جنگ کرنا عربوں کے لیے قدرے اجنبی ضرور تھا تاہم مسلمانوں کو اب اُن سے کوئی ہمدردی نہ تھی اور وہ اس بات کے لیے بیتاب تھے کہ اُن کا سامنا دشمن ہو اور وہ اُن سے اس بات کا بدلہ کہ انھوں نے ایک عرصہ تک رسول اللہ ﷺ کو اذیت میں مبتلا رکھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۷رمضان۲ہجری۔۔۔13 مارچ 624ء

یوم بدر

اور اِس دن کے سورج نے وہ حیرت انگیز منظر دیکھے جو اس نے اپنی کروڑوں سال کی عمر میں بھی نہ دیکھے ہوں گے۔ وہ شاید قیامت تک حق کے جانثاروں کی اُس شجاعت کو نہ بھلا سکے گا جو اُس روز نگاہوں کو ششدر کرتے تھے۔ جس دن حق اور باطل کا فرق واضح ہو گیا تھا، اُس روز کفارِ قریش کی فرعونیت کچلی گئی تھی اور اسلام کا بول بالا ہو گیا تھا۔ عربوں نے جان لیا تھا کہ اب اسلام ہی اُن کا دین ہوگا اور اس کے بعد اسلام اتنی تیزی سے پھیلا کہ خود مسلمانوں کو بھی اس کا گمان نہ تھا کہ چند ہی سال میں وہ اس قابل ہو گئے تھے کہ اسلامی لشکر وقت کی سپر طاقتوں کے دروازوں پہ دستک دینے لگے تھے اور وہ ایک ایسا دن تھا جس دن چند شاہ بختوں نے دنیا کی آئندہ تاریخ کی بنیاد رکھنی تھی۔

اُس روز نبی اکرم ﷺ نے نمازِ فجر کے وقت مسلمانوں کو پکارا اور فرمایا:

مسلمانوں نماز کے لیے نکلو!

نماز کے بعد آپ ﷺ نے پہلے تو اللہ رب العزت سے دُعا فرمائی اور اس کے بعد صحابہ کو جنگ پہ ابھارنے کے لیے خطبہ ارشاد فرمایا:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ نے اپنی زرہ زیب تن کر رکھی تھی اور ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔

آپ ﷺ کی زرہ کا نام امام حلبی نے" **ذات الفضول** "لکھا ہے اور آپ ﷺ کی تلوار کا نام"**عضب**"تھا۔

آپ ﷺ نے دُعا میں فرمایا:

اے اللہ! یہ مسلمان پا پیادہ ہیں ان کو سواریاں عطا فرما۔

اے اللہ! یہ ننگے ہیں اِن کو لباس عطا فرما۔

اے اللہ! یہ بھوکے ہیں اِن کو شکم سیری عطا فرما۔

اے اللہ! یہ لوگ غریب اور مسکین ہیں اِن کو اپنے فضل سے مالا مال کر دے۔

صحابہ کہتے ہیں کہ!

مقام بدر سے واپسی پہ ہم نے جانا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی ہر ایک دُعا کو قبول فرمایا ہے اس لیے کہ ہم میں سے کوئی نہ تھا جس کے پاس سواری کے لیے کم از کم دو اونٹ نہ ہوں۔

ہم میں سے کوئی نہ تھا جسے مال غنیمت سے مال نہ ملا ہو۔

ہمیں کفار کی رسد سے اس قدر کپڑا اور کھانے پینے کی چیزیں ملی تھیں کہ ہم حیران رہ گئے تھے اور وہ اڑھائی لاکھ درہم اس سے علاوہ تھے جو کفار قریش نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے مسلمانوں کو ادا کیے تھے۔

جنگ کے بعد ہم میں سے ہر فرد آسودہ حال ہو گیا تھا۔

دُعا کے بعد نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

"اما بعد! میں تمھیں ایسی بات کی طرف ابھارتا ہوں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمھارا انتخاب کیا ہے، یہاں تک کہ جب انسان تنگی اور سختی کے وقت صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے تمام تکلیفوں سے بچا لیتا ہے"۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ صحابہ کی صفیں بنانے میں مشغول ہو گئے۔

آپ ﷺ نے دیکھا کہ ٹیلے کی اوٹ سے لشکر قریش نمودار ہوا ہے۔

اُن کے انداز میں تکبر تھا اور چال میں رعونت وہ مسلمانوں کے خلاف غیظ وغضب سے بھرے ہوئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اُن کو دیکھا تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دُعا کے لیے پھر سے ہاتھ اٹھا لیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! یہ قریش کا لشکر ہے جو بڑے تکبر اور فخر سے چلا آ رہا ہے تا کہ تیرے ساتھ ٹکرائے اور تیرے رسول کو جھٹلائے، اے اللہ! اپنی مدد بھیج جس کا تُو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اے اللہ اِن لوگوں کو ہلاک کر دے۔ اے اللہ! تو نے مجھ پہ کتاب نازل فرمائی اور مجھے ثابت قدم رہنے کا حکم دیا۔

اے اللہ! تو نے مجھ سے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پہ غلبے کا وعدہ فرمایا اور تو یقیناً اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اس لیے اے اللہ! آج اس امت کے فرعون ابو جہل کو کہیں پناہ و ٹھکانہ نہ دینا۔

اے اللہ! زمعہ بن اسود بچ کر نہ جائے۔

اے اللہ! ابو زمعہ کو راندۂ درگاہ کر دے۔

اے اللہ! ابو زمعہ کو کورِ چشم کر دے۔

اے اللہ! سہیل بن عمرو آج بچ کے نہ جانے پائے۔

عتبہ بن ربیعہ سرخ اونٹ پہ سوار تھا جب وہ اترا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا مجھے ابھی تک اس شخص سے خیر کی توقع ہے اگر قریش اس کی بات مان لیں تو اللہ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ روز بدر قوم قریش پہ اسی طرح کا عذاب تھا جس طرح کہ اس سے قبل قومیں اللہ کے عذاب کا شکار ہوتی رہیں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ انھیں حادثاتی طور پہ دنیا سے ذلیل کر کے اٹھا لیتا تھا مگر روز بدر اللہ نے انھیں اپنے مجاہدین کے حوالے کر دیا تھا۔ چنانچہ بعض صحابہ بیان کرتے ہیں کہ روز بدر ہم کسی مشرک کو قتل کرنے کے لیے تلوار بلند کرتے تو اس سے قبل کہ ہماری تلوار اُس تک پہنچتی اُن کا سر گردن سے جدا ہو چکا ہوتا اور ہم ششدر رہ جاتے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بتایا کہ جبرائیل اپنے لشکروں کے ساتھ تمھارے ہم رقاب تھے۔ قریش جب خفاف بن ایماء بن رحضہ غفاری کے پاس سے گزرے تو اس نے کفارِ قریش کی دلجوئی کے لیے اُن کو کچھ اونٹ پیش کیے تاہم اہل قریش نے اُس کا شکریہ ادا کیا اور کہا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اگر تو ہماری جنگ اُن لوگوں سے ہے جن کو اس سے قبل ہم نے اُن کے گھروں سے نکال دیا تھا تب تو یقیناً ہم ہی غالب رہیں گے اور ہم میں اُن کے مقابل کوئی کمزوری نہیں ہے۔ تاہم اگر یہ لڑائی اللہ کے خلاف ہے جیسا کہ محمد (ﷺ) کہتے ہیں تب معاملہ یقیناً مختلف ہو جائے گا اس لیے کہ اللہ سے لڑنے کی کس میں طاقت ہے۔

پھر لشکر قریش مسلمانوں کے مقابل میدان بدر میں جمع ہونا شروع ہوا۔

اُن کے کچھ لوگ مسلمانوں کے چشموں سے پانی پینے کے لیے اترے۔ صحابہ نے اِن کو روکنا چاہا مگر نبی اکرم ﷺ کی ہدایت پہ صحابہ ایک طرف ہٹ گئے اور کہا گیا کہ اُس روز جس نے بھی مسلمانوں کے چشموں سے پانی پیا وہ مارا گیا۔ سوائے حکیم بن حزام کے کہ اللہ نے اُس کے مقدر میں ہدایت لکھی تھی بعد میں وہ مسلمان ہو گئے اور بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے اور اس کے بعد تو یہ الفاظ اُن کا تکیہ کلام ہو گیا تھا کہ اُس ذات کی قسم جس نے مجھے روز بدر نجات عطا فرمائی تھی۔

کفار نے اپنی صفیں سیدھی کیں۔

اس کے بعد انھوں نے عمیر ابن وہب جُہمی کو مسلمانوں کے لشکر کے گرد ایک چکر لگانے کے لیے بھیجا تا کہ وہ مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ لگا سکیں۔ عمیر اپنے گھوڑے پہ سوار ہو کے نکلا اور مسلمانوں کے لشکر کے گرد ایک چکر لگایا اور واپس چلا گیا۔ وہ قریش کے پاس اترا اور کہا:

وہ تین سو ہوں گے یا اس سے کچھ زیادہ۔

مگر ٹھہرو!

میں نے اُن کے ہاں اِک ایسا سکوت دیکھا ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ سر بکف لوگ موت کو اپنے کاندھوں پہ اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے وہ اونٹنی ہوتی ہے جسے تم عرب اس کے مالک کی قبر پہ باندھ دیتے ہو اور پھر اسے بھول جاتے ہو۔ یثرب کے یہ لوگ کم بولتے ہیں جیسے کہ گونگے ہوں۔ وہ مہر بہ لب گونگے سانپوں کی طرح محسوس ہوتے ہیں جن کی پھنکار دور تک جاتی ہے اور لوگوں کا سانس سوکھ جاتا ہے۔ بخدا! یہ وہ لوگ ہیں جس کا کوئی حمائتی نہیں اور اُن کا پورا بھروسہ اپنی تلوار پہ ہے میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹنے کی خواہش نہیں رکھتے اور یہ بہت خوفناک امر ہے۔ خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں اِن میں سے تم کسی کو اُس وقت تک قتل نہ کر سکو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گے جب تک کہ وہ تمھارے کسی آدمی کا خون نہ بہالے اور غور کرو اگر انھوں نے تمھارے اتنے آدمی بھی قتل کر دیئے جتنے وہ ہیں تو اس کے بعد زندگی میں کیا مزہ رہ جائے گا۔

اس لیے اہل قریش میرا مشورہ یہ ہے کہ ایک بار پھر سوچ لو!

یہ عمیر کی نگاہِ دانش تھی کہ انھوں نے اِن امور کو بھی محسوس کر لیا جو مسلمانوں کے دلوں میں تھے وہ اُن امور سے بھی واقف ہو گیا تھا جو اس جنگ کے بعد پیش آنے والے تھے۔اُس نے مسلمانوں کی آنکھوں میں ابلتے اُس شوق کو بھی دیکھ لیا تھا جو مجاہدین کا اثاثہ ہوتا ہے اور عمیر نے مسلمانوں کی آنکھوں کی سرخی سے اُس وحشت کو بھی جان لیا تھا جس کی نظر قوم قریش ہونے والی تھی۔تو اتنا زیرک انسان آخر کتنی دیر تک اسلام سے دور رہ سکتا تھا۔چنانچہ غزوہ بدر کے کچھ عرصہ بعد انھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے اور اگلے سال جنگ احد میں وہ مسلمانوں کی طرف سے لڑے تھے۔

حکیم ابن حزام کا شمار بھی اُن کے صاحب دانش افراد میں ہوتا تھا اُس نے جب عمیر کی یہ باتیں سنیں تو عتبہ بن ربیعہ کے پاس پہنچا!

حکیم ابن حزام نے عتبہ سے کہا:

اے ابوالولید! تم قریش کے بڑے اور سردار ہو اور لوگ تمھاری بات کو مانتے ہیں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ لوگ رہتی دنیا تک تمھارا ذکر خیر و بھلائی کے ساتھ کرتے رہیں۔

عتبہ نے کہا! بھانجے کھل کے بات کرو۔

حکم ابن حزام نے کہا:

بہتری اسی میں ہے کہ تم لشکر قریش کو واپس لے چلو۔

عتبہ نے جب ساری بات سنی تو اس کی سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی کہ یہ خونریزی نقصان دہ ہے۔

چناچہ وہ حکیم بن حزام کے ساتھ لشکر قریش کے سامنے آیا اور یہ خطبہ دیا؛

”اے گروہ قریش! خدا کی قسم تمھیں محمد ﷺ اور اُن کے اصحاب کے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔اس لیے کہ محمد ﷺ اور اُن کے اصحاب تمام کے تمام تمھارے رشتے دار اور عزیز ہی تو ہیں اگر تم اُن لوگوں کو قتل کرو گے تو خدا کی قسم ساری زندگی ایک دوسرے سے نظریں نہ ملا سکو

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گے۔اس لیے کہ کسی نے کسی کے بھائی کو قتل کیا ہوگا تو کسی اور نے کسی کے باپ کو اور اس کے بعد تم ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگو گے اس طرح تم میں سے ہر شخص اپنے ہی خاندان کا قاتل بن جائے گا۔لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ تم محمد ﷺ اور اُن کے اصحاب سے الجھے بغیر واپس لوٹ چلو اور اُن کو اِن کے حال پہ چھوڑ دو۔اگر تو عربوں نے اِن پہ غلبہ پا لیا تو تمھارا مسئلہ از خود حل ہو جائے گا اور اگر وہ عربوں پہ غالب آ گئے تو اُن کی حکومت تمھاری حکومت ہوگی اور اُن کی عزت تمھاری عزت ہوگی۔آج اگر تمھیں اس طرح لوٹنے میں عار محسوس ہوتی ہے اور غیرت آتی ہے تو مجھے بزدل کہہ لو اگر چہ سارا عرب جانتا ہے کہ میں بزدل نہیں ہوں اور جہاں تک ابن حضرمی کے قتل کا معاملہ ہے تو اس کی دیت میں ادا کرتا ہوں۔

اہل قریش نے عتبہ کی بات کو رد نہ کیا مگر عتبہ جانتا تھا کہ جب تک ابو جہل نہیں مانے گا یہ لشکر واپس نہ جائے گا چنانچہ اُس نے حکیم ابن حزام سے کہا۔

الحکم بن ہشام کے پاس جاؤ اور اسے اس صورت حال سے آگاہ کرو۔

حکیم ابن حزام ابو جہل کے پاس پہنچا تو وہ اپنی زرہ کے اوپر ایک اور زرہ چڑھا رہا تھا اور ہتھیار لگا رہا تھا۔

حکیم ابن حزام نے ابو جہل تک عتبہ کا پیغام پہنچایا۔

یہ سن کر ابو جہل غضبناک ہو گیا اور بڑی حقارت سے بولا!

تو عتبہ بزدل ہو گیا ہے۔

حکیم ابن حزام نے عتبہ سے جا کر کہا ابا الحکم باز نہیں آتا بلکہ اُس نے تم کو بزدل بھی کہا ہے۔

عتبہ فوراً ابو جہل کے پاس پہنچا اور کہا: تم نے مجھے بزدل کہا۔

ابو جہل نے کہا! بخدا تمھارے علاوہ اگر کسی اور نے واپس جانے کا ارادہ کیا ہوتا تو میں اس کی گردن مار دیتا تمھیں تو صرف بزدل کہا ہے۔اور پھر تم ڈر کس بات سے رہے ہو مسلمان یہی نہیں جو سامنے نظر آ رہے ہیں خدا کی قسم اِن کو تو ہمارے اونٹ اور گھوڑے ہی کافی ہو جائیں گے۔

ابو جہل نے دراصل تو عتبہ کے بارے میں ایک عرب محاورہ کہا تھا۔

اس شخص کو کہہ دو جو اپنی سرینوں کو خوشبوؤں سے رنگ رہا ہے کہ ہم اس وقت تک یہاں سے ہٹنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والے نہیں جب تک کہ مسلمانوں کو ختم نہ کرلیں۔

اس کے بعد ابو جہل اہل قریش کے لشکر کی طرف نکلا اور اُن سے کہا:

ابو الولید تمھیں جنگ سے اس لیے منع کر رہا ہے کہ اسے خدشہ ہے کہ محمد ﷺ کے ساتھ اُن کا جو بیٹا ہے وہ بھی قتل ہو جائے گا اور محمد ﷺ بھی تو اس کے چچازاد بھائی ہیں اس لیے ڈٹے رہو اہل قریش میں بہت سے تھے جو صرف ابو جہل کی بات پہ یقین رکھتے تھے۔ اس کے بعد ابو جہل نے ایک اور چال چلی اور ابن حضرمی کے بھائی عامر کو کہا کہ وہ قریش کے لشکر کے سامنے نکلے اور اپنے بھائی کے ثار کی پکار دے۔ چنانچہ اُس نے ایسے ہی کیا اور وہ اٹھا اس نے اپنی قمیض الٹی اور اپنے جسم پہ مٹی ڈال کے دہائی دینے لگا ہائے میرا بھائی، ہائے میرا بھائی۔

اس سے اہل قریش کے جوش و جذبے میں اضافہ ہو گیا اور عتبہ کی بات دب گئی۔

عتبہ نے جب سنا کہ ابو جہل نے اسے سرینوں میں خوشبو لگانے والی عورتوں سے تشبیہ دی ہے تو وہ اشتعال میں آ گیا اور کہا:

جلد ہی اس کو پتا چل جائے گا کون بزدل ہے اور کون بہادر ہے۔

ادھر جب عتبہ اہل قریش کو خطاب کر رہا تھا تو آنحضرت محمد ﷺ نے حضرت حمزہؓ سے پوچھا؟

یہ کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہؓ سے اس لیے پوچھا تھا کہ وہ کفارِ قریش کی صفوں سے بہت قریب تھے۔ حضرت حمزہؓ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ عتبہ ہے اور اہل قریش کو جنگ سے منع کر رہا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا!

اگر قریش اس کی بات مان لیں تو وہ شخص انھیں بھلائی کی طرف ہی تو بلا رہا ہے۔

اس دوران نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ ابن خطاب کو لشکر قریش کی طرف بھیجا اور وہ اہل قریش کے لیے نبی اکرم ﷺ کی طرف سے صلح کا پیغام لے کر پہنچے تھے۔ حضرت عمرؓ لشکر قریش کے سامنے کھڑے ہوئے اور ان تک نبی اکرم ﷺ کا پیغام پہنچایا: انھوں نے کہا!

رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں سے کہا ہے کہ تم واپس چلے جاؤ کیونکہ یہ معاملہ اگر میں تمھارے سوا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لوگوں سے کروں تو یہ میرے لیے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ یہ معاملہ تمھارے ساتھ پیش آئے۔

حکیم ابن حزام نے یہ پیغام سن کے کہا:

خدا کی قسم! انھوں نے انصاف کی بات کی ہے اور انصاف کی اس بات کے بعد اب تم شاید ہی اُن پہ غلبہ پا سکو۔

مگر ابوجہل جس پہ شیطان کا مکمل سایہ تھا فوراً بولا!

اب جبکہ یہ مٹھی بھر لوگ ہمارے قابو میں آ چکے ہیں تو خدا کی قسم ہم اس وقت تک ہرگز نہیں لوٹنے والے جب تک کہ اپنی تلواریں اُن کے خون میں نہ بھگو لیں۔

حضرت عمرؓ واپس چلے گئے۔

اور اب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے اور جنگ کی چکی بس کچھ ہی دیر میں چلنے والی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کی صفیں درست کر رہے تھے مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اُن کے پاس ستر کے قریب اونٹ تھے، پانچ گھوڑے تھے، بوسیدہ تلواریں اور ٹوٹی ہوئی یا کہن سال کچھ کمانیں تھیں اور تیر تھے اور جذبہ جاں نثاری تھا۔ اپنے دین سے محبت اور اُس کے غلبے کی چاہت تھی اللہ اور اس کے رسول کی محبت تھی اور یہی کُل اثاثہ تھا جس کے بل وہ یہ کائنات کا سب سے معتبر معرکہ لڑنے کو تیار کھڑے تھے۔ دوسری طرف اہل قریش کے پاس سو زرہ پوش سوار تھے، سو زرہ پوش پیدل تھے، اُن کے پاس ہتھیاروں اور رسد و کمک کی کوئی کمی نہ تھی۔ کُل ملا کے وہ نو سو اور ہزار کے درمیان لوگ تھے اور اُن کا حوصلہ بڑھانے کے لیے ابولہب کے سوا اہل قریش کے تقریباً تمام ہی سردار موجود تھے۔ اُن کے پاس اگر کسی چیز کی کمی تھی تو وہ یقین کی کمی تھی مگر اس کمی کو اُن کے جذبہ انتقام نے ڈھانپ لیا تھا۔ جس کی وجہ سے اُن کے ہاں جوش و خروش بہت زیادہ تھا وہ صدیوں سے اہل عرب کے سردار رہے تھے۔ وہ بہادر اور شجاع تھے میدان جنگ نے کبھی اُن کی پیٹھ نہ دیکھی تھی۔ وہ تمام عربوں پہ بھاری پڑتے تھے وہ اہل قریش تھے لڑائی اور جنگ اُن کے لیے معمول کی بات تھی۔ خون بہانا اور خون کا بہنا اُن کے لیے قطعاً کوئی اجنبی چیز نہ تھی اور قریش کے نام سے ہی باقی عرب سہم جایا کرتے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آج اُن کا مقابلہ ایک ایسے دشمن سے تھا جس کو وہ اچھی طرح جانتے تھے اور وہ تھوڑے تھے اور انھی میں سے تھے۔ اس لیے انھیں یقین تھا کہ وہ جلد ہی اِن کا صفایا کر دیں گے اور قرآن حکیم میں اس بات کا تذکرہ آیا ہے کہ ہم نے اہل قریش کی آنکھوں پہ پردہ ڈال دیا اور مسلمان اُن کو بہت ہی کم نظر آرہے تھے اور اس میں حکمت یہ تھی کہ کفار بھاگ نہ جائیں اور مسلمانوں کے دلوں میں اللہ نے سکینت انڈیل تھی جس کی وجہ سے اُن کو اونگھ آتی تھی اور وہ دشمن کے رعب اور دبدبے سے خود کو آزاد محسوس کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے واپس پہنچنے کے بعد نبی اکرم ﷺ صحابہ کے پاس گئے اور اُن کی صفیں درست کرنے لگے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک تیر سے تھا جس کے اشارے سے آپ ﷺ اپنی قوم کی صفیں سیدھی فرما رہے تھے۔

نبی اکرم ﷺ جب بنی عدی بن نجار کے ایک صحابی حضرت سوادؓ بن غزیہ کے پاس سے گزرے تو وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اپنے نیزے سے اُس کے پیٹ کو دبایا تا کہ وہ پیچھے ہٹ جائیں اور صف سیدھی ہو۔

مگر وہ صحابی تو درد سے دوہرے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ!

آپ ﷺ نے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔

مجھے بدلہ دیں۔

نبی اکرم ﷺ واپس پلٹے اور اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا دیا تا کہ وہ بدلہ لیں سکیں۔

حضرت سوادؓ بن غزیہ آگے بڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے پیٹ مبارک کو چوم لیا۔

آپ ﷺ نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟

انھوں نے کہا! جو مرحلہ ہمیں درپیش ہے اس کے بارے میں آپ جانتے ہیں میری خواہش تھی کہ اس سے قبل میرا جسم آپ ﷺ کے جسم سے چھو جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس صحابی کے لیے دُعائے خیر کی۔

صحابہ کی صفیں سیدھی کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اُن کو آخری خطبہ دیا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"میں تمھیں اس بات پہ برانگیختہ کرتا ہوں جس میں اللہ عزوجل کی مرضی ہے اور اُن کاموں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے تم کو منع کرتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے تمھیں منع فرمایا ہے اللہ کی شان بہت بڑی ہے وہ حق کا حکم دیتا ہے اور سچائی کو پسند کرتا ہے اور نیک کام کرنے والوں کو اپنی بارگاہ میں بلند منزلوں پہ فائز کرتا ہے اسی کے ساتھ اُن کا ذکر بلند ہوتا ہے اور اسی سے انھیں فضیلت حاصل ہوتی ہے اور آج تم حق کی منزلوں میں سے ایک منزل پہ کھڑے ہو اس مقام پہ اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی عمل قبول نہ کرے گا سوائے اس کے جو محض اس کی رضا کے لیے کیا گیا ہو اور جنگ کے موقع پر صرف صبر ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ حزن واندوہ کو دور کرتا ہے اور صبر کی برکت سے انسان کو غم سے نجات دیتا ہے اور اسی صبر سے انسان اپنی آخرت سے حصہ پائے گا تم میں اللہ کا نبی موجود ہے جو تم کو بعض باتوں سے منع کرتا ہے اور بعض باتوں کا حکم دیتا ہے آج تمھیں حیا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے کسی ایسے عمل پہ آگاہ نہ ہو جس سے وہ تم پہ ناراض ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تم سے بے زاری بہت سخت ہے اس بے زاری سے جو تمھیں اپنے آپ سے ہے اس نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کا حکم دیا ہے اِن کو غور سے دیکھو اور جو اپنی نشانیاں تمھیں دکھائی ہیں اور ذلت کے بعد تمھیں جو عزت بخشی ہے تو اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو اس سے تمھارا رب تم سے راضی ہو جائے گا اور اِن مقامات پر اپنے رب کو آزماؤ تم اس کی رحمت اور مغفرت کے مستحق ہو جاؤ گے جس کا اس نے تم سے وعدہ کیا ہے بیشک میں اور تم اس اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں جو حی و قیوم ہے وہی ہماری پشت پناہی کرنے والا ہے اور اسی کا دامن کرم ہم نے پکڑا ہوا ہے اس پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرمائے اور سارے مسلمانوں کی"۔

****

صحابہ کی صفیں سیدھی کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو ملائکہ کی مدد کی خوشخبری سنائی ۔ پھر آپ ﷺ اپنے عریش پہ تشریف لے گئے اور اللہ رب العزت سے دُعا کرنے لگے۔

اے اللہ! اگر تو اس گروہ کو ہلاک کر دے گا تو پھر اس زمین میں تجھے سجدہ کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ! جو وعدہ آپ نے مجھ سے فرمایا ہے اسے پورا فرمائیں۔

اے اللہ! میں تیری نصرت کا طلبگار ہوں۔

نبی اکرم ﷺ اپنے اللہ کے حضور پورے خضوع و خشوع کے ساتھ آہ وزاری کرتے رہے آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے اور لب پہ صحابہ کی کامیابی کے لیے دُعائیں تھیں اسی محویت میں آپ ﷺ کے کندھے سے چادر لڑھک کے گر چکی تھی مگر آپ ﷺ کو اس کا احساس بھی نہ تھا تب حضرت صدیق اکبر آگے بڑھے اور فرمایا: بس کیجئے یا رسول اللہ ﷺ!

بہت ہو گیا! اللہ نے جو وعدہ آپ سے فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہو گا۔

اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لیے اونگھ آ گئی۔

اور یہ دراصل وحی تھی جس میں نبی اکرم ﷺ کو کامیابی کی خبر پہنچائی گئی تھی۔

اور نبی اکرم ﷺ خوش ہو گئے۔

آپ ﷺ فوراً حضرت ابوبکرؓ کی طرف مڑے اور اُن سے کہا:

ابوبکر دیکھو یہ جبرائیل ہیں! جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں اور اُن کے گھوڑے کے پاؤں گرد آلود ہیں۔

****

گھمسان کا رن پڑا؛

دوسری طرف کفر کے علم بردار تھے جو اپنی صفیں سیدھی کر رہے تھے مسلمانوں کی قلیل تعداد نے کفارِ مکہ کی رعونت اور تکبر کو بڑھا دیا تھا۔

ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کو للکارا اور کہا:

لات وعزیٰ کی قسم! ہم ہرگز واپس نہیں ہوں گے جب تک کہ اِن مٹھی بھر مسلمانوں کو محمد (ﷺ) کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سمیت اِن پہاڑوں میں تتر بتر نہ کردیں۔

اس کے بعد باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا۔

جنگ کی آگ کو پہلی چنگاری اسود بن عبدالاسد مخزومی نے سلگائی کہ جنگ شروع ہونے سے قبل اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ مسلمانوں کے چشمے سے پانی ضرور پیئے گا۔ چنانچہ وہ چشمے کی طرف بڑھا تو حضرت حمزہؓ نے اُس پہ حملہ کردیا حضرت حمزہؓ کے وار سے زخمی ہونے کے باوجود وہ اپنی کٹی ہوئی ٹانگ سے چشمے کی طرف سرکتا رہا۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ وہ چشمے میں گرے اور اس کا پانی مسلمانوں کے استعمال کے قابل نہ رہے۔ مگر اس سے قبل کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا حضرت حمزہؓ نے آگے بڑھ کے اُس کا سر قلم کردیا۔

اور معرکہ بدر کا یہ پہلا مقتول تھا جو قریش کی طرف سے قتل ہوا تھا۔

اب اہل قریش کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ میدان میں نکلا اور مسلمانوں کو عرب کے روایتی انداز میں دعوت مبازرت دی۔

مسلمانوں کے لشکر سے تین انصاری جوان نکلے اور آگے بڑھے۔

وہ وہ معوذ بن غفرا، معاذ بن غفرا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ تھے۔

جب یہ انصاری میدان کے وسط میں پہنچے تو اُن کی زرہوں کی وجہ سے اہل قریش انھیں پہچان نہ سکے۔

چنانچہ انھوں نے پوچھا، تم کون ہو؟

انھوں نے اپنا تعارف کرایا۔

قریش نے اُن کے ساتھ لڑنے سے انکار کردیا اور اُن سے کہا:

ہم تمھارے ساتھ نہیں لڑنا چاہتے ہمارے مقابلے کے لیے ہمارے خاندان سے لوگ بھیجو۔

قریش کے اس مطالبے پہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

علیؓ اٹھو، حمزہؓ اٹھو، ابوعبیدہؓ اٹھو!

چنانچہ اہل قریش کے مقابل قریش ہی سے اللہ کے یہ شیر میدان جنگ میں نکلے اور اہل قریش کے مقابل جا کھڑے ہوئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قریش نے دوبارہ پوچھا تم لوگ کون ہو؟

حضرت حمزہ ؓ،حضرت علیؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنا تعارف کرایا۔

اور قریش نے کہا، ہاں تم ہمارے ہم سر ہو۔

اس کے بعد مقابلہ شروع ہوا اور حضرت حمزہؓ کی تلوار بجلی کی طرح لپکی اور شیبہ ابن ربیعہ کا سر تن سے جدا کر دیا۔

حضرت علیؓ نے بھی اپنے مقابل کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور عتبہ کے بیٹے ولید پہ اس زور سے وار کیا کہ اُس کو درمیان سے چیر کے رکھ دیا۔

البتہ ابوعبیدہ اور عتبہ آپس میں گُتھم گتھا ہو گئے اور دونوں ایک دوسرے پہ وار کرنے لگے۔

انھوں نے ایک دوسرے کو زخمی کر دیا تھا۔

عتبہ کی تلوار نے حضرت ابوعبیدہؓ کی پنڈلی کاٹ دی تھی جس سے بے انتہا خون بہہ رہا تھا۔اور اس سے قبل کہ عتبہ اُن پہ وار کرتا حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اپنے مقابل سے فارغ ہو چکے تھے۔

وہ دونوں عتبہ کی طرف لپکے اور اس کا کام تمام کر دیا۔

پھر وہ حضرت ابوعبیدہؓ کو اٹھا کر پیچھے لے آئے۔

چند دن بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے اسی زخم کی وجہ سے وفات پائی۔

کفارِ قریش کے لیے یہ ناقابل تلافی نقصان تھا اور انھیں یقین ہی نہ آتا تھا کہ ان کے اس قدر اہم اور اعلیٰ درجے کے لوگ ایک پل میں ہی ہلاک ہو چکے ہیں

اس کے بعد عام جنگ چھڑ گئی۔

دونوں لشکر آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا تھا کہ تھا کہ نیزوں اور تلواروں سے مسلح افراد کو آگے رکھا تھا اور تیر اندازوں کو روک رکھا تھا۔

جب دشمن نزدیک ہونے لگتا تو تیر انداز اُن پہ تیر چلاتے۔

چنانچہ عام جھڑپ کے دوران مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے حضرت عمر فاروقؓ کے غلام مجمع شہید ہوئے اُن کو ابن عامر حضرمی نے تیر مار کر شہید کیا تھا انصاری مسلمانوں میں سب سے پہلے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمیرؓ شہید ہوئے۔اس دوران انصار مدینہ میں سے بنو عدی بن نجار کے ایک صحابی حضرت حارثہؓ بن سراقہ اپنے تالاب پہ پانی پینے کے لیے آئے تو نامعلوم تیر اُن کی گردن میں پیوست ہو گیا اور وہ منزل شہادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔اس دوران نبی اکرم ﷺ ایک بار پھر اپنے عریش سے نیچے اتر آئے تھے اور اپنے صحابہ کو جنگ پہ ابھار رہے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

سن لو! جو شخص آج صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہے گا اور اللہ کی راہ میں جنگ کرے گا اور اس حالت میں قتل ہوگا کہ اُس کا منہ دشمن کی طرف ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔

نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں ہی حضرت عمیر بن حمامؓ کھڑے تھے اور اُن کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں جنھیں وہ کھا رہے تھے۔

یا رسول اللہ ﷺ! اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ میرے اور جنت کے درمیان صرف یہ کھجوریں حائل ہیں۔نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے۔

حضرت عمیرؓ نے کھجوریں پھینکیں اور دشمن کو للکارتے ہوئے اُن کے درمیان جا اترے اور دادِ شجاعت دیتے ہوئے اپنی جان راہ خدا میں قربان کردی اور خود کو اللہ کی جنت کا حق دار ثابت کردیا۔

ایک اور صحابی عوف بن حارثؓ جنگ کرتے کرتے نبی اکرم ﷺ کے پاس رُکے اور سوال کیا۔

ایسے وقت میں پروردگار کو بندے کی کون سی بات خوش کرتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

کہ بے زرہ ہو کر سر سے خود اتار کر بندے کا اپنا ہاتھ دشمن میں ڈبو دینا۔

حضرت عوف بن حارثؓ بھی نبی اکرم ﷺ کا جواب سن کے مسکرا دیئے اور اپنی زرہ اتار کے ایک طرف پھینک دی اور تلوار لیے ننگے بدن دشمن میں گھس گئے اور خوب جنگ کی یہاں تک کہ شہادت کا منصب حاصل کیا۔

امام بخاریؒ نے حضرت زبیر بن عوامؓ جو رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد تھے سے روایت کرتے ہوئے روز بدر کے بارے میں لکھا ہے کہ میں بدر کے روز جنگ میں مصروف تھا کہ قریش کے کسی سوار نے مجھے مقابلے کے لیے پکارا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ میں اُس کی طرف مڑا!

وہ سرتا پا فولاد میں غرق ایک سوار تھا جس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس پہ وار کیا جا سکے سوائے اُس کی آنکھوں کے۔

اور وہ عبیدہ بن سعید العاص تھا جس کی کنیت ابوذات الکرش تھی۔

اُس نے مجھ پہ حملہ کیا اور کہا:

"اَنَا اَبُوْ ذَاتِ الْکَرْشِ۔"

اگر ہمت ہے تو مجھ لڑو!

میں اُس کے وار کو بچا گیا اور اُس پہ جوابی حملہ کیا۔

میں نے اپنا نیزہ پوری قوت سے اُس کی آنکھ کے بیچ مارا اور میرا نیزہ دور تک اترتا چلا گیا۔ اور اُس کا قتل قریش کے لیے حیرت اور فکر کی بات تھی اس لیے کہ وہ اِن کا مسلّمہ شجاع تھا۔

وہ گھوڑے سے گر گیا اور خوفناک آواز میں چیخنے لگا۔

مگر مجھے اُس کے چیخنے کی کوئی پرواہ نہ تھی مجھے اگر فکر تھی تو اس بات کی تھی کہ میرے پاس اُس نیزے کے سوا اور کوئی ہتھیار نہ تھا جس سے میں کفار سے لڑتا اور وہ نیزہ اُس کی آنکھوں سے ہوتا ہوا اُس کی کھوپڑی کی کسی ہڈی سے اٹک گیا تھا اور میرے زور لگانے کے باوجود باہر نہ نکلتا تھا۔ آخر میں نے اُس کے سر پہ اپنا پاؤں جمایا اور اپنا نیزہ نکالنے کے لیے پورا زور لگا دیا۔ میرا نیزہ اگرچہ نکل آیا مگر وہ ٹیڑھا ہو چکا تھا اس دوران ذات الکرش شاید ٹھنڈا ہو چکا تھا اس لیے کہ اب اُس کے چیخنے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ میں ایک طرف چلا گیا مسلمانوں اور کفار کے درمیان جنگ اس وقت پورے عروج پہ تھی۔ جبکہ میں ایک طرف بیٹھا دو پتھروں کی مدد سے اپنے نیزے کے ٹیڑھے پھل کو سیدھا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد میرا نیزہ جب کسی حد تک قابل استعمال ہو گیا تو میں نے زور سے تکبیر کہی اور میدان جنگ میں اتر گیا۔

تب میرا نیزہ میرا خوب ساتھ دے رہا تھا اور میں اُس وقت تک اسے دشمن کے جسم میں گھسانے میں مصروف رہا جب میں نے دیکھا کہ کفار قریش اب بھاگ نکلے ہیں۔ اور جب جنگ ختم ہوئی تو میں نے جانا کہ مسلمانوں میں میرے نیزے کی دھوم پڑی ہوئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیر بن عوام فرماتے ہیں کہ جنگ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے وہ نیزہ مجھ سے مانگ لیا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو میں نے وہ نیزہ حضرت عائشہؓ سے واپس لے لیا۔ مگر چند ہی روز بعد مسلمانوں کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وہ نیزہ مجھ سے مانگ لیا اور میں نے بہ خوشی وہ نیزہ انھیں پیش کر دیا۔ پھر وہ نیزہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات تک انھی کے پاس رہا حتیٰ کہ اُن کی وفات کے بعد نیزہ پھر میرے پاس آ گیا۔ مگر چند روز بعد ہی مسلمانوں کے خلفیہ حضرت عمرؓ نے ایک بار پھر وہ نیزہ مجھ سے مانگ لیا پھر یہ نیزہ انھیں کے پاس رہا۔ حتیٰ کہ انھوں نے مسلمانوں پہ ایک طویل عرصہ تک حکومت کرنے کے بعد وفات پائی۔ اُن کی وفات کے بعد بطور تبرک میں نے یہ نیزہ اُن کے وارثوں سے دوبارہ واپس حاصل کر لیا۔ مگر چند روز بعد ہی مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے مجھے طلب کیا اور وہ نیزہ مجھ سے مانگ لیا۔ میں نے وہ نیزہ حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں پیش کر دیا پھر وہ نیزہ حضرت عثمانؓ ہی پاس رہا حتیٰ کہ انھیں خارجیوں نے بے ایمانہ طور پہ شہید کر دیا اس کے بعد پتا نہیں چلا کہ وہ نیزہ کہاں گیا۔

****

ابو قتادہ کی آنکھ ؛

حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہ جو حضرت قتادہؓ کے پوتے تھے ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفۃ المسلمین کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اُن کو پہچانتے نہ تھے چنانچہ انھوں نے لوگوں سے پوچھا یہ آدمی کون ہے۔

حضرت عاصم نے کہا:

میں اپنا تعارف خود کراؤں گا۔

پھر وہ اٹھے اور کہا؛

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ وَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَیُّمَا رَدٍّ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں تو اُس مجاہد کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ جب اُس کے رخساروں پہ بہنے لگی تو مصطفیٰ کریم ﷺ کی ہتھیلی نے لوٹایا اور یہ لوٹانا کتنا ہی اعلیٰ تھا۔

تب حضرت عمر بن عبدالعزیز اٹھے اور حضرت عاصم کو سینے سے لگایا۔

بلاشبہ تم شرف میں ہم سب سے بڑھے ہوئے ہو۔

اور یہ واقعہ بھی روز بدر کا ہے جب حضرت قتادہ کی آنکھ دشمن کے حملے کی وجہ سے اُن رخسار پہ بہنے لگی تو لوگوں نے چاہا کہ اُسے جسم سے الگ کردیں مگر حضرت قتادہؓ نے انھیں روک دیا اور کہا:

پہلے جا کر رسول اللہ ﷺ سے مشاورت کرو۔

چنانچہ صحابہ نے رسول ﷺ کو اس کی بابت آگاہ کیا اور اُس وقت رسول اللہ ﷺ عریش میں اپنے رب کے حضور دعاؤں میں مصروف تھے۔

آنحضرت محمد ﷺ نے صحابہ سے پوچھا؟

قتادہؓ کہاں ہے تم اسے میرے پاس کیوں نہیں لائے۔

اور صحابہ حضرت قتادہؓ کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے۔آنحضرت محمد ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت قتادہؓ کی آنکھ دوبارہ اُس جگہ رکھ دی جو اس کی اصل جگہ تھی۔اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا کچھ لعاب حضرت قتادہؓ کی آنکھ والی جگہ پہ ملا اور حضرت قتادہؓ سے پوچھا؟

اب بتاؤ تم کیسا محسوس کر رہے ہو؟

تو حضرت قتادہؓ کہتے ہیں خدا کی قسم میں اس سانحے کو فراموش کر چکا تھا جو چند لمحے قبل مجھے پیش آیا تھا ۔مجھے نہ کوئی درد تھا اور نہ ہی مجھے دیکھنے میں کوئی دقت پیش آرہی تھی۔تب رسول اللہ ﷺ نے میری تلوار مجھے پکڑائی اور کہا:

اسے لو اور کفار کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو جاؤ۔

تھوڑی دیر بعد ہی میں پھر سے کافروں سے نبرد آزما تھا مجھے اُس آنکھ سے کچھ زیادہ ہی نظر آرہا تھا جس کو نبی اکرم ﷺ نے درست فرمایا تھا۔

اور جنگ کے بعد جب میں لوگوں سے پوچھا کرتا کہ بتاؤ تو سہی کہ میری وہ کون سی آنکھ تھی جو روز بدر ضائع ہو گئی تھی۔مگر انھیں معلوم نہ پڑتا تھا کہ وہ کون سی آنکھ ہے مگر مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ کون

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سی آنکھ ہے اس لیے کہ اُس کی چمک اور دیکھنے کی صلاحیت بڑھ چکی تھی۔

ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ!

جب گھمسان کا رن پڑا تو ابو جہل نے اپنے رب سے درخواست کی ہم میں سے جو زیادہ قطع رحمی کرنے والا ہے اور باطل پہ ہے اسے آج ہلاک کر دے۔اس طرح ابو جہل خود ہی اس فیصلے کا طالب ہوا جو اللہ رب العزت نے اُس دن کے لیے مقدر فرما دیا تھا۔اور تب حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اپنے لشکروں کے ساتھ مسلمانوں کے ہمرقاب ہوگئے۔

****

ملائکہ اترتے ہیں؛

امام ابوالقاسم عبداللہ سہیلی نے علامہ ابن اسحٰق کی معرفت لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحب زادے عبداللہ بن ابی سے حضرت عباسؓ نے اور حضرت عباسؓ سے بنی غفار کے کسی آدمی نے بیان کیا کہ روز بدر جب مسلمانوں اور اہل قریش کے درمیان میدان سجنے والا تھا تب میں اور میرا ایک چچا زاد بدر کی پہاڑیوں میں سے ایسے پہاڑ پہ چڑھ گئے جہاں سے پورا میدان صاف نظر آتا تھا اور ہمیں صرف اس بات میں دلچسپی تھی کہ جب دونوں میں سے ایک فریق بھاگ نکلے تو ہم بھی لوٹ مار میں شامل ہو جائیں۔ہم مشرک تھے اور ہماری خواہش یہ تھی کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے تاہم میرے چچا زاد نے کہا: ہمارا مقصد تو تب پورا ہوگا جب قریش کو شکست ہو۔اور وہ درست ہی کہہ رہا تھا اس لیے کہ مسلمانوں کے پاس سامانِ زیست بہت کم تھا۔ بلکہ اُن کے پاس تو ہتھیار بھی پرانے اور ناکارہ سے تھے۔ جبکہ اگر قریش کو شکست ہوتی تو بہت سا مال غنیمت تھا جو ہماری راہ دیکھ رہا تھا ۔اس لیے جلد ہی میں اپنے چچا زاد کا حامی ہوگیا کہ قریش کو شکست ہونی چاہیے۔اور پھر جنگ شروع ہوگئی اور ہم نے دیکھا کہ جنگ کے کسی بھی مرحلے پہ قریش مسلمانوں پہ غلبہ حاصل نہ کر سکے۔

اور پھر وہ ہوا جس کی ہمیں خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور وہ واقعہ یوں تھا کہ ہماری نظریں میدانِ جنگ پہ مرکوز تھیں مگر ہم نے اپنے سروں کے اوپر کچھ سرسراہٹ محسوس کی تو ہم نے گھبرا کے اوپر دیکھا:

اور وہاں ایک بدلی سی تھی۔

اور بدلی میں ایک آواز تھی۔

اور کوئی کہنے والا کسی کو کہہ رہا تھا؛

اُقْدُمْ حَیْزُوْمُ!

حیزم قدم آگے بڑھاؤ!

اور ہم نے دیکھا کہ اُس بدلی سے کچھ سوار نمودار ہوئے جن کے عمامے سفید اور گھوڑے ابلق تھے۔

اور وہ میدانِ بدر کو اترتے تھے۔

میرا چچازاد بھائی تو اس منظر کی تاب نہ لا سکا اور اُس کا دل پھٹ گیا۔

میں نے گھبرا کر اُس کو آوازیں دیں مگر وہ اب شاید آوزوں سے دور جا چکا تھا۔

اور خود میں بھی اس حیرت انگیز منظر کو دیکھنے کے بعد مرنے ہی والا تھا اور میرے دل پہ بھی جیسے کسی نے بھاری پتھر رکھ دیا ہو۔مگر آخر میں بچ گیا۔

بہت مدت کے بعد جب اس پہاڑی والے نوجوان نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اُس کی بینائی جاتی رہی تھی تو ایک روز میدانِ بدر سے گزرتے ہوئے اُس نے ابوسید مالک بن ربیعہ سے کہا:

کاش تم تب میرے ساتھ یہاں آتے جب میری آنکھیں سلامت تھیں تو میں تمھیں بتاتا کہ کس گھاٹی کے پیچھے وہ بدلی تھی جس سے وہ سوار نمودار ہوئے تھے جنھوں نے کفارِ قریش کو قتل کیا تھا۔

خدا کی قسم! مجھے اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

علامہ ابن اسحٰق نے بنی مازن بن نجار کے بعض لوگوں سے روایت کی جن میں سے ابوداؤد مازی خود غزوہ بدر میں حاضر تھے اور اہل قریش سے نبرد آزما تھے۔

انھوں نے کہا:

بخدا! روز بدر جب میں ایک قریشی کے پیچھے بھاگا تا کہ اُس پہ وار کر سکوں تو میں نے دیکھا کہ میرے اُس تک پہنچنے سے پہلے ہی اُس کا سر اُس کے جسم سے جدا ہو چکا ہے۔تو میں حیرت سے ششدر رہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گیا میں نے ادھراُدھر دیکھا مگر کوئی نہ تھا جس پہ میں شک کرسکتا کہ اس کو فلاں شخص نے قتل کیا ہوگا:
اور مجھے یقین تھا کہ اُسے کسی ایسی مخلوق نے قتل کیا ہے جسے میں نہ دیکھ سکتا تھا۔
بعد میں ہمیں نبی اکرم ﷺ سے معلوم ہوگیا کہ حضرت جبرائیل اپنے لشکروں کے ساتھ ہمارے ہم رقاب تھے۔تب مجھے اُس قریشی کے قتل کا جواز مل گیا تھا جس سے میں مطمئن ہوگیا۔علامہ ابن اسحٰق نے لکھا کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے اس بات کو بیان کیا جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا۔اس نے حضرت عبداللہ بن حارثؓ کے آزاد کردہ غلام مقسم سے ان سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ روزِ بدر فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جن کے شملے انھوں نے اپنی پیٹھوں پہ لٹکائے ہوئے تھے۔اور روزِ حنین ملائکہ کی علامت سرخ عمامے تھے جن کو ہم میں سے بعض نے دیکھا تھا۔
علامہ ابن ہشامؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ ابن طالب فرمایا کرتے کہ عمامے عربوں کے سر کی تاج کی طرح ہیں اور روزِ بدر فرشتوں کی علامت سفید تعویذات تھے جو انھوں نے اپنی پیٹھوں پہ لٹکائے ہوئے تھے۔البتہ اُن کے سردار حضرت جبرائیل دوسروں سے منفرد نظر آتے تھے کہ انھوں نے زرد رنگ کا عمامہ پہن رکھا تھا اور وہ ایک بلند قامت ابلق گھوڑے پہ سوار تھے۔
سراقہ بن مالک مدلجی جو دراصل شیطان تھا اور اُس نے سراقہ کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اُس نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ اُن کے لشکروں کو دیکھا تو کہہ اٹھا: اِن سے کون لڑسکتا ہے؟
سراقہ اور ابوجہل کا بھائی حرث ابن ہشام ساتھ ساتھ کھڑے تھے جب سراقہ الٹے پاؤں بھاگنے لگا تو حارث نے اُس کا بازو تھام لیا اور کہا:
کہاں جاتے ہو؟
سراقہ نے کہا! جہنم میں جاؤ تم لوگ جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے۔
مگر حارث نے سراقہ کو پکڑ لیا۔
سراقہ نے حارث کے سینے پہ ہاتھ مارا اور حارث دور جا گرا۔
اسی دوران ابوجہل وہاں آپہنچا اور اہل قریش بھی اِن کی طرف متوجہ ہوگئے۔
لوگوں نے دیکھا کہ سراقہ الٹے پاؤں بھاگ نکلا ہے اور یہ امر عربوں کے لیے اجنبی تھا۔کیونکہ شاذ و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نادر ہی عربوں میں میدان جنگ چھوڑ کر کوئی اس طرح بھاگا ہوگا۔

مورخین کا یہ خیال کہ شیطان نے سراقہ کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا درست ہی معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ جب اہل قریش واپس مکہ پہنچے اورانہوں نے سراقہ کو طعن کیا کہ تم میدان جنگ سے بھاگ اٹھے تھے۔

تو سراقہ نے کہا:

خداتم کو غارت کرے،ہم میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے والوں میں سے نہیں ہیں اورتم کیا کہہ رہے ہو میری سمجھ سے باہر ہے۔میں بھلاتمھاری مدد کو میدان بدر میں کیوں جانے لگا۔

اوروہ درست کہہ رہا تھا۔

اب گھمسان کی جنگ ہورہی تھی اوردونوں طرف سے خوب خون بہہ رہا تھا۔

اگرچہ زیادہ خون اہل قریش ہی کا بہہ رہا تھا۔

علامہ ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ جب جنگ کی چکی پورے زور سے چل پڑی تب حضرت عکاشہ بن محصنؓ بھاگے ہوئے نبی اکرمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کی۔

یارسول اللہﷺ!

میری تلوارٹوٹ گئی ہےاب میں کیا کروں؟

نبی اکرمﷺ نے قریب پڑی ایک لکڑی اٹھائی اورعکاشہ بن محصنؓ کے حوالے کردی۔

لے اوراس سے کفار کے ساتھ جنگ کر۔

حضرت عکاشہ بن محصنؓ فرماتے ہیں میں نے صرف ایک لمحے کے لیےسوچا پھراسی لکڑی کولہراتا ہوا دشمن کی صفوں میں اترگیا۔اور جب میں نے پہلے کافر پہ اُس سے حملہ کرنے کے لیے اسے لہرایا تو وہ لکڑی کے بجائے ایک عمدہ تلوار کی صورت اختیارکرگئی جس کا رنگ سفید تھا اوراس کا لوہا مضبوط تھا۔

پھرمیں اس تلوار کے ساتھ دشمنوں سے جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

اورایک مدت تک یہ تلوار حضرت عکاشہ بن محصنؓ کے پاس ہی رہی اس تلوار کا نام العون تھا۔

روزِ بدررسول اللہﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

عربوں کا بہترین شہسوار تمھارے ساتھ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر اشتیاق جاگا کہ دیکھیں اللہ کے رسول نے کس کو عربوں کا بہترین شہسوار قرار دیا ہے۔

چنانچہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا؟

یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا!

عکاشہ بن محصنؓ۔

حضرت عکاشہ بن محصنؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اہل کفر سے ہونے والے تمام معرکوں میں شامل رہا اور اسی تلوار سے دادِ شجاعت دیتا رہا۔ جنگ بدر کے بعد ایک دن جب نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے تب آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بشارت دی کہ!

روز محشر میری امت کے ستر ہزار آدمی اس طرح جنت میں داخل ہوں گے جیسے کہ چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔

تب حضرت عکاشہ بن محصنؓ فوراً اٹھے اور کہا:

یارسول اللہ ﷺ!

اللہ سے دُعا فرمائیں کہ مجھے بھی ان خوش نصیبوں میں شامل کر دے۔

نبی اکرم ﷺ نے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

اے میرے اللہ عکاشہ بن محصنؓ کو اُن میں شامل کر دے اور جب آپ ﷺ نے ہاتھ نیچے کیے تو فرمایا:

دُعا قبول کی گئی اور بے شک تو انھی میں سے ہے۔

اس کے بعد ایک انصاری اٹھے اور کہا:

یارسول اللہ ﷺ! اللہ سے دُعا فرمائیں مجھے بھی اُن میں شامل کر دے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عکاشہ تم پہ سبقت لے جاچکا ہے اور دُعا ٹھنڈی ہوگئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عکاشہ بن محصنؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد تک زندہ تھے اور فتنہ ارتداد میں آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ شامل تھے۔ اُسی جنگ میں حضرت عکاشہ بن محصنؓ طلیحہ بن خویلد الاسدی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

ابن سعدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ شروع ہونے سے قبل نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ بنو ہاشم کو قتل مت کرنا۔ اس لیے کہ وہ اپنی مرضی سے قریش کے ساتھ نہیں آئے بلکہ ابوجہل نے اُن کے ساتھ زبردستی کی ہے۔ ابوالبختری کو بھی قتل مت کرنا اس لیے کہ وہ مکہ میں میری حمایت کیا کرتا تھا۔

جب یہ بات حضرت حذیفہؓ نے سنی تو وہ کہہ اٹھے!

بخدا! ہم تو اپنے بھائیوں کو قتل کریں، اپنے باپ کو قتل کریں اپنے خاندان کے لوگوں کو قتل کریں اور عباس بن عبدالمطلب کو چھوڑ دیں۔

خدا کی قسم! اگر وہ میرے ہاتھ لگے تو میں اُن کے منہ میں تلوار کی لگام ضرور ڈالوں گا۔

صحابہ نے حضرت حذیفہؓ کی یہ بات آنحضرت محمد ﷺ تک پہنچا دی۔

آنحضرت محمد ﷺ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا:

اے ابوالحفص!

کیا اللہ کے رسول کے چچا کے چہرے پہ تلوار سے وار کیا جائے گا۔

حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم وہ پہلی بار تھی جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے ابوالحفص کہہ کر پکارا تھا۔

میں نے جواب دیا:

یا رسول اللہ ﷺ! ابوحذیفہ منافق ہو گیا ہے مجھے اجازت دیں میں اُن کا سر قلم کر دوں۔

مگر نبی اکرم ﷺ نے انکار کر دیا؛

ادھر حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ جب میرا غصہ اتر اتب میں نے جانا کہ مجھے یہ بات نہیں کہنی چاہیے تھی۔ مجھے اس بات کا انتہائی دکھ تھا اور مجھے خواہش ہوئی کہ کاش میں شہید ہو جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کا سامنا نہ کروں۔ اس لیے کہ جتنے برے الفاظ میرے منہ سے نکلے تھے اُن کا مداوا شہادت کی صورت ہی ممکن تھا۔ جنگ بدر میں تو اُن کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی تاہم بہت بعد میں وہ جنگ یمامہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے موقع پہ شہید ہوئے۔

چنانچہ صحابہ نے نبی اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق بنو ہاشم کے لوگوں کے قتل سے گریز کرتے رہے۔

صحابہ نے بیان کیا ہے کہ!

جنگ کے دوران ایک انصاری صحابی مجذر بن زیادؓ نے اپنے ساتھیوں سمیت ابولبختری اور اسکے دوست جنادہ بن ملیح کو گھیر لیا۔

صحابہ بڑھ بڑھ کے ابوالبختر ی کے دوست پہ حملہ کرنے لگے۔

ابوالبختر ی حیران ہوئے کہ وہ اِن پہ حملہ کیوں نہیں کرتے۔

انھوں نے اپنے مخالفین کو للکارا اور کہا:

میری طرف آؤ مجھ پہ حملہ کرو مجھ سے کیوں ڈرتے ہو۔

صحابہ نے ابوالبختر ی سے کہا؛

تم ایک طرف ہٹ جاؤ ہمیں تم کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اور میرے دوست کا کیا ہوگا؟

ابوالبختر ی نے پوچھا؟

اسے تو ہم نہیں چھوڑیں گے، صحابہ نے کہا:

ابوالبختر ی نے کہا! بخدا ایسا نہ ہوگا۔

یا تو ہم دونوں اکٹھے مریں یا دونوں اکھٹے جئیں گے تا کہ مکہ کی عورتیں میرے بارے میں یہ نہ کہہ سکیں میں نے اپنی زندگی بچانے کی خاطر اپنے دوست کو مروا دیا۔اس کے بعد وہ صحابہ پہ ٹوٹ پڑے مجبوراً صحابہ کو بھی جواباً کاروائی کرنی پڑی اس طرح ابوالبختر ی اور اُس کا دوست دونوں قتل ہو گئے۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو جہل قتل ہوا ؛

حضرت معوذؓ اور حضرت معاذؓ نوجوان اور کم عمر صحابہ تھے[16*]۔انھوں نے اس سے پہلے ابوجہل کو نہ دیکھا تھا۔چنانچہ انھوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ سے پوچھا؟ چچا جان ابوجہل کہاں ہے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے پوچھا؟

تمھیں اس سے کیا کام ہے۔

میں نے کہا، میں نے سنا ہے کہ وہ بدبخت رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا اس لیے اگر وہ مجھے مل جائے تو بخدا میرا بدن اس کے بدن سے اُس وقت تک جدا نہ ہوگا جب تک ہم دونوں میں سے وہ ہلاک نہ ہو جائے جسے ہلاک ہونے کی جلدی ہو۔

مگر بیٹا اُس تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔

پھر انھوں نے لوگوں میں گھرے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

وہ رہا ابوجہل!

میں نے اُس پہ اپنی آنکھیں جما دیں اور موقع پا کر اُس کے قریب ہوتا رہا۔

ہر طرف احد احد کی آوازیں آ رہی تھیں کہ احد احد اُس جنگ میں مسلمانوں کا شعار تھا۔

پھر اچانک میں نے جانا کہ اب ابوجہل پہ حملہ کرنا ممکن ہے۔

میں نے اپنی تلوار لہراتا ہوا اس پہ حملہ آور ہوا اور اس کی پنڈلی کو کاٹ دیا۔

دوسری طرف سے میرا بھائی معوذ اُس پہ حملہ آور ہوا۔

وہ زمین بوس ہو گیا۔

اُس کے بیٹے عتبہ نے مجھے ابوجہل پہ حملہ آور ہوتے دیکھ لیا تھا۔اس لیے اچانک ہی وہ میری طرف پلٹا اور میرے بازو پہ زور سے وار کیا، اور اُس نے میرا بازو کاٹ دیا تھا۔

مگر اس کے باوجود میں جہاد میں مصروف رہا اور میرا بازو ایک طرف لٹکتا تھا۔

میرے جسم اور میرے بازو کے مابین رسی جیسا کچھ ماس تھا جس نے بازو کو الگ ہونے سے روک رکھا تھا۔مگر چونکہ میرا یہ بازو اللہ کی راہ میں مجھے جہاد کرنے سے روک رہا تھا اسلیے میں نے اسے اپنے پاؤں کے نیچے رکھا اور زور لگا کے اُس کو اپنے جسم سے الگ کر دیا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

معاذ بن غفرؓا حضرت عثمان غنیؓ کے دور تک زندہ رہے تھے۔

مشرکین مکہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے عبدالرحمان ابی بکر بھی شامل تھے۔عبدالرحمان ابی بکر بہت اچھے شمشیر زن اور بہادر جوان تھے۔جنگ کے بعد جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا:

ابا جی روزِ بدر آپ دو دفعہ میری تلوار کے نیچے آئے تھے مگر میں پہلو بچا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا: بخدا! اگر تم ایک دفعہ بھی میری تلوار کے نیچے آتے تو میں تمھارا لحاظ نہ کرتا تمھیں قتل دیتا۔

اور روزِ بدر ایسا ہوا بھی تھا۔

کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا جو مشرکین مکہ کے ساتھ آئے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں کہ میری تلوار کے نیچے میرا والد آیا مگر میں طرح دے گیا ۔مگر میرا والد تھا کہ میرا پیچھا چھوڑنے کو تیار ہی نہ تھا اور میرا تعاقب کر رہا تھا۔

آخر میں پلٹا اور اپنے باپ پہ زور سے وار کیا اور انھیں قتل کر دیا۔

تب گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔

لوگوں کی پوری توجہ جنگ کی طرف تھی۔

تب اللہ کے فرشتے قطار اندر قطار اترے اور مسلمانوں کی مدد کی۔

صحابہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کسی مشرک کو قتل کرنے کے لیے تلوار لہراتے مگر اس سے پہلے کہ اسے ہماری تلوار لگتی اُس کا سر جسم سے الگ ہو کر دور جا گرتا۔

تب حضرت جبرائیل آنحضرت محمد ﷺ کے ساتھ کھڑے تھے انھوں نے آنحضرت محمد ﷺ سے فرمایا ایک مٹھی خاک اِن کی طرف اچھال دیں۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا مجھے کچھ کنکریاں اکٹھی کر دو۔

انھوں نے مٹھی بھر کنکریاں رسول اللہ ﷺ کو دیں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اِن کو کفار قریش کی طرف اچھال دیا۔

کوئی کافر نہ تھا جس کی آنکھوں اور منہ پر یہ خاک نہ پڑی ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ہی جنگ کا نقشہ بدل گیا۔کفار قریش کو شکست ہوگئی تھی اور وہ اپنی ناچنے گانے والیوں کو لاوارث چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔تیز بھاگنے کے لیے وہ اپنی زرہیں اور ہتھیار میدانِ جنگ ہی میں چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔اب مسلمان اُن کا تعاقب کر رہے تھے اور کفارِ قریش اُن کے آگے آگے بھاگ رہے تھے۔

مسلمانوں نے اُن میں سے بہت سوں کو گرفتار کر لیا تھا۔

اسی دوران جب قریش میدان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے تب حضرت عبدالرحمان ابن عوفؓ اپنے ہاتھ میں دو زرہیں لیے جا رہے تھے کہ امیہ بن خلف نے مجھے آواز دی اور زمانہ جاہلیت میں وہ میرا گہرا دوست تھا۔

اُس نے مجھے میرے جاہلیت کے نام سے پکارا مگر میں نے توجہ نہ کی۔

پھر مجبوراً اُس نے مجھے میرے اُس نام سے پکارا جو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور مکہ میں اس نے مجھے کبھی بھی اس نام سے نہ پکارا تھا۔

مگر اب اُس کا برا وقت شروع ہو چکا تھا۔

وہ بدترین کافر تھا یہ وہی امیہ ہے جو عرب کی بھری دوپہروں میں حضرت بلالؓ کو سلگتی گرم ریت پہ لٹا کر اُن کے سینے پہ جلتا پتھر رکھ دیا کرتا تھا۔

مگر آج قریش کی اس بدترین ذلت کے بعد اُس کی بے بسی دیدنی تھی۔

چنانچہ جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اُس نے مجھ سے کہا:

اگر میرا تم پہ کچھ حق ہے تو میں تمھارے لیے اِن زرہوں سے زیادہ اہم ہوں جو تم نے اٹھا رکھی ہیں۔میں نے زرہیں پھینک دیں اور اُس کا بازو پکڑ کر تیزی سے ایک طرف لے چلا۔اس لیے کہ اُس وقت ہر کافر کسی پناہ گاہ کی تلاش میں تھا اور میں چاہتا تھا کہ اسے محفوظ کر لوں۔یعنی اب وہ میرا قیدی تھا اور میرے دل میں صرف یہی لالچ تھا کہ شاید وہ اب ہی اسلام قبول کر لے۔

تبھی دور سے حضرت بلالؓ نے ہمیں دیکھ لیا۔

پہلے تو انھوں نے کچھ غور کیا کہ میرے ساتھ کون ہے پھر جب وہ جان گئے کہ میں امیہ بن ابی خلف اور اُس کے بیٹے علی کو لے جا رہا ہوں تو وہ پکار اٹھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ رہا اللہ کا دشمن!

اگر آج یہ بچ گیا تو پھر میں نہیں بچوں گا۔

میں نے حضرت بلالؓ کی منت کی اور اُن سے کہا:

میرے قیدیوں کے ساتھ ناروا سلوک نہ کرو۔

مگر انھوں نے میری بات سنی ان سنی کر دی اور پکارے۔

اے آلِ ثعلبہ میری مدد کو پہنچو!

اے اہل قریش میری مدد کو آؤ!

پل بھر میں مسلمانوں کے کئی سوار حضرت بلالؓ کی مدد کو پہنچ گئے۔

اُن میں حضرت عمار بن یاسرؓ تھے ، حضرت حبیب ابن اسافؓ تھے ، حضرت معاذ بن غفراءؓ تھے، حضرت خارجہ ابن زیدؓ تھے۔اور اب وہ عربوں سے چھینے گئے تیز رفتار گھوڑوں پہ سوار تھے اور کسی آفت کی طرح دکھائی دیتے تھے۔

امیہ بن ابی خلف ایک بدصورت موٹے بدن اور چھوٹے قد اور سیاہ رنگ کا آدمی تھا اور اُس سے فرار ہونے کے لیے تیز چلا نہیں جاتا تھا۔

حضرت بلالؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

یہ اللہ کا سب سے بڑا دشمن ہے اور مجھے دین حق سے ہٹانے کے لیے یہ مجھ پہ بے پناہ اور ہیبت ناک تشدد کیا کرتا تھا۔

اور حضرت بلالؓ سچ ہی کہہ رہے تھے۔

امیہ کے ساتھ اُس کا نوجوان بیٹا علی بھی تھا جس کا ایک بازو میں نے تھام رکھا تھا اور دوسرا امیہ نے۔

علی نے مجھ سے پوچھا؟

وہ شخص کون ہے جس نے اپنی زرہ میں پروں کا نمدہ لگا رکھا ہے اُس شخص نے ہمارے بہت سے آدمیوں کا خون کیا ہے۔

وہ حضرت حمزہؓ ہیں میں نے کہا:

اور پھر اسے کھینچتا ہوا ایک طرف کو لے چلا اور اُن سے کہا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر بچنا چاہتے تو ذرا تیز چلو!

اور علی کا شمار اُن لوگوں میں ہوتا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کے بعد اپنے خاندان والوں کے رعب میں آ کے دین اسلام سے پھر گئے تھے اگر چہ اس سے قبل اُس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب مسلمان سواروں نے ہم کو گھیر لیا تو میں نے ایک کمزور سی کوشش ضرور کی اور اُن سے کہا:

یہ میرے قیدی ہیں مگر میری بات کی بجائے مسلم سواروں کی زیادہ توجہ حضرت بلال کی پکار پہ تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ امیہ کو بخشنے والے نہیں ہیں تو میں نے علی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور اُس سے کہا:

اِن سے لڑو اور اپنے باپ کو بچاؤ۔ مگر وہ شاید اس قابل ہی نہ تھا دہشت سے اُس کی آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کی تلواروں نے پل بھر میں امیہ کی آنکھوں کے سامنے اُس کے بیٹے کے کئی ٹکڑے کر دئے۔

امیہ نے اس منظر کو دیکھا اور اتنی خوفناک چیخ ماری کہ اس سے قبل میں نے اتنی خوفناک چیخ کبھی نہ سنی تھی۔ اس کے بعد انھوں نے امیہ کو بھی میرے ہاتھوں سے چھین لیا اور اس کے جسم میں کئی تلواریں ایک ساتھ اتر گئیں۔

بے شک اللہ کے دشمنوں کا انجام بدترین اور حسرت ناک ہوتا ہے۔

میدان بدر میں اب اہل قریش کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھانے والا کوئی نہ تھا صرف وہ لوگ تھے جو کسی پناہ کی تلاش میں تھے مگر مسلمانوں کے ہاتھوں سے گرفتار ہو رہے تھے۔

نبی اکرم ﷺ عریش میں تھے اور صحابہ اُن کے گرد جمع ہو رہے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ تو ہر وقت انھی کے ساتھ رہے تھے۔ اگر آپ ﷺ عریش میں چلے جاتے اور اللہ کے حضور سر بہ سجود ہو جاتے تو آپ اُن کی حفاظت کی خاطر مستعد کھڑے ہو جاتے۔ اور اب بھی وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہی کھڑے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی تھی اور آپ ﷺ کو عظیم الشان فتح سے سرفراز فرمایا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت محمد ﷺ نے صحابہ سے پوچھا؟

کسی کو نوفل ابن خویلد کا بھی پتا ہے۔

حضرت علیؓ آگے بڑھے اور فرمایا:

یارسول اللہ ﷺ! میں نے اسے جہنم کی طرف روانہ کر دیا ہے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے زور سے تکبیر کہی۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی جائے اور ابوجہل کو شناخت کرے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اٹھے اور قریش کے مقتولین کی طرف چل دیئے۔

نبی اکرم ﷺ نے انھیں روکا اور کہا:

دیکھو! اگر تم اُس کو نہ پہچان سکو تو اس کی ایک شناخت یہ ہے کہ اس کے گھٹنے پہ زخم کا ایک نشان ہے کیونکہ یہ زخم میں نے اسے لگایا تھا۔ تب ہم ابھی بچے ہی تھے کہ ہم عبداللہ بن جدعان کی دعوت میں گئے اور وہاں بہت بھیڑ تھی جس میں ہم دونوں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ابوجہل عمر میں مجھ سے کچھ بڑا ہی تھا پہلے اُس نے مجھے دھکا دیا مگر میں بچ گیا مگر جب میں نے اُسے دھکا دیا تو وہ دور جا گرا اور اس کے گھٹنے پہ یہ زخم آ گیا جس کا نشان آج تک اُس کے گھٹنے پہ موجود ہے۔

پھر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ روانہ ہوئے، انھیں زخمیوں میں ابوجہل کو تلاش کرنے میں کوئی خاص مشکل پیش نہ آئی۔ وہ زخموں سے چور بے بسی کی حالت میں پڑا تھا۔ وہ ابھی زندہ تھا اور اپنی دوہری زرہ کی وجہ سے ہلنے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔

میں نے اُس کی گردن پہ پاؤں رکھ دیا۔

اور ایک ہاتھ سے اُس کی داڑھی کھینچتے ہوئے اُس سے کہا:

اے دشمن خدا! کیا اللہ نے تجھے رسوا نہیں کیا۔

تب ابوجہل نے اپنے ٹوٹتے لفظوں میں مجھ سے پوچھا؟

فتح کس کو ہوئی ہے۔

میں نے جواب دیا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اب بھی تجھے کوئی شک ہے. بخدا! فتح اور عزت اللہ اور اُس کے رسول ہی کے لیے ہے۔

اور وہ بہت ہی متکبر انسان تھا۔

حتیٰ کہ موت کے دروازے پہ بھی اس کے تکبر میں کوئی کمی نہ ہوئی تھی۔

اُس نے کہا:

مجھے اپنے قتل کا کوئی دکھ نہیں، دکھ ہے تو صرف اس بات کا مجھے مدینہ کے کاشتکاروں کے لڑکوں نے قتل کیا کسی عمدہ آدمی نے مجھ کو نہیں مارا۔

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنی تلوار سے اُس کی گردن کاٹنی چاہی مگر میری کند تلوار سے اُس کی گردن نہ کٹتی تھی۔

ابو جہل نے مجھ پہ طعن کیا اور کہا: ارے او جاہل چرواہے تجھے کیا معلوم کہ جنگ کیا ہوتی ہے اور سرداروں کے سر کہاں سے اتارے جاتے ہیں۔

یہ میری تلوار پڑی ہے اس کو لے اور میری گردن شانوں کے پاس سے کاٹنا تاکہ اہل قریش کے سر جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے سجائے جائیں تو میرا سر ممتاز اور اونچا نظر آئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔

میں نے اس کی متکبرانہ باتوں پہ دھیان نہ دیا اور اُس کی تلوار سے ہی اُس کی گردن کاٹ لی۔ اُس کی زرہیں اپنے قبضے میں لے لیں اور امت کے اس فرعون کا سر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ مقتولین قریش میں سے یہ پہلا سر تھا جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

تب نبی اکرم ﷺ نے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا:

اللہ اکبر! تعریف و حمد اُسی ذات کے لیے ہے جس کا وعدہ سچا ہوا جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کنویں والے ؛

جب حضرت سعد بن معاذؓ نے دیکھا کہ مسلمان کافروں کو قتل کرنے کی بجائے گرفتار کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں تو انھوں نے ناگواری کا اظہار کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی کھڑے تھے۔ انھوں نے کہا: بخدا! یہ پہلی دفعہ ہے کہ اللہ نے ہم کو کفار پہ غلبہ عطا فرمایا ہے اس لیے بہتر تھا کہ اُن کو خوب اچھی طرح کچلا جاتا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اِن سب کو اس پرانے کنویں یا گڑھے میں ڈال دو۔ چنانچہ اُن سب کو اکٹھا ہی ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا سوائے امیہ بن ابی خلف کے کہ اُس کی لاش اُس کی زرہ میں پھنس کر پھول چکی تھی چنانچہ صحابہ نے اُس پہ مٹی اور پتھر ڈال دیئے۔ امام حلبیؒ نے لکھا ہے کہ صحابہ مشرکین مکہ کی لاشوں کو گھسیٹ کر لاتے اور انھیں کنویں میں ڈال دیتے۔ جب صحابہ حضرت ابو حذیفہؓ کے باپ عتبہ کی لاش لائے تو حضرت ابو حذیفہؓ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

نبی اکرم ﷺ اُن کے پاس ہی کھڑے تھے۔

آپ ﷺ نے اُن کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور کہا:

شاید تمھیں اپنے باپ کا خیال ستا رہا ہے۔

حضرت ابو حذیفہؓ فوراً نبی اکرم ﷺ کی طرف پلٹے اور فرمایا:

یا رسول اللہ ﷺ یہ بات نہیں ہے، بلکہ میں اپنے باپ کو ایک ذی رائے بلند مرتبہ اور روادار آدمی سمجھتا تھا اس لیے میرا خیال تھا کہ جلد یا بدیر وہ اسلام کی طرف راغب ہو جائیں گے۔

مگر جب میں نے اُن کا یہ انجام دیکھا تو مجھے اچھا نہ لگا۔

نبی اکرم ﷺ تین دن تک میدان بدر میں ہی رکے رہے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اُس کنویں کے پاس آئے جس میں کفارِ قریش کی لاشیں ڈالی گئیں تھیں۔

ابن اسحٰق نے یہ روایت عروہ بن زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کے حوالے سے تحریر کی ہے کہ جب اُس کنویں کو پتھروں سے ڈھانک دیا گیا جس میں کفارِ قریش کی لاشیں ڈالی گئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ اُس کنویں کے کنارے پہ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے کنویں والو! کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا ہے۔

میں نے تو اپنے رب کو سچا پایا ہے۔

تم لوگ نبی کا خاندان ہوتے ہوئے بھی بہت برے ثابت ہوئے۔تم مجھے جھٹلاتے رہے۔جبکہ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔تم نے مجھے وطن سے نکالا اور جبکہ دوسروں نے مجھے پناہ دی۔

تم نے میرے ساتھ جنگ کی اور غیروں نے میری مدد کی۔

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ:

کیا آپ ﷺ مُردوں سے خطاب کر رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو کچھ میں نے اُن سے کہا ہے انھوں نے سن لیا، فرق صرف اتنا ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

اصحابِ قلیبِ بدر کے بارے میں حضرت حسان بن ثابتؓ انصاری نے جو اشعار کہے وہ بہت ہی عمدہ ہیں انتخاب پیش خدمت ہے۔

عَرَفْتُ دِيَارِ زِيْنَبَ بِا لْكَثِيْبِ
كَخَطِّ الْوَحْيِ فِىْ الْوَرِقِ الْقَشِيْبِ

میں نے ٹیلے سے زینب کے گھر کو اس طرح پہچان لیا جس طرح بوسیدہ کاغذ پہ تحریر کے خط کو پہچان لیا جاتا ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

تَدَاوِلُهَا الرِّيَاحُ وَكُلُّ جَوْنٍ
مِّنَ الْوَسْىِّ مُنْهَمِرٍ سَكُوْبِ

اِن گھروں پر ہوائیں چلتی ہیں اور موسم بہار کا ہر سیاہ بادل لگا تار اور موسلا دھار برستا ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَاَمْسٰی رَسْمُهَا خَلَقًا وَاَمْسَتْ
یَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيْبِ

پس اِن کے نشان بوسیدہ ہوگئے اور وہ اجڑے پڑے ہیں جب کہ پہلے کبھی وہاں کوئی محبوب رہتا تھا۔

فَدَعْ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ
وَ رُدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَئِيْبِ

پس تو ہر روز اِن کو یاد کرنا چھوڑ دے اور اپنے غم زدہ سینے کی حرارت کو ختم کر دے۔

وَخَبِّرْ بِالَّذِیْ لَا عَيْبَ فِيْهِ
بِصِدْقٍ غَيْرِ اِخْبَارِ الْكَذُوْبِ

اور اُن جھوٹے قصوں کی اخبار کو چھوڑ کر اس سچی بات کی خبر دے جس کے سنانے میں کوئی حرج نہیں۔

بِمَا صَنَعَ الْمَلِيْكُ غَدَاةَ بَدْرٍ
لَنَا فِی الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ النَّصِيْبِ

ہم نے سنا کہ خداوند مقتدر نے ہمیں بدر کے دن مشرکین پہ کامیابی عطا فرمائی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غَدَاۃَ کَاَنَّ جَمْعَھُمْ حِرَاءٌ
بَدَتْ اَرْکَانُہٗ جُنْحَ الْغُرُوْبِ

وہ دن جب ان کا گروہ کوہِ حرا کی طرح معلوم ہوتا تھا لیکن اس کی بنیادیں زوال کے وقت جھک گئیں۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

فَلَاقَیْنَا ھُمْ مِّنَّا بِجَمْعٍ
کَاُسُدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَّشِیْبِ

ہم نے ایک ایسی جماعت کے ساتھ اُن سے مقابلہ کیا جس کے بوڑھے اور جوان سب جنگل کے شیر کی طرح تھے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

اَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوْہُ
عَلَی الْاَعْدَاءِ فِیْ لَفْحِ الْحُرُوْبِ

وہ جماعت سیّدنا محمد ﷺ کے سامنے تھی جس نے جنگ کی لپیٹ میں آپ ﷺ کی مخالفت کی۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

بِاَیْدِیْھِمْ صَوَارِمُ مُرْھَفَاتٌ
وَکُلٌّ مُجَرَّبٍ خَاطِیْ الْکُعُوْبِ

ان کے ہاتھوں میں پتلی اور تیز دھار والی تلواریں اور موٹی موٹی گرہوں والے آزمودہ نیزے ہیں۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بَنُوْ الْاَوْسِ الْغَطَارِفُ وَازَرَتْهَا
بَنُوْ النَّجَّارِ فِیْ الدِّیْنِ الصَّلِیْبِ

وہ سردارانِ بنواوس تھے جنھوں نے دینِ محکم میں بنونجار کی مدد کی تھی۔

فَغَادَرْنَا اَبَا جَهْلٍ صَرِیْعًا
وَ عُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجَبُوْبِ

پس اُس روز ہم نے ابوجہل کو پچھاڑا اور عتبہ کو سخت زمین پہ پڑا ہوا چھوڑا تھا۔

وَ شَیْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِیْ رِجَالٍ
ذَوِیْ حَسَبٍ اِذَا نُسِبُوْا حَسِیْبُ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا جن کے نسب جب بیان کیے جائیں تو وہ بڑے نسب والے نکلیں گے۔

یُنَادِیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا
قَذَفْنَاهُمْ كَبَابَ فِیْ الْقَلِیْبِ

جب ہم نے انھیں جتھوں کی صورت کنویں میں ڈالا تو رسول اللہ ﷺ انھیں ندا دے رہے تھے۔

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ تَجِدُوْا کَلَامِیْ کَانَ حَقًّا
وَ امْرُ اللّٰہِ یَاْ خُذُ بِالْقُلُوْبِ
کیاتم نے نہیں پایا کہ میری بات سچ تھی اوراللہ کا حکم دلوں کو بھی پکڑ لیتا ہے۔

◈ ◈ ◈ ◈ ◈ ◈ ◈ ◈ ◈

فَمَا نَطَقُوْا وَ لَوْ نَطَقُوْا لَقَالُوْا
صَدَقْتَ وَکُنْتَ ذَارَأیٍ مُّصِیْبُ
اور وہ کچھ نہ بولے اگر وہ بولتے تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور آپ ہی صحیح رائے والے ہیں۔[*17]

◈ ◈ ◈ ◈ ◈ ◈ ◈ ◈ ◈

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اهل مدینہ کو خوشخبری :

اس سے قبل نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کو فتح کی خبر سنانے کے لیے مدینہ روانہ کر دیا تھا۔حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میدان بدر میں مسلمانوں کی شاندار فتح کی خبر ہمیں اس وقت ملی جب ہم بنت رسول حضرت رقیہؓ کو دفن کر کے واپس آرہے تھے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ!

میں نے اپنے باپ زید بن حارثہؓ کو دیکھا کہ لوگ اُن کو گھیرے ہوئے ہیں اور وہ نبی اکرم ﷺ کی عظیم الشان فتح کی تفصیلات بیان کر رہے ہیں۔انھوں نے لوگوں کو بتایا کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابوجہل، زمعہ بن اسود، ابوالبختری وغیرہ سب کو قتل کر دیا گیا۔

کچھ لوگوں نے کہا:

شاید حضرت زیدؓ کا دماغ چل گیا ہے۔خود میں نے بھی دوبارہ اپنے باپ سے پوچھا کیا واقعتاً ایسے ہی ہوا ہے؟

تب میرے باپ نے میری توجہ اس امر کی طرف دلائی جو نہایت مستحکم تھا۔

انھوں نے کہا: اس اونٹنی کو دیکھو جس سے میں اترا ہوں۔

کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟

اور میں اس اونٹنی کو بخوبی پہچانتا تھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی عصباء تھی۔

اس کے بعد مجھے اپنے باپ کی بات پہ مکمل یقین ہو گیا کہ وہ سچ کہہ رہے ہیں۔

جب میرے باپ نے مقتولین مکہ کے نام گنوائے تو پاس سے گزرنے والے ایک یہودی کعب بن اشرف نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا:

اگر یہ آدمی سچ کہہ رہا ہے تب اس زمین کی پشت سے اس کی گود عمدہ ہے۔تب بہت سے صحابہ مدینہ میں ہی تھے اور اُن کی خوشی دیدنی تھی۔شہر مدینہ میں ہر طرف امن و آسودگی تھی مگر شہر مکہ میں کیا تھا؟؟؟

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شہر مکہ میں کہرام؛

قریش کا قاصد جب شہر مکہ پہنچا تو وہاں ہر طرف کہرام بپا ہو گیا۔قریش مکہ میں سے جو شخص سب سے پہلے پہنچا وہ ابن عبد عمرو تھا۔[*18]

اُس نے پکار کے کہا:

ابو جہل قتل ہو گیا،عتبہ بن ربیعہ،شیبہ بن ربیعہ،ولید بن عتبہ بھی قتل ہو گئے۔

انھوں نے امیہ ابن خلف کو بھی قتل کر دیا۔

نبیہ اور منبہ پسران حجاج بھی قتل ہو گئے۔

انھوں نے ہمارے تمام سرداروں قتل کر دیا ہے اس کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔صفوان بن امیہ جس کو وادی بطحاء کا سردار کہا جاتا تھا وہ بھی اس وقت حجر اسود کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

اُس نے لوگوں سے کہا:

فکر نہ کرو،میرا خیال ہے اس شخص کا دماغ چل گیا ہے اگر اس کا دماغ صحیح ہے تو وہ مجھے ضرور پہچانے گا اس لیے اس سے میرے بارے میں پوچھو؟

لوگوں نے ابن عبد عمرو سے پوچھا؟

صفوان بن امیہ کا کیا ہوا!

اُس کا کیا ہونا تھا وہ تو میدان بدر کی طرف نکلا ہی نہ تھا اور وہ سامنے حجر اسود کے پاس بیٹھا ہے۔مگر خدا کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے دیکھا ہے۔

اور صفوان بن امیہ لرز کے رہ گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تب لوگ یہ جان گئے کہ اُس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔

پھر سارے شہر میں کہرام مچ گیا۔

کفار مکہ کی عورتوں نے مہینہ بھر اپنے مقتولوں کا نوحہ کیا۔انھوں نے اپنے بال بکھیر لیے تھے۔اپنے سروں میں خاک ڈال لی تھی۔وہ اپنے آدمیوں کے بچے کھچے گھوڑوں اور اونٹوں کو اپنے درمیان لے کر نوحہ کرتی رہتیں۔جب اُن کا دکھ حد سے بڑھ جاتا تو وہ مکہ کی گلیوں میں دیوانوں کی طرح پھرتیں۔اگرچہ بعد میں اہل قریش نے اپنے لوگوں کو نوحہ کرنے سے روک دیا تھا کہ اس سے مسلمان خوش ہوتے تھے اور دوسرے قبیلے اِن سے عبرت حاصل کرنے لگے تھے۔اس لیے اہل قریش نے اپنا وقار بچانے کے لیے لوگوں خاص طور پہ اپنی عورتوں پہ پابندی عائد کردی تھی کہ اب وہ سرعام نوحہ نہ کریں گی۔وہ جانتے تھے کہ لوگ اُن کے نوحہ کی خبریں رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دیں گے اس لیے وہ اس سے گریزاں تھے۔

راوی کہتا ہے کہ!

اور اُن میں سے بعض ایسے تھے جو ابھی اپنے مقتولوں پہ دل کھول کے رونا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ہی قریش نے اُن کو نوحہ کرنے سے منع کر دیا تھا۔انھیں میں سے ایک اسود بن مطلب تھا۔اسود بن مطلب کے تین جوان بیٹے روز بدر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے تھے جس کا اسود کو بہت رنج تھا۔[*19]

مگر قریش تھے کہ اُسے کھل کے رونے بھی نہ دیتے تھے۔

اور وہ نابینا تھا:

اُس کو نبی اکرم ﷺ نے بددُعا دی۔

اس کا ذکر اس سے قبل بھی گزر چکا ہے کہ اسود بن مطلب بھی انھی لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کو تنگ کیا کرتے تھے۔اسود مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا اور کہتا اچھا تو یہ وہ لوگ ہیں جو کل روم و ایران کے ملکوں پہ حکومت کرنے والے ہیں۔ایک دن جب نبی اکرم ﷺ بیت اللہ میں طواف کر رہے تھے تب مکہ میں مسلمانوں کے حالات بہت تنگ تھے۔حضرت جرائیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے اکثر دشمنوں کو اس طرح ہلاک کیا کہ وہ حادثہ لگتا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انھیں میں زمعہ بن اسود تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے اندھا ہو جانے کی بد دُعا دی تھی۔ جس دن نبی اکرم ﷺ نے اُس کے لیے بدعا کی تھی اُس کے بیٹے تجارتی قافلے کے ساتھ شام گئے ہوئے تھے اور وہ اُن کے انتظار میں شہر سے باہر جنگل میں جا کر اُن کا انتظار کرتا تھا۔

اُس دن بھی وہ اپنے بیٹوں کا انتظار کرنے شہر باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اور اُس کی درخت کی ایک شاخ لے کر اُس سے کھیل رہا تھا کہ اُس کا کانٹا اُس کی آنکھ میں لگ گیا۔ وہ درد سے دوہرا ہو گیا اور زور زور سے اپنا سر اُس درخت سے ٹکرانے لگا جس کے نیچے وہ بیٹھا ہوا تھا۔

اس طرح اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

اس کے بعد اُس کے بیٹے اگرچہ شام سے واپس آ گئے تھے مگر وہ انھیں کبھی نہ دیکھ سکا کہ نبی اکرم ﷺ کی زبان سے نکلا کوئی لفظ بارگاہ خداوندی سے کبھی لوٹایا نہیں گیا۔ پھر اُس کے بیٹے قریش کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف میدانِ بدر میں نکلے اور تمام کے تمام مارے گئے۔ ایک رات جب اُس نے کسی کے زور زور سے رونے کی آواز سنی تو فوراً اپنے غلام کو پکارا اور کہا:

باہر جاؤ اور دیکھو کہ قریش نے لوگوں کو نوحہ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

مگر اُس کے غلام نے واپس کر اُس کو بتایا کہ وہ تو کسی کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اپنے اونٹ کو رو رہا ہے۔

تب اسود بن مطلب نے کہا:

تف ہے قریش پہ اس اونٹ والے کو تو رونے کی اجازت دے دی ہے مگر مجھے رونے کی اجازت نہیں جس کے تین شیروں جیسے بیٹے منوں مٹی کے نیچے کہیں گم ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ عرب اپنے دکھ اور سکھ کو شعر کی زبان میں بیان کیا کرتے تھے جب تک وہ شعر نہ کہہ لیں انھیں سکون نہ آتا تھا اور بدر کا سانحہ تو اس قدر مہیب تھا کہ اُس پہ شعر کہنے سے روک دینا ظلم تھا جس کو سانحہ بدر کے بعد اہل مکہ نے اپنے لوگوں پہ تھوپ دیا تھا مگر وہ باز آنے والے کب تھے۔ جب اسود بن مطلب نے سنا کہ شہر مکہ کی ایک عورت کو اونٹ گم ہونے پر تو نوحہ کرنے کی اجازت ہے مگر اُس کو نوحہ کرنے سے روک دیا گیا ہے جس کے تین جوان بیٹے روزِ بدر خاک و خون میں لتھڑ گئے تو بے ساختہ اُس کی زبان سے یہ اشعار نکلے جو زبان و بیان کے حوالے سے نہایت عمدہ ہیں۔ یہاں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسود بن مطلب کے اُن اشعار سے انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔

اَتَبْکِی اَنْ یَّضِلَّ لَهَا بَعِیْرٌ
وَ یَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُوْدُ

کیا وہ اس بات پر رو رہی ہے کہ اُس کا اونٹ گم ہو گیا ہے اور بے خوابی اسے سونے نہیں دیتی۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

فَلَا تَبْکِی عَلٰی بَکْرٍ وَّلٰکِنْ
عَلٰی بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ

وہ اونٹ کے گم ہونے پہ نہ روئے بلکہ سانحہ بدر پہ روئے جب ہماری قسمت نے ہمارا ساتھ نہیں دیا تھا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

عَلٰی بَدْرٍ سَرَاةِ بَنِیْ هُصَیْصٍ
وَ مَخْزُوْمٍ وَّ رَهْطِ اَبِی الْوَلِیْدِ

سانحہ بدر پہ روئے، بنی ھُصیص اور بنو مخزوم کے بہترین فرزندوں پر اور ابولولید کی جماعت پہ روئے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَبَکِّی اِنْ بَکَیْتِ عَلٰی عَقِیْلٍ
وَبَکِّی حَارِثًا اَسَدَ الْاَسُوْدِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اگر تم رونا ہی چاہتی ہو تو عقیل کے قتل پہ رو، حارث کے قتل پہ رو جو شیروں کا شیر تھا۔

وَبَكِّيهِمْ وَلَا تَسَمِّي جَمِيعًا
وَمَا لِأَبِي حَكِيمَةَ مِنْ نَّدِيدِ

اِن سب پہ رو مگر اِن پہ فخر نہ کر اور ابو حکیم کے بیٹے زمعہ کا تو کوئی ہمسر ہے ہی نہیں۔

اِلَا قَدْ سَادَ بَعْدَهُمْ رِجَالٌ
وَلَوْ لَا يَوْمُ بَدْرٍ لَّمْ يَسُوْدُوْا

اِن سب کے بعد اب ایسے لوگ ہمارے سردار بن گئے ہیں کہ اگر جنگ بدر کا سانحہ پیش نہ آتا تو وہ کبھی ہمارے سردار نہ بن سکتے تھے۔[*20]

قریش شکست کے بعد :

ابو رافعؓ سے امام حلبیؒ نے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب اہل مکہ کو ذلت آمیز شکست ہو چکی تو بچے ہوئے کفارِ قریش اپنے اپنے گھروں میں گھسے رہتے تھے اور ایک دوسرے سے نظریں نہ ملاتے تھے۔

تب ایک دن ابولہب گھسٹتا ہوا آیا اور ہمارے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی دوران ابوسفیان ابن حرث وہاں سے گزرا اور وہ میدان بدر میں ذلت آمیز شکست کا شکار ہونے والے لشکر کا حصہ تھا۔

تو ابولہب نے اُس کو آواز دے کر اپنے پاس بلالیا۔

ابولہب نے اس سے کہا:

مجھے روز بدر کے بارے میں کچھ بتاؤ۔

ابوسفیان ابن حرث نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا:

چچا اُس روز کے بارے میں تمھیں کیا بتاؤں۔بس یوں سمجھ لو کہ جب دشمن سے ہمارا ٹکراؤ ہوا تو گویا ہم نے اپنی گردنیں اُن کے سامنے ڈال دیں۔اس کے بعد انھوں نے جس طرح چاہا ہمیں قتل کیا اور جس طرح چاہا ہماری مشکیں باندھیں اور میں قریش کو اس کا الزام نہیں دیتا۔کیونکہ ہمارا سامنا جن لوگوں سے تھا انھوں نے زرد عمامے باندھ رکھے تھے۔اُن کے گھوڑے سرخ وسفید اور سیاہ تھے اُن میں سے کچھ تو ابلق تھے اور کچھ کا رنگ ایسا تھا کہ اس سے قبل ہم نے اس رنگ کے گھوڑے کبھی دیکھے ہی نہ تھے۔رہے اُن کے سوار تو خدا کی قسم نہ تو وہ اہل مدینہ سے تھے اور نہ قریش سے کہ وہ تو ہمارے بھائی تھے یا باپ تھے یا ماموں تھے یا چچا تھے اور لوگ اپنے قرابتداروں کو بھلا کب بھولتے ہیں۔وہ سوار تو جیسے بجلی تھے وہ ہمارے لوگوں پہ وار کرتے اور اُن کے جسم پہ ایسے نشان پڑ جاتے جیسے آسمانی بجلی گرنے سے کسی پہ پڑتے ہیں۔خدا کی قسم اُن کے گھوڑے اڑتے تھے اور زمین وآسمان کے بیچ چکر لگاتے تھے اور جب چاہتے تھے ہمارے لوگوں کے سروں کو اُن کے جسموں سے الگ کرتے تھے۔

ابورافع کہتے ہیں کہ میں چونکہ اُن کے قریب ہی بیٹھا تھا اور ابوسفیان بن حرث کی باتیں سن رہا تھا اس لیے میں فوراً ہی بول اٹھا:

خدا کی قسم! تب تو وہ فرشتے ہوں گے۔

اور ابولہب میری اس بات سے جل کر رہ گیا۔

چنانچہ ابولہب نے مجھے مارنا شروع کر دیا اُس نے مجھے زمین پہ گرالیا اور مجھے بے تحاشا مارنے لگا۔

اس دوران میری مالکن یعنی ام الفضل جو حضرت عباسؓ کی بیوی تھی پہنچ گئیں اور انھوں نے ایک لکڑی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اٹھائی اور اسے ابولہب کے سر پہ دے مارا اور کہا! تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کے مالک کی غیر موجودگی میں اس پہ دست درازی کر سکو گے۔

ابولہب وہاں سے اٹھ گیا۔ مگر دو دن بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اُسے اذیت ناک موت سے دوچار کر دیا۔

****

مال غنیمت کی تقسیم؛

جنگ عربوں میں معمول کی بات تھی اس لیے عہد جاہلیت میں عربوں کے ہاں مال غنیمت کی تقسیم کا ایک نظم ضرور ملتا ہے۔ اگر چہ وہ عدل سے عاری تھا اور اُس میں قبیلہ کے سردار کو بے پناہ اختیارات حاصل تھے۔ چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ تب قبیلہ کا سردار خود لشکر میں شامل ہوتا تھا اور سالارِ اعلیٰ کا منصب بھی اسے ہی حاصل ہوتا تھا۔ سردار کو مالِ غنیمت کا چوتھا حصہ ملتا تھا۔ اسے "**مرباع**" کہا جاتا تھا۔ جس مال کو مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل سردار اپنے لیے الگ کر لیتا تھا۔ اسے عرب "**صفایا یا صفی**" کہتے تھے۔ جب لشکر لڑائی کے لیے نکلتا تو راستے سے حاصل ہونے والی ہر چیز کو عرب "**نشیطہ**" کہتے تھے اور اس پہ صرف سردار کا حق ہی ہوتا تھا۔ اسی طرح سردار قوم کے لیے ایک اور چیز ہوتی تھی جسے صرف اسی کا حق تصور کیا جاتا تھا اور عرب سے اسے "**نقیعہ**" کہتے تھے اور نقیعہ اُس اونٹ کو کہا جاتا ہے جسے فتح کے بعد سردار اس لیے الگ کر لیتا تھا کہ اُسے ذبح کر کے اپنی قوم کی ضیافت کر سکے۔ جب اسلام آیا تو اس نے جاہلیت کی اِن تمام رسموں کو موقوف کر دیا اور عدل کے اُس نظام کو وضع فرمایا جو سب لوگوں کے لیے قابل قبول تھا۔ غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عظیم الشان فتح سے سرفراز فرمایا تو ساتھ ہی بہت سے اموال بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگے جنھیں اصطلاح میں مال غنیمت کہا جاتا ہے۔

علامہ ابن اسحٰق نے ابوامامہ باہلی سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ!

صحابہ نے ہم سے فرمایا کہ جب جنگ بدر ختم ہوگئی اور اللہ نے ہمیں سرخرو کیا تو مال غنیمت کے بارے میں ہمارے درمیان اختلاف رونما ہوا اور ہمارے اخلاق بگڑ گئے۔ تب اللہ نے یہ معاملہ ہم سے اٹھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیا یعنی اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سورۃ الانفال کی وہ آیات اتاریں جن سے ہمارے بیچ فیصلہ کر دیا گیا۔

نبی اکرم ﷺ تین دن تک میدان بدر میں ہی رکے رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ روانہ ہوئے اور جب آپ ﷺ صفراء کی گھاٹی تک پہنچے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں میں مال غنیمت تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر تب مسلمانوں کے درمیان اختلاف در آیا اور مختلف گروہ یہ مطالبہ کرنے لگے کہ اُن کو مال غنیمت سے زیادہ حصہ دیا جائے۔ اُن میں ایک گروہ کا خیال تھا کہ چونکہ وہ میدان جنگ میں دادِ شجاعت دیتے رہے تھے اس لیے اُن کو زیادہ حصہ ملنا چاہیے۔ دوسری طرف کچھ لوگ وہ تھے جو نبی اکرم ﷺ کے عریش کی حفاظت کر رہے تھے جیسا کہ حضرت سعد بن معاذؓ عریش کے دروازے پہ مستعد کھڑے رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے چند انصاریوں کے ساتھ عریش کے اندر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ کچھ صحابہ وہ تھے جو جنگ کے بعد کفارِ قریش کا تعاقب کر رہے تھے اس لیے وہ مال غنیمت سمیٹنے والوں میں شامل نہ تھے۔ اس لیے صحابہ کے کئی گروہ ہو گئے جن کا موقف مختلف تھا تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تمام مال غنیمت کے ایک جگہ اکٹھا کر دو۔

پھر رسول اللہ ﷺ پہ وحی نازل ہوئی اور اُس کے مطابق مال غنیمت کی تقسیم عمل میں لائی گئی۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوا کہ!

”يَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ O

(سورۃ الانفال آیات 1/8)

ترجمہ؛

”یہ لوگ آپ سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں تو آپ فرما دیجئے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور اللہ کے رسول کی ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو“۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

****

مزید ارشاد ہوا کہ!

" وَاعْلَمُوْا اِنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ O

(سورۃ الانفال آیات41/8)

ترجمہ:

"اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے کفار سے بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ سارے مال کا پانچواں حصہ اللہ اور اُس کے رسول کا ہے (اس میں سے) ایک حصہ قرابتداروں کا ہے ایک حصہ یتیموں کا ہے ایک حصہ غریبوں کا ہے اور ایک حصہ مسافروں کا ہے"۔

****

اموال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ بہت مال آیا تھا اس لیے کہ اہل قریش پوری تیاری کے بعد مکہ سے روانہ ہوئے تھے۔ چنانچہ مال غنیمت میں بہت سے کپڑے، بے شمار ہتھیار بہت سی کھانے پینے کی چیزیں ایک سو پچاس اونٹ دس قیمتی گھوڑے اور ستر قیدی شامل تھے۔ چنانچہ اس فیصلے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سارے مال سے خمس نکالنے کے بعد باقی اموال اللہ کے فیصلے کے مطابق صحابہ میں تقسیم کر دیئے اور پھر یہی قوانین غنیمت مسلمانوں پہ ہمیشہ کے لیے لاگو ہو گئے۔

صحابہ اللہ اور اُس کے رسول کی مرضی پہ راضی ہو گئے۔

تب نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے حضرت عثمان بن عفانؓ کا حصہ بھی نکالا اور جو آپ ﷺ کے حکم کے باعث غزوہ بدر میں شامل نہ ہوئے تھے اور اپنی بیوی کی تیمارداری میں مصروف تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے حضرت ابولبابہؓ کا حصہ بھی نکالا جو آپ ﷺ کے حکم کے باعث مدینہ میں رک گئے تھے۔آپ ﷺ نے انھیں مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا تھا اسی طرح حضرت عاصم بن عدی تھے جن کو آپ ﷺ نے قبا والوں پہ حاکم مقرر فرمایا تھا اور نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔آپ ﷺ نے اپنے اُن جاسوسوں کا حصہ بھی نکالا جو آپ ﷺ کے حکم کے باعث دشمن کی نقل وحرکت پہ نظر رکھے ہوئے تھے اور ان میں طلحہ بن عبید اللہؓ تھے اور سعد ابن زیدؓ تھے۔

امام حلبیؒ نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مال غنیمت میں سے چودہ ایسے زخمیوں کا حصہ بھی نکالا تھا جو بعد میں شہید ہو گئے تھے۔آنحضرت محمد ﷺ نے اپنے لیے اس مال غنیمت میں سے ایک تلوار لی تھی جس کا نام ذوالفقار تھا۔صحابہ نے بیان کیا ہے کہ وہ تلوار منبہ ابن حجاج کی تھی۔[*22]

نبی اکرم ﷺ نے وہ اونٹ بھی خود رکھ لیا ہے جس پہ ابوجہل سوار ہو کے آیا تھا کہ تیز رفتاری میں اس اونٹ کا کوئی ثانی نہ تھا۔مورخین نے لکھا ہے کہ اس بعد کے ہونے والے اکثر غزوات میں نبی اکرم ﷺ اسی اونٹ پہ سوار ہو کے نکلے یہاں تک صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اسے قربانی کے لیے حرم پاک میں بھیج دیا۔

****

نضر بن حرث کا قتل ؛

غزوہ بدر سے مدینہ واپسی کے دوران نبی اکرم ﷺ جب صفراء کے مقام پہ پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا نضر ابن الحرث کو قتل کر دیا جائے۔چنانچہ حضرت علیؓ نے نضر ابن الحرث کی گردن اڑا دی۔اس سے قبل جب نضر گرفتار ہوا اور اسے حضرت مقداد بن اسودؓ نے گرفتار کیا تھا تو

www.KitaboSunnat.com

نضر نے بنونجار کے ایک شخص یسر سے کہا بخدا جس طرح آنحضرت محمد ﷺ نے مجھے دیکھا ہے مجھے لگتا ہے کہ وہ مجھے قتل کرا دیں گے۔اس کے بعد نضر نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اپنی قرابت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ تم میرے قرابت دار ہو بخدا اپنے صاحب سے کہو کہ وہ مجھے بھی دوسرے قیدیوں ہی طرح سمجھیں، یعنی یہ کہ مجھے قتل نہ کرائیں۔

تو حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اُن کو جواب دیا:

نضر یاد کرو تم نے اللہ کی بابرکت کتاب کے بارے میں کیا کیا بدزبانی نہ کی تھی۔نضر بن الحرث کو قتل کے لیے لایا گیا تو حضرت مقداد بن اسودؓ نے اُس کی سفارش کی جسے نبی اکرم ﷺ نے اس بنیاد پہ رد کر دیا کہ نضر قرآن حکیم کے بارے میں بدزبانی کیا کرتا تھا۔یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ جب اہل مکہ کے سامنے قرآن پڑھا کرتے تو نضر وہاں پہنچ جایا کرتا اور لوگوں سے کہتا میری طرف آؤ میرے پاس اِن سے بہتر کلام ہے اور وہ لوگوں کو ہانک کر اپنی مجلس کی طرف لے جایا کرتا جہاں وہ لوگوں کو رستم اور اسفندیار کی کہانیاں سنایا کرتا تھا اور اہل مکہ میں سے وہ نبی اکرم ﷺ کے بدترین دشمنوں میں شمار ہوتا تھا۔

جب نبی اکرم ﷺ نضر بن الحرث کو قتل کرا چکے تو مکہ سے ایک قاصد نبی اکرم ﷺ تک پہنچا اور اُس قاصد نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں وہ اشعار پیش کیے جو نضر کی بہن نے کہے تھے اور وہ اشعار اتنے عمدہ اور اثر انگیز تھے کہ نبی اکرم ﷺ رونے لگے اور اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

تب نبی اکرم ﷺ نے اُس قاصد سے کہا:

بخدا! تُو نے دیر کی ورنہ اِن اشعار کے بدلے میں اس کو معاف کر دیتا۔

میں اپنی بہن کی سفارش قبول کرت لیتا! بخدا! تُو نے دیر کر دی۔

نضر بن حرث کی بہن قتیلہ بنت حارث کے کچھ اشعار یہاں تحریر کیے جاتے ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَا رَاكِبًا اِنَّ الْاُثَيْلَ مِظَنَّةٌ
مِنْ صُبْحِ خَامِسَةٍ وَّاَنْتَ مُوَفَّقُ

اے سوار! مقام اثیل کے متعلق مجھے پانچویں روز کی صبح سے بدگمانی ہے اور تو بڑے ٹھیک وقت پر آیا ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اَبْلِغْ بِهَا مَيْتًا بِاَنَّ تَحِيَّةً
مَا اِنْ تَزَالُ بِهَا النَّجَائِبُ تَخْفِقُ

وہاں کی ایک میت کو پیغام پہنچا دینا کہ اُسے سلام ہو جب تک شریف اونٹنیاں وہاں تیزی سے آتی جاتی رہیں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

هَلْ يَسْمَعَنِّيْ النَّضْرُ اَنْ نَادَيْتُهُ
اَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَّا يَنْطِقُ

اگر میں پکاروں تو کیا نضر میری پکار سنے گا یا وہ مردہ کیسے سن سکتا ہے جو بول نہیں سکتا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اَ مُحَمَّدُ يَا خَيْرَ ضِنْءِ كَرِيْمَةٍ
فِىْ قَوْمِهَا وَالْفَحلُ فَحْلٌ مُّعْرِقُ

اے محمد! ﷺ اے اپنی قوم کی شریف عورت کی بہترین اولاد، دیکھو کہ شریف وہی ہوتا ہے جو نسلاً شریف ہو۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ ضَرَّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا
مَنَّ الْفَتٰى وَهُوَ الْمُغِيظُ الْمُحْنَقُ

اگر آپ احسان کرتے اور اسے چھوڑ دیتے تو آپ کا کیا نقصان تھا بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی غصہ اور کینہ کی حالت میں احسان کرے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اَوْ كُنْتَ قَابِلَ فِدْيَةٍ فَلْيُنْفَقَنْ
بِاَعَزِّ مَا يَغْلُوْبِهٖ مَا يُنْفِقُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو مصارف جتنے زیادہ سے زیادہ دشوار ترین ہوتے وہ ضرور خرچ کیے جاتے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

فَالنَّضْرُ اَقْرَبُ مَنْ اَسَرْتَ قَرَابَةً
وَاَحَقُّهُمْ اِنْ كَانَ عِتْقٌ يُّعْتَقُ

کیونکہ نضر اِن تمام لوگوں میں زیادہ قریبی رشتہ دار ہے جن کو آپ نے قید کیا ہے وہ اس بات کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اسے آزاد کیا جائے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ظَلَّتْ سُيُوْفُ بَنِىْ اَبِيْهِ تَنُوْشُهٗ
لِلّٰهِ اَرْحَامٌ هُنَاكَ تُشَقَّقُ

اس کے بھائیوں کی تلواریں اُس کے ٹکڑے کرتی رہیں، ہائے خدایا قرابت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صَبْرًا یُّقَادُ اِلَی الْمَنِیَّۃِ مُتْعَبًا
رَسْفَ الْمُقَیَّدِ وَھُوَ عَانٍ مُّوْثَقُ

اسے موت کی جانب اس حالت میں کھینچا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اور وہ زنجیروں کے بوجھ سے تھکا ہوا ہے۔[*23]

عقبہ بن ابی معیط کا قتل :

الغرض نبی اکرم ﷺ مقام صفراء سے روانہ ہوئے اور مقام عرق ظبیہ پہنچے۔ عرق ظبیہ دراصل ایک گھنے درخت کا نام تھا کہ گزرنے والے جس کے گھنے سائے میں ٹھہرا کرتے تھے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ بھی وہاں اترے اور آپ ﷺ کے صحابہ بھی۔

یہاں پہنچ کر نبی اکرم ﷺ نے عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا۔

عقبہ بن ابی معیط ایک نہایت ہی بدبخت شخص تھا۔ اگر کہا جائے کہ ابو جہل کے بعد وہ نبی اکرم ﷺ کا سب سے بڑا دشمن تھا تو غلط نہ ہوگا۔

اُس نے نبی اکرم ﷺ کے منہ پہ تھوکا تھا۔

اُس نے نبی اکرم ﷺ کی گردن پہ حرم پاک میں پاؤں رکھا تھا۔

اُس نے نبی اکرم ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔

اُس نے نبی اکرم ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اُس کو اتنے بل دیئے کہ نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں

www.KitaboSunnat.com

باہر کو ابل آئیں۔

اُس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کلمہ پڑھا اور دوسرے دن مکر گیا۔

اُس نے نبی اکرم ﷺ کو تھپڑ مارے تھے۔

اُس نے متعدد مرتبہ اہل قریش کے ساتھ مل کر نبی اکرم ﷺ پہ تشدد کیا تھا۔

اُس نے دورانِ نماز نبی اکرم ﷺ پہ اوجھڑ ڈال دی تھی۔

وہ اُن لوگوں میں شامل تھا جو شب ہجرت نبی اکرم ﷺ کو قتل کرنے آئے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے دوران عقبہ بن ابی معیط نبی اکرم ﷺ کا سرگرم دشمن تھا۔ وہ قریش کے اکثر اکابرین کی پشت پہ ہوا کرتا۔ وہ مکہ کا کوئی اہم شخص نہ تھا مگر اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کی دشمنی میں اکابرین قریش کے ساتھ بہت متحرک تھا اور ہر اس سازش کا حصہ تھا جو اسلام یا رسول اللہ ﷺ کے خلاف اہل قریش نے کی تھی۔

عقبہ بن ابی معیط کو حضرت عبداللہ بن سلمہؓ نے گرفتار کیا تھا جن کا تعلق بنی عجلان سے ہے۔ جب عقبہ بن ابی معیط کو قتل کرنے کے لیے لایا گیا تو اُس نے بہت واویلا کیا کہ مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ جب بھی تو مجھے مکہ سے باہر ملے گا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے عقبہ سے یہ بات تب کہی تھی جب اُس نے رسول اللہ ﷺ کے منہ کی طرف تھوکنے کی جسارت کی تھی اگر چہ وہی تھوک انگارہ بن کے اُس کے چہرے کی طرف لوٹ گیا تھا اور موت تک اُس کے چہرے پہ بدبختی کا یہ نشان موجود تھا۔

مقام عرق الظبیہ پر عقبہ موت کو سامنے دیکھ کر ششدر تھا اور خوفزدہ تھا اُس نے پھر سوال کیا دوسرے قیدیوں کی طرح مجھے محض قید کیوں نہیں رکھا جاتا مجھے قتل کیوں کیا جا رہا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اُسے جواب دیا:

تیری بیہودگیوں، تیرے کفر اور تیری اس سرکشی کی وجہ سے جو تُو نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے مقابل اختیار کر رکھی تھی۔

اب وہ منت سماجت پہ اتر آیا تھا۔

یا رسول اللہ! میری چھوٹی بچی کا وارث کون ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آگ!

اللہ کے نبی نے جواب دیا۔

عقبہ پھر چیخنے لگا!

اے اہل قریش! مجھے تمھاری آنکھوں کے سامنے قتل کیا جا رہا ہے اگر چہ میں بھی تم میں سے ہوں۔

تم ہم میں سے نہیں ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا:

تم تو صفورہ کے یہودیوں میں سے ایک یہودی ہو۔

اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اُس کی رگوں میں آدھا خون یہودی تھا اور وہ ایک یہودی لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اُسے صفورہ کے یہودیوں کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ عقبہ کا دادا امیہ اپنے چچا ہاشم کے ساتھ تجارت کے سلسلے میں ملک شام کی طرف گیا اور مقام صفورہ پہ اترا ۔وہاں اُس نے ایک شادی شدی یہودن سے زنا کیا اور اس یہودن کو حمل رہ گیا۔اگلی دفعہ جب امیہ شام گیا تو اُس یہودن نے اُس کے بیٹے عمرو کو امیہ کے حوالے کر دیا۔

امیہ اسے مکہ لے آیا اور یہی ابوعمرو عقبہ کا باپ معیط تھا۔

بعض نے کہا کہ امیہ نے مکہ آ کر اس کا نام ذکوان رکھ دیا تھا۔

بعض مورخین نے اس روایت کی تصدیق کی ہے۔

چنانچہ امام حلبی نے سیرت حلبیہ میں لکھا کہ!

وہ امیر معاویہؓ کا دور حکومت تھا ایک دفعہ اُن کے دربار میں ایک کہن سالہ شخص آیا اور اُس کا نام دغفل بن حنظلہ تھا اور وہ علوم انساب کا ماہر تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اس شخص سے پوچھا؟

تمھاری عمر کتنی ہے!

دو صدیاں اور اُس کے بعد نصف صدی سے کچھ ہی کم سال۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اُس شخص سے پوچھا؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِن زمانوں میں تم نے کیا کچھ دیکھا:

بوڑھے شخص نے جواب دیا!

مصیبتوں اور بلاؤں کے دور بھی، فراغت اور آسودگی کے دور بھی!

باپ مر گئے اور بیٹے جانشین ہو گئے اگر مرنے والے نہ مرتے تو یہ دنیا انسانوں سے بھر جاتی اور اگر اولادیں پیدا نہ ہوتیں تو یہ دنیا ویران ہو جاتی۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اس شخص سے پھر پوچھا؟

کیا تم نے عبدالمطلب کو دیکھا ہے۔

بہت اچھی طرح! جب وہ بوڑھے ہو گئے تو وہ بھاری بھر کم باوقار اور شاندار شخصیت کے آدمی تھے اُن کے دس بیٹے اس طرح اُن کے اردگرد رہتے جس طرح ستارے چاند کے گرد ہوتے ہیں۔

اُس بوڑھے شخص نے جواب دیا:

پھر حضرت امیر معاویہؓ نے اُس شخص سے پوچھا؟

تم نے میرے دادا امیہ ابن عبدشمس کو دیکھا ہے؟

اُس نے کہا! ہاں

تمھارا دادا امیہ کمزور نظر گہرے سیاہ رنگ اور نظروں کو اکتا دینے والے نقوش کا ایک بدصورت شخص تھا جو اپنے غلام ذکوان کو راہبر کے طور پہ لے کر نکلتا تھا۔

اور امیر معاویہ ششدر تھے کہ اُس شخص نے ان کے منہ پہ ہی اُن کی توہین کر دی تھی۔

چنانچہ یہ سن کر حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا:

تیرا برا ہو تو ذکوان کا اُن کا غلام کہتا ہے اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ امیہ کا بیٹا تھا۔

اُس بوڑھے شخص نے پھر کوئی اور بات کی:

تب حضرت امیر معاویہؓ نے لوگوں سے کہا:

اس شخص کو یہاں سے لے جاؤ اسے موت سے ڈر نہیں لگتا۔

چنانچہ عقبہ کا باپ معیط دراصل صفوریہ کی اُس یہودن کا بیٹا تھا جس سے امیہ نے زنا کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب نبی اکرم ﷺ کے سامنے عقبہ بن ابی معیط نے اپنے اہل قریش ہونے کی دہائی دی اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرابت کا واسطہ دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے رد کر دیا اور کہا تُو تو محض صفوریہ کا ایک یہودی ہے۔
چنانچہ عرق الظبیہ کے مقام پر حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ نے اسے قتل کیا۔
اگرچہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اسے ایک درخت سے لٹکا کر پھانسی دی گئی۔
واللہ اعلم۔

****

لشکر اسلام کی مدینہ آمد :

پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکلے اور مدینہ پہنچے۔ اور مدینہ کی گلیوں میں خوشیاں تھیں، رونقیں تھیں، لوگوں کے چہرے روشن تھے، وہ اسلام کی اس عظیم الشان فتح پہ مسرور تھے۔ لوگوں کا ایک ہجوم رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے استقبال کے لیے موجود تھا۔

اُس سے اگلے روز باقی صحابہ قیدیوں کے ساتھ مدینہ پہنچے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمٰن عبداللہ سہیلی نے حضرت سودہؓ سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب قیدیوں کے لائے جانے کی خبر مجھ تک پہنچی تو میں اس وقت غفراء کے ہاں اُس کے بیٹوں عوفؓ اور معوذؓ کی تعزیت کرنے گئی ہوئی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب مجھے پتا چلا کہ قریش کے قیدی لائے گئے ہیں تو میں فوراً گھر کی طرف چلی آئی اور رسول اللہ ﷺ اُس وقت گھر میں ہی موجود تھے۔

میں نے دیکھا کہ عربوں میں بلند رتبہ کا حامل سردار سہیل بن عمرو میرے گھر کے ایک کونے میں اس طرح بیٹھا تھا جس طرح ذلیل لوگ بیٹھتے ہیں۔اُس کے ہاتھ اُس کی پشت پہ بندھے ہوئے تھے اور اُس کی گردن میں رسی ڈال دی گئی تھی۔

تب قبیلے سے میری عصبیت عود کرآئی اور میں نے اسے طعن کیا:

اے ابو یزید! اس وقت سے پہلے ہی تم عزت کی موت کیوں نہ مر گئے۔

خدا کی قسم! میرے دماغ میں اُس کو اِس حالت میں دیکھ کر آندھیاں سی چل رہیں تھیں حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ مجھے ہوش وحواس کی دنیا میں واپس لائے۔

رسول اللہ ﷺ مجھ سے فرما رہے تھے۔

اے سودہ! اللہ کے دشمنوں کو اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف بھڑکا رہی ہو۔

تو میں مسکرادی اور کہا!

اب یہ اس قابل رہے کہاں ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔

****

تذکرہ اسیران بدر ؛

روزِ بدر جب حق اور باطل کا میدان سجا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو کیا۔اہل قریش میں سے بہت سوں کے لاشے میدان بدر میں تڑپے، وہ جو تکبر کی راہ کے راہی تھے اُن میں سے بہت تھے جو اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاؤں میں پڑے تھے اور اُن کے اونچے شملے خاک آلود تھے۔اُن کی نظروں میں شرم کم اور حیرت زیادہ تھی۔اس لیے کہ انھوں نے اپنی اس پست حالت کا تصور کبھی خواب میں بھی نہ کیا تھا۔اُن کے ہاتھ اُن کی پشت کی طرف باندھے گئے تھے اور اُن کی گردنوں میں غلامی کا وہ طوق تھا جس نے انھیں رسول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا تھا۔ وہ تعداد میں ستر تھے

علامہ ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ!

روزِ بدر جب مسلمان اہل قریش کو گرفتار کر رہے تھے تو کعب انصاری قریش کے ایک اہم آدمی ابو عزیز کو باندھ رہے تھے۔ ابوعزیر وہ شخص تھا کہ جس نے نضر بن حارث کے قتل کے بعد اہل قریش کا پرچم سنبھالا تھا۔

وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی تھے ۔ جب حضرت مصعب بن عمیرؓ اُن کے قریب سے گزرے تو حضرت مصعبؓ نے اُس انصاری صحابی سے کہا:

اپنے قیدی کو ذرا کس کے باندھنا اس لیے کہ اس کی ماں بہت مالدار ہے اور تمھیں اس کا بہت فدیہ ملنے والا ہے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کے اس فقرے سے اُن کا بھائی حیران رہ گیا اور اُس نے کہا: بھائی تم میرے بارے میں اسے کس قدر غلط نصیحت کر رہے ہو۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ فوراً پلٹے اور اپنے بھائی سے کہا:

میرے بھائی تم نہیں ہو، میرا بھائی تو وہ ہے جو تم کو باندھ رہا ہے۔

ابوعزیر کہتے کہ اُسی وقت میرے دل کے اندر سے آواز آئی کہ اسلام نے اِن لوگوں کے اخلاق اور کردار کو اس قدر پختہ کر دیا ہے کہ میرے بھائی نے اپنے ماں جائے کے بجائے اپنے ہم عقیدہ کے بھائی کو ترجیح دی تو یقیناً اس میں کوئی بات ہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے اہل قریش کو گرفتار کر لیا تو اُن کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اب اِن سے کیا سلوک کیا جائے۔ اسلام چونکہ امن و سلامتی کا دین ہے اس لیے نبی اکرم ﷺ اِن قیدیوں کے بارے میں جو فوری حکم صحابہ کو دیا وہ یہ تھا کہ تم نے اِن سے عمدہ سلوک کرنا ہے اِن کے ساتھ باہم مروت اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ پیش آنا۔

چنانچہ یہی ابوعزیر بیان کرتے ہیں جن کے دل میں اللہ نے روشنی کر دی تھی کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو مجھے ایک انصاری کے حوالے کر دیا گیا جس نے میرے ساتھ اتنا عمدہ سلوک کیا کہ میں اُس کے اخلاق کے سامنے شرمندہ ہو جاتا۔ وہ خود تو سوکھی کھجوریں کھاتے اور مجھے عمدہ روٹی کھلاتے۔ صبح ناشتے کے وقت خود اُن کے پاس کچھ نہ ہوتا مگر میرے لیے وہ کوئی نہ کوئی اہتمام کر ہی لیتے۔ وہ خود

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زمین پہ سو رہتے اور اپنا بستر میرے لیے خالی چھوڑ دیتے۔آخر میں اُن سے یہ کہنے پہ مجبور ہوگیا کہ آپ میرے قیدی ہیں یا میں آپ کا قیدی ہوں۔

وہ صحابی مسکرائے اور کہا:

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تمھارے ساتھ عمدہ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس لیے میں نہیں چاہتا کہ میری ذات سے آپ کو کوئی ضرر پہنچے۔اس کے بعد ابوعزیر کی ماں نے انھیں سب سے زیادہ زرفدیہ یعنی چار ہزار درہم دے کر آزاد کرالیا۔مگر مسلمانوں کے حسن سلوک اور اُس کے عمدہ طرز زیست کا قریب سے مشاہدہ کرنے کے بعد ابوعزیر کے لیے اب اسلام سے دور رہنا مشکل تھا اس لیے جلد ہی وہ اسلام لے آئے۔

رسول اللہ ﷺ جب اہل قریش کے قیدیوں کو لے کر مدینہ پہنچے تو اگلے روز صحابہ کی مجلس میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے ان قیدیوں کے بارے میں مشاورت کی۔

آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

لوگو! مجھے اِن قیدیوں کے بارے میں مشورہ دو۔

سب سے پہلے حضرت عمرؓ اٹھے اور کہا:

یارسول اللہ ﷺ! میرا مشورہ یہ ہے کہ اہل قریش کے قیدیوں کو اُن کے مسلمان رشتے داروں کے حوالے کر دینا چاہیے تاکہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اِن لوگوں کو قتل کریں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ! میرا مشورہ یہ ہے کہ آگ کا ایک آلاؤ روشن کیا جائے اور اِن تمام قیدیوں کو اس میں ڈال دیا جائے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ اٹھے اور فرمایا:

یارسول اللہ ﷺ! میرا مشورہ یہ ہے کہ اِن سے فدیہ لیا جائے اور اِن کو آزاد کر دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو بتایا کہ میں نے ابوبکرؓ کی رائے کو اختیار کر لیا ہے۔

اگلے روز جب قرآن نازل ہوا تو اس میں حضرت عمرؓ کی رائے کو پسند کیا گیا تھا اگرچہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا گیا کہ جو ہو گیا سو ہو گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مورخین نے لکھا ہے کہ!

اس سے اگلے روز جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مسجد میں بیٹھے زاروقطار رو رہے تھے تو حضرت عمر فاروقؓ اُن کے پاس پہنچے اور عرض کی۔

یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے آپ ﷺ کے رونے کی وجہ کا پتا چل جائے تو میں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔تب نبی اکرم ﷺ نے اُن پہ قرآن کی وہ آیات پیش کیں جو نازل ہوئی تھیں۔اُن آیات کو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O

القرآن الحکیم(سورۃ الانفال 8/67-70)

ترجمہ:

"نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اِن کے قیدی باقی رہیں (بلکہ انھیں قتل کیا جائے) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح کفار کی خون ریزی نہ کر لیں۔تم تو دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کی مصلحت کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبرست اور حکمت والا ہے اگر خدائے تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔سو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کو حلال سمجھ کے کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔اے پیغمبر! آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ اِن سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمھارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم نے فدیہ میں لیا ہے وہ دنیا میں تم کو اس سے بہتر دے گا اور آخرت میں تم کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحم فرمانے والے ہیں"۔

****

امام حلبی نے اس سلسلے میں جو روایت تحریر کی ہے اُس میں بیان کیا گیا ہے کہ اِن آیات کے اترنے کے بعد حضرت جبرائیلؑ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

یارسول اللہ ﷺ!

اگر آپ لوگ چاہیں تو اِن لوگوں سے فدیہ لے لیں مگر یاد رکھیں اگلے سال تم میں سے اتنے ہی لوگ قتل کیے جائیں گے۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا اور اُن تک اللہ کا یہ پیغام پہنچایا جو جبرائیلؑ لے کر آپ ﷺ کے پاس اترے تھے۔

آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

یہ جبرائیل ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے تم کو اختیار دیا ہے کہ اگر تم چاہو تو آگے بڑھو اور اپنے قیدیوں کو قتل کر دو، اگر چاہو تو اِن سے فدیہ لے لو مگر فدیہ لینے کی صورت میں اگلے سال تم میں سے ستر آدمی قتل کیے جائیں گے۔

صحابہ نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ!

ہم اِن سے فدیہ ہی لیں گے کہ اس طرح اِن کے مال سے دین اسلام کو تقویت پہنچے گی اور آئندہ سال ہم میں سے ستر آدمی اِن کے ہاتھوں قتل ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔[*24]

اور صحابہ نے فدیہ کے معاملے کو اختیار کیا۔

****

ادھر مکہ میں اہل قریش کے ہاں ایک اجلاس جاری تھا جس میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ لوگ اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے میں جلدی نہ کریں اور اس معاملے میں صبر سے کام لیں ہوسکتا ہے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلمان اُن سے اکتا جائیں اور انھیں بغیر فدیے کے رہا کر دیں۔اس اجلاس میں مطلب ابن ابی وداعہ سہمی بھی شامل تھا جس کا باپ مسلمانوں کے ہاں قید تھا۔وہ قریش کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا مگر جو نہی یہ اجلاس ختم ہوا تو وہ اپنے اونٹ پہ سوار ہو کے مدینے کی طرف روانہ ہو گیا تا کہ اپنے باپ کو رہائی دلا سکے۔چنانچہ وہ مدینہ پہنچا اور منہ بولی رقم ادا کر کے اپنے باپ ابو وداعہ کو رہا کرا کے مکہ لے آیا کیونکہ وہ قریش کا مالدار تاجر تھا اس لیے اُسے مال کی کوئی خاص پرواہ نہ تھی۔

انھی قیدیوں میں ابوسفیان کا بیٹا اور امیر معاویہ کا بھائی عمرو بھی شامل تھا۔

لوگوں نے ابوسفیان سے کہا کہ وہ فدیہ ادا کر کے اپنے بیٹے کو چھڑا لائے۔

ابوسفیان نے لوگوں کو جواب دیا:

یعنی مسلمانوں کے ذمے میرا ایک خون بہا بھی باقی رہے اور میں اُن کو اپنی دولت بھی دوں اس کا مطلب یہ تھا کہ میرے بیٹے حنظلہ کو انھوں نے قتل کیا اب عمرو کے بدلے مال مانگتے ہیں خدا کی قسم ابھی ہم اتنے ذلیل نہیں ہوئے۔

چنانچہ اُس نے اپنے بیٹے کو چھڑانے سے انکار کر دیا اور کہا!

انھیں عمرو کو اپنے پاس رکھنے دو۔

پھر ابوسفیان کا ہاتھ پڑ گیا اور اُس نے مسلمانوں سے اپنے بیٹے کو بغیر کسی فدیے کے رہا کرا لیا ہوا یوں کہ مدینہ کے ایک صحابی سعد ابن نعمانؓ اپنی بیوی کے ساتھ عمرہ کرنے مکہ میں داخل ہوئے اور جب وہ حرم پاک کا طواف کر رہے تھے تو ابوسفیان نے اِن کو پہچان لیا اور گرفتار کر کے اپنے گھر لے گیا۔اگر چہ اُس نے صدیوں پرانی رسم توڑ دی تھی کہ حج وعمرہ پہ آنے والے مسافروں سے تعرض نہ کیا جاتا تھا چاہے انھوں نے کسی کا قتل بھی کیا ہوتا۔ابوسفیان نے سعد ابن نعمان کے قبیلے بنو اوف کو اطلاع کی کہ تمھارے قیدی میرے پاس ہیں میرے بیٹے عمرو کو لے آؤ اور اپنے قیدی لے جاؤ۔چنانچہ بنو عمرو عوف کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابوسفیان کی رذیل حرکت اور اُس کے مطالبے سے اللہ کے رسول ﷺ کو آگاہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا ابوسفیان کے بیٹے عمرو کو بنو عوف کے حوالے کر دو تا کہ وہ اپنے قیدی چھڑا سکیں۔اس طرح ابو سفیان کا بیٹا اپنے گھر پہنچ گیا اور بنو عوف کے قیدی اپنے گھر کو روانہ ہوئے۔[*25]

www.KitaboSunnat.com

****

انھی قیدیوں میں نبی اکرم ﷺ کے داماد ابوالعاص ابن ربیع بھی شامل تھے۔اور نبی اکرم ﷺ اپنے داماد ابولعاص کی بہت عزت کرتے تھے اس لیے کہ جب آپ ﷺ مکہ میں تھے اور ابولہب نے آپ ﷺ کی دو بیٹیوں کو اپنے بیٹوں سے طلاق دلوا دی تھی تب اہل قریش نے پوری کوشش کی کہ ابو العاص بھی آپ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب کو طلاق دے دیں انھوں نے حضرت ابولعاص کو مال کا لالچ دیا اور یہ بھی کہا کہ تم اہل قریش کی جس لڑکی پہ ہاتھ رکھو ہم اسے تمھارے نکاح میں دینے کو تیار ہیں مگر ابولعاص نے کہا میں اپنی بیوی کے ساتھ خوش ہوں اور مجھے قریش کی کسی عورت کی تمنا نہیں اور میں اپنے معاملات میں خودمختار ہوں اس لیے تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور ابوالعاص حضرت زینب کے خالہ زاد تھے۔آنحضرت محمد ﷺ تک جب قریش اور ابوالعاص کا یہ معاملہ پہنچا تو آپ ﷺ نے ابولعاص کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

آنحضرت محمد ﷺ ابوالعاص اور حضرت زینب کے بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔اُن کی بیٹی امامہ ہر وقت مسجد نبوی میں آنحضرت محمد ﷺ کے ساتھ کھیلا کرتی اور اُن کا بیٹا اُس وقت نبی اکرم ﷺ کے اونٹ پہ آپ ﷺ کی گود میں بیٹھا تھا جب آپ ﷺ فتح مکہ کے وقت مکہ میں اترے تھے [*26]۔

چنانچہ ہم کہہ رہے تھے کہ ابولعاص بھی اسیرانِ قریش میں شامل تھے۔حضرت زینب نے اپنے دیور عمرو ابن ربیع کے ہاتھ اپنا ایک قیمتی ہار اُن کے فدیے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینے روانہ کیا۔[*27]

نبی اکرم ﷺ اس ہار کو بہت اچھی طرح پہچانتے تھے۔

وہ ہار نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں تھا اور آپ ﷺ کو وہ ایام یاد آگئے جب اُن کی محبوب بیوی حضرت خدیجہؓ نے رخصتی کے وقت یہ ہار حضرت زینبؓ کے گلے میں پہنایا تھا۔تب آپ ﷺ رو رہے تھے اور صحابہؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ رو رہے تھے اگر چہ وہ نہیں جانتے تھے کہ آپ ﷺ کے رونے کی وجہ کیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تب آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا:

اگر مناسب سمجھو تو زینبؓ بنت رسول اللہ کو یہ ہار بھی لوٹا دو اور اُن کا قیدی بھی۔

صحابہ نے فوراً حکم پہ عمل کیا اور آپ ﷺ کے داماد ابو العاص کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ چونکہ ابو العاص ابھی تک اسلام نہ لائے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ اب مناسب نہیں کہ تم میری بیٹی کے ساتھ رہو اس لیے اُس کو مدینہ روانہ کر دینا۔

ابو العاص نے وعدہ کر لیا اور مکہ پہنچ کر اپنے بھائی سے کہا:

زینب کو مدینے پہنچا آؤ۔

امام حلبی نے لکھا ہے کہ ابولعاص کے جانے کے بعد آنحضرت محمد ﷺ نے زید ابن حارثہؓ کو ایک تیز رفتار اونٹ دیا اور کہا زینبؓ کو مکے سے لے آؤ۔

ادھر جب حضرت زینبؓ کا دیور کنانہ بن ربیع حضرت زینبؓ کو لے کر مدینہ روانہ ہوا تو قریش کو اپنا دکھ یاد آ گیا اور لوگوں نے کنانہ کا راستہ روک لیا۔ ذی طویٰ کے مقام پہ اُن کا ٹکراؤ قریش کے کچھ لوگوں سے ہوا۔ حبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کے اونٹ کو تیر مارا جس کی وجہ سے حضرت زینبؓ اونٹ سے نیچے گر گئیں اور چونکہ وہ حاملہ تھیں اس لیے اُن کا حمل ضائع ہو گیا۔

تب حضرت زینبؓ کے دیور کنانہ نے ہتھیار سنبھالے اور قریش کو للکارا:

اسی دوران ابوسفیان وہاں پہنچ گیا اور اُس کے ساتھ کچھ آدمی بھی تھے۔

اُس نے کنانہ سے کہا:

ہتھیار ہٹا لو ہم تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

اور ابوسفیان کنانہ کو ایک طرف لے گیا اور کہا:

بخدا ! قریش پہ جو آفت محمد (ﷺ) کی وجہ سے آئی ہے تم اس سے واقف ہو ہمارے زخموں سے ابھی تک خون رس رہا ہے اس لیے یوں دن دیہاڑے اگر تم اُن کی بیٹی کو یہاں سے لے جاؤ گے تو ہماری ذلت میں مزید اضافہ ہوگا۔ بخدا! اس لڑکی کو اس کے باپ سے جدا کرنے میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں تم چند دن رُک جاؤ لوگ اس بات کو بھول جائیں گے تب رات کی تاریکی تم میں اِن کو لے جانا کوئی تمھارے راستے میں نہیں آئے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کنانہ بن ربیع ابوسفیان کی بات مان گیا۔

چندراتوں بعد وہ حضرت زینبؓ کورات کی تاریکی میں لے کر نکلا اور انھیں حضرت زید بن حارثہؓ تک پہنچایا جو مکے سے باہر اُن کے منتظر تھے۔

حضرت زینبؓ نبی اکرم ﷺ کے پاس مدینہ پہنچ گئیں۔

آنحضرت محمد ﷺ کو جب اہل قریش کے بارے میں معلوم ہوا کہ انھوں نے حضرت زینبؓ کا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی اور انھیں زخمی بھی کیا تھا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا اگر کہیں حبار بن اسود تمھارے ہاتھ لگ جائے تو اس کا سر کاٹ لانا۔اس واقعہ کے بعد ابوالعاص مکہ ہی میں مقیم رہا کیونکہ وہ ایک متمول اور ایماندار تاجر تھے اس لیے لوگ اِن کا احترام کرتے تھے۔

جب ان کا قافلہ تیار ہوتا تو قریش خوب سرمایہ کاری کرتے تھے۔ابولعاص نے ایک تجارتی قافلہ تیار کیا اور اسے ملک شام لے گئے واپسی پہ مسلمانوں کے ایک دستے سے اُن کا ٹکراؤ ہوا تو مسلمانوں نے اُن کا سارا مال چھین لیا۔

مگر ابوالعاص جان بچانے میں کامیاب ہوگئے۔

وہ رات کی تاریکی میں اپنی بیوی زینبؓ بنت رسول اللہ کے ہاں اترے اور اُن سے سارا ماجرا بیان کیا!

جب فجر کی نماز ہوئی تو حجروں کی طرف سے آواز آئی۔

اور وہ آواز حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی تھی۔

اور انھوں نے کہا تھا: میں نے ابوالعاص بن الربیع کو پناہ دی ہے۔

آنحضرت محمد ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد صحابہ سے پوچھا؟

تم نے بھی وہ آواز سنی ہے جو میں نے سنی ہے۔

صحابہ نے کہا! ہاں یا رسول اللہ ﷺ!

تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! بخدا اس ضمن میں مَیں کچھ نہیں جانتا!

یعنی میں نہیں جانتا کہ میری بیٹی نے ابوالعاص کو کس وجہ سے پناہ دی ہے اگر چہ مسلمانوں کا کوئی ادنیٰ سا فرد بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ حضرت زینبؓ کے گھر تشریف لے گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اُن سے معاملہ دریافت کیا۔

ابولعاص نے شکوہ کیا کہ میں تو لٹ گیا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے اُن صحابہ کو بلایا جو اس مہم میں شامل تھے اور اُن سے کہا:

یہ مال غنیمت ہے جو اللہ نے تم کو عطا کیا ہے اور یہ تمھارے لیے حلال وطیب ہے اگر تم اس کو رکھ لو تو، مگر ابوالعاص سے ہمارا جو رشتہ ہے اس سے بھی تم آگاہ ہو اس لیے میری مرضی یہ ہے کہ تم اُن کا مال لوٹا دو اور میں تمھارے لیے اللہ سے اس سے عمدہ مال کی دُعا کروں۔ صحابہ نے فوراً ہی اللہ کے رسول ﷺ کا حکم مانا اور اجازت چاہی کہ ہم مال کو ایک جگہ اکٹھا کرتے ہیں۔

اور انھوں نے مسجد نبوی کے صحن میں ابوالعاص کے مال کو اکٹھا کرنا شروع کیا اور ابوالعاص کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے لگیں کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بعد اُن کی کوئی بھی چیز رکھنا پسند نہ کی تھی۔

چنانچہ جس کے پاس پرانا ڈول تھا وہ اس کو بھی لے آیا۔

جس کے پاس ڈول سے باندھنے والی بوسیدہ رسی تھی وہ اس کو بھی لے آیا۔

جس کے پاس مشکیزہ کا منہ بند کرنے والا ڈاٹ تھا وہ اسے بھی لے آیا تھا اور اُن کا عمدہ مال تجارت تو پہلے ہی اُن کے سامنے پڑا تھا۔ اس کے بعد ابولعاص تمام مال لے کر مکہ روانہ ہوئے اور اسے اہل قریش کے حوالے کیا جو اس کے اصل مالک تھے۔

اس کے بعد اعلان کیا کہ اگر کسی کا مجھ پہ کچھ قرض ہو تو وہ بتائے۔

لوگوں نے کہا: نہیں! بخدا تم بہت عمدگی سے حق ادا کرنے والے شخص ہو۔

اس کے بعد انھوں نے اہل قریش کے سامنے اعلان کیا تو سن لو آج کے بعد میں محمد رسول اللہ ﷺ پہ ایمان لے آیا ہوں۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور آنحضرت محمد ﷺ نے اسی پرانے نکاح پہ اپنی بیٹی کو اُس کے شوہر کے گھر بھیج دیا۔

****

انھی جنگی قیدیوں میں سہیل بن عمرو تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جوعربوں کا بہترین اور جادو بیاں خطیب تھا وہ لوگوں کو اللہ کے رسول محمد ﷺ اور اسلام کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا۔ جب وہ اہل مدینہ کے ہاتھوں قید تھا تو ایک دن جب رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ کے ساتھ اُس کے پاس سے گزرے تو حضرت عمرؓ نے کہا:

یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں میں اس کے سامنے کے دانت توڑ دوں تا کہ اس کے بعد یہ کبھی کھڑا ہو کے اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف لوگوں میں زہر نہ اُگل سکے۔

اس لیے کہ جب کسی کے سامنے کے دانت توڑ دیئے جائیں تب وہ اس قابل نہیں رہتا کہ لوگوں کو خطاب کر سکے کیونکہ اس کے منہ میں الفاظ بننے سے پہلے ہی ہوا داخل ہو جاتی ہے اور وہ جو بولتا ہے لوگوں کو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو منع کر دیا اور فرمایا:

میں اس کو عیب دار نہیں کروں گا کہ کل کو اللہ میرے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی معاملہ فرمائے اور پھر کیا خبر کہ کسی وقت وہ کسی بلند مقام پہ کھڑے ہو کے میری مدح کرے۔ اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کے لبوں سے نکلے یہ الفاظ سو فیصد درست ثابت ہوئے کیونکہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔

امام حلبی نے بیان کیا ہے کہ!

سہیل بن عمرو کو اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں سے رہائی کے بعد اسلام کی دولت سے نوازا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو اہل مکہ میں سے بہت سے نومسلم شامل تھے دین اسلام جن کے دلوں کی گہرائی میں ابھی تک نہ اترا تھا

چنانچہ امیر شہر مکہ حضرت عتاب بن اسیدؓ سے امام بخاریؒ نے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا تو مکے کے اکثر لوگوں کے دل بجھ گئے اور انھوں نے سوچا کہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں اور یہ باتیں کرنے والے اس قدر زیادہ تھے کہ میں اپنے گھر میں چھپ گیا کہ مسلمانوں کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

تب یہی سہیل بن عمرو تھے جو ایک بلند مقام پہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو اتنا عمدہ خطبہ دیا کہ اُن کے دلوں سے وہ خیال دور ہو گیا جسے وہ اپنانا چاہتے تھے اور وہ اپنے دین پہ مستحکم ہو گئے۔

حضرت سہیل بن عمرو نے کہا:

”لوگو! جان لو کہ تم میں سے جو شخص محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ﷺ تو وفات پا گئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہے کہ اللہ تو ہمیشہ رہنے والا ہے اور کیا تم کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ کا یہ ارشاد یاد نہیں کہ ''آپ کو بھی مرنا ہے اور اُن کو بھی مرنا ہے'' اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ ''اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے بھی تو بہت سے رسول گزر چکے ہیں''۔ پھر کئی دیگر آیات تلاوت کیں اور کہا! لوگو خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ یہ دین سورج کی طرح مشرق سے مغرب تک پھیلنے والا ہے اس لیے تم اِس شخص (ابو سفیان) کی وجہ سے اپنی جانوں کو مصیبت میں ہرگز نہ ڈالو کہ یہ شخص اگرچہ دین اسلام کے بارے میں وہ سب کچھ جانتا ہے جو میں جانتا ہوں مگر اس کے دل میں بنو ہاشم کے خلاف حسد کی مہر لگ چکی ہے اس لیے تم لوگ اللہ ہی پہ بھروسہ کرو اور توکل کرو کہ اللہ کا دین قائم رہنے والا ہے اور اس کا کلمہ پورا ہونے والا ہے اللہ اِن لوگوں کی مدد فرمائے گا جنھوں نے اس کے دین کی مدد کی اور وہ خود ہی اپنے دین کو قوت و طاقت عطا فرمانے والا ہے اللہ تعالیٰ نے تم سب کو ایک ایسے شخص (ابوبکرؓ) پہ متفق کر دیا ہے جو تم میں سب سے بہتر ہے۔

وہ رکا اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا:

یاد رکھو اگر تم اپنی حرکتوں کی وجہ سے یہ سمجھتے ہو کہ اس سے اسلام کمزور ہو جائے گا تو بھول جاؤ ہمارا دین اب کمزور ہونے والا نہیں ہے اور سن لو خدا کی قسم ہم نے جس شخص میں بھی اسلام کے بعد کفر کی نشانیاں پائیں تو ارتداد کے جرم میں اُس کا سر کاٹ ڈالیں گے''۔

حضرت عتاب بن اسیدؓ کہتے ہیں کہ!

حضرت سہیل بن عمروؓ کے اس ایمان افروز اور ولولہ انگیز خطاب کے بعد میں بھی اپنے گھر سے نکل آیا اور وہ لوگ بھی اپنے بد ارادوں سے باز آ گئے جن کے دلوں میں کجی بھری تھی۔

اہل مکہ سہیل بن عمرو کی رہائی کے سلسلے میں مدینہ پہنچے۔

مکرز ابن حفص سہیل بن عمرو کا دوست تھا وہ مدینہ پہنچا تھا اُس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے سہیل بن عمرو کا فدیہ طے کیا اور کہا: چونکہ مال سہیل کے وارثوں کے پاس ہے اس لیے آپ سہیل کو جانے دیں اور اس کے بدلے مجھے روک لیں۔

جب سہیل کا مال آپ تک پہنچ جائے تب آپ لوگ مجھے رہا کر دینا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحابہ اس بات پہ راضی ہو گئے اور سہیل بن عمرو مکہ چلا گیا۔
اُس نے تین ہزار درہم کسی شخص کے ہاتھ اہل مدینہ کو بھیجے اور اپنے دوست کو رہا کرایا۔

****

انھی قیدیوں میں خالد بن ولید اور ہشام بن ولید کا بھائی ولید ابن ولید بھی تھا۔ چنانچہ اُن لوگوں نے بھاری فدیہ ادا کر کے ولید بن ولید کو رہائی دلائی۔ مگر ولید نے جب مکہ پہنچتے ہی اپنے اسلام کا اعلان کر دیا تو اس کے بھائی حیران رہ گئے اور ولید سے کہنے لگے اگر تم نے یہی کرنا تھا تو وہیں مدینے میں کیوں نہ کر دیا۔
تب لوگ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا مال بچانے کے لیے یہ سب کیا ہے۔
ولید نے جواب دیا۔
مگر بھائیوں کو اس بات کا دکھ تھا اس لیے انھوں نے ولید پہ نظر رکھی۔
جب ولید نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی کوشش کی تو انھوں نے ولید کو قید کر دیا۔ اور نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز کے دوران دعائے قنوت میں اِن کی رہائی کے لیے دُعا فرمایا کرتے۔

****

اور انھی قیدیوں میں سائب بھی تھا جو امام شافعی کا پانچواں دادا تھا۔
غزوہ بدر میں سائب بنو ہاشم کا علم بردار تھا۔
اس پرچم کا نام عقاب تھا جو عام طور پہ ابوسفیان کے پاس ہوا کرتا تھا مگر غزوہ بدر میں ابوسفیان شامل نہیں تھا بلکہ ابوسفیان کی وجہ سے جنگ بدر ہوئی تھی۔ سائب کے ایک بیٹے شافع تھے وہ صحابی تھے ابھی بچے ہی تھے جب نبی اکرم ﷺ نے وفات پائی۔ سائب کے اسی بیٹے شافع کی نسبت سے امام شافعی کو شافعی کہا جاتا ہے۔ سائب عربوں کا بلند پایہ سردار تھا اسی لیے تو ابوسفیان کی غیر موجودگی میں لشکر کا اہم علم عقاب اس کے حوالے کیا گیا تھا۔ انھوں نے اپنا فدیہ خود ادا کیا اور رہائی حاصل کی۔
غالباً فتح مکہ کے موقع پہ اسلام قبول کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

****

اور انھی قیدیوں میں وہب ابن عمیر بھی تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اِن کو رفاعہ ابن رافعؓ نے گرفتار کیا تھا۔اُن کا باپ عمیر اہل قریش کا شیطان تھا مگر اللہ نے اُسے بھی ہدایت سے نواز دیا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ!

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے تو عمیر انھیں تکلیفیں پہنچایا کرتا۔

غزوہ بدر کے بعد ایک دن صفوان بن امیہ اور عمیر صحن کعبہ میں بیٹھے تھے اور اُن لوگوں کا تذکرہ کر رہے تھے جو میدانِ بدر میں مارے گئے تھے۔

اور اُن کے دل میں دکھ تھا۔

چنانچہ عمیر نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا:

اگر مجھ پہ قرض نہ ہوتا اور بال بچوں کی ذمہ داری نہ ہوتی تو بخدا میں مدینے جاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیتا تا کہ یہ سارا فساد ہی ختم ہو جائے۔

صفوان نے اُس نے کہا:

عمیر اگر تم عربوں کو اس مصیبت سے نجات دلا دو تو میں تمھارا قرض بھی ادا کر دیتا ہوں اور تجھے یہ عہد بھی دیتا ہوں کہ تیرے اہل وعیال کا ہمیشہ اُس طرح خیال رکھوں گا جس طرح کہ میں اپنے بچوں کا رکھتا ہوں۔

اس پہ عمیر راضی ہو گیا۔وہ اپنے گھر گیا اور اپنی تلوار کو ساری رات زہر میں بھگویا اور اگلے دن مدینہ کو روانہ ہوا۔جب وہ مسجد نبوی کے دروازے پہ پہنچا تو وہاں اسے حضرت عمرؓ کا سامنا کرنا پڑا۔حضرت عمرؓ نے اسے سواری سے نیچے گھسیٹ لیا اور اُس کی تلوار کا پٹہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے دھکے مارتے ہوئے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قریش کا شیطان ہے اور یقیناً کسی بری نیت سے مدینہ پہنچا ہے۔

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمرؓ اس کو چھوڑ دو!

حضرت عمرؓ نے عمیر کو چھوڑا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہو! عمیر کیسے آنا ہوا؟

میں اپنے بیٹے وہب کے سلسلے میں آپ ﷺ سے ملنے آیا ہوں۔

عمیر نے کہا: مگر اس صورت میں تمھیں اس تلوار کی کیا ضرورت تھی۔

آنحضرت محمد ﷺ نے سوال کیا؟

یارسول اللہ ﷺ! اِن تلواروں نے ہمیں اس سے قبل کیا دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عمیر مجھ سے سچ بولو!

عمیر نے کہا بخدا! میں صرف اسی سلسلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے اپنے بیٹے کی رہائی کے متعلق بات کرسکوں۔

اور حجراسود کے پاس بیٹھ کر تو نے اور صفوان بن امیہ نے جو مشورہ کیا تھا اُس کا کیا بنا۔

اور عمیر کی آنکھیں جیسے پھٹنے کو ہوں۔

کیونکہ انھوں نے رازداری کا بھرپور اہتمام کیا تھا اور صفوان بن امیہ اور عمیر کے سوا کوئی تیسرا شخص اس بات سے آگاہ نہ تھا۔ عمیر کے دل میں روشنی ہوتی چلی گئی اور وہ حیرت سے اتنا ششدر تھا کہ کتنی دیر تو اس کے منہ سے آواز ہی نہ نکلی اور اس کے بعد جب وہ بولا تو حق ہی بولا:

یارسول اللہ ﷺ! اور اُس کی آنکھوں میں نمی تھی۔

یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کو بہت جھٹلایا اور ہمیشہ اس بات سے انکار کیا کہ آسمان سے آپ کے پاس خبریں آتی ہیں مگر آج میرے دل میں شک کا کوئی شائبہ نہیں اس لیے مجھے اپنی غلامی میں لے لیں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

اپنے بھائی کو لے جاؤ اس کو دین کی تعلیم دو قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو بھی رہا کر دو۔ اگلے دن عمیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یارسول اللہ ﷺ! میں ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہا کہ اس چراغ کو بجھا دو جسے آپ ﷺ نے روشن کیا ہے میں نے اُن لوگوں کو تکلیفیں دیں جنھوں نے آپ کے دین کو قبول کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے مسلمانوں کو تکلیفیں دیں مجھے اجازت دیجیے کہ مکہ چلا جاؤں اور کافروں کو تکلیف پہنچاؤں تا کہ میرا یہ عمل میرے پہلے عمل کا مداوا ہو جائے۔ دوسری طرف جب عمیر مدینے کی طرف نکلا تو صفوان بن امیہ نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ وہ جلد ہی انھیں ایک ایسی خوشخبری سنائے گا جسے سن کر تم خوش ہو جاؤ گے۔

مگر اُسے وہ خوشخبری کبھی نہ پہنچی جس کا وہ منتظر تھا۔

بلکہ اُس کے بدلے اُسے یہ بری خبر ملی کی عمیر نے اسلام قبول کر لیا ہے اور صفوان اپنا سر پیٹ کر رہ گیا کیونکہ اُس نے عمیر کا قرضہ اپنے مال سے ادا کر دیا تھا۔

****

اور انھی قیدیوں میں نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔

میدان جنگ سے فارغ ہونے کے بعد جب رات کو صحابہ لیٹے تو اُن کے قیدی قریب ہی بندھے پڑے تھے۔ بعض صحابہ نے محسوس کیا کہ کسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کو نیند نہیں آ رہی، آپ ﷺ کسی بے قراری کا شکار ہیں اور کروٹیں بدل رہے ہیں۔

آخر صحابہ نے نبی اکرم ﷺ پوچھا ہی لیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے آپ سکون سے سو نہیں رہے بلکہ کروٹیں ہی بدل رہے ہیں؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مجھے میرے چچا کی کراہوں نے نہیں سونے دیا جن کو تم نے کس کے باندھ رکھا ہے۔

صحابہ نبی اکرم ﷺ کے اس دکھ پہ شرمندہ سے ہو گئے۔

چنانچہ ایک صحابی اٹھے اور انھوں نے حضرت عباس کی مشکیں ڈھیلی کر دیں۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے کہا:

اسلام مساوات کا دین ہے اور آپ ﷺ کی اس بات کو سمجھنے کے بعد صحابہ اٹھے اور انھوں نے تمام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قیدیوں کی مشکیں ڈھیلی کر دیں۔

اس کے بعد جب نبی اکرم ﷺ مدینے کو روانہ ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت عباس سے مذاق کرتے ہوئے کہا: چچا جس شخص نے تمہیں گرفتار کیا ہے اگر تم اسے پھونک مارتے تو وہ اُڑ کے دور جا گرتا۔

اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس نہایت لمبے قد کے گرانڈیل اور گھبرو جوان تھے اور اُن کو انصار مدینہ میں سے ایک شخص ابوالیسرؓ کعب بن عمرو نے گرفتار کیا تھا جو چھوٹے سے قد کے ایک منحنی سے شخص تھے۔

حضرت عباس نے جواب یا:

بخدا جب وہ شخص میرے سامنے آیا تو مجھے وہ خدمہ کی طرح لگا۔[*27]

اور ابوالیسر اگر چہ چھوٹے قد کے کمزور سے انسان تھے مگر وہ بہت بہادر تھے کہ ابوالیسر نے ہی ابو عزیر ابن عمیر سے قریش کا پرچم چھین کر اسے سرنگوں کیا تھا۔

ایک اور روایت میں حضرت عباس کی گرفتاری کے متعلق کہا گیا ہے کہ ابوالیسر جب حضرت عباس کے سامنے آئے تو قریش کے صحابہ نے حضرت عباس کو طعنہ دیا کہ آپ کو اس شخص نے گرفتار کیا ہے۔

تو حضرت عباس نے کہا:

نہیں بخدا! یہ تو وہ نہیں جس نے مجھے گرفتار کیا تھا:

وہ تو ایک لمبا تڑنگا شخص تھا جو بہت خوبصورت تھا اور اُس کے عارض تو جیسے روشن سے ہوں اور وہ بہت طاقتور تھا اگر چہ اس کے بعد میں نے اُسے تمھارے درمیان نہیں دیکھا۔

اس پہ ابو لیسر ناراض ہوئے اور کہا:

یارسول اللہ ﷺ! ان کو میں نے گرفتار کیا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ مسکرانے لگے اس کے بعد کہا:

میرا چچا تمھارے بس سے باہر تھا اس لیے اُنھوں نے اُس فرشتے کا تذکرہ کیا ہے جس نے اِن کی گرفتاری میں تمھاری مدد کی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ!

صحابہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس کو گرفتار کیا تو اُن کی قمیض پھٹ گئی تھی اور کسی بھی صحابی کی قمیض انھیں پوری نہ آتی تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لیے اپنا کرتہ بھیجا اس لیے کہ وہ بھی بہت لمبا تھا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ!

عبداللہ بن ابی کے مرنے پہ رسول اللہ ﷺ نے اُس پہ ڈالنے کے لیے اپنا کرتہ بھیج کر اُس منافق کا یہ احسان اتار دیا تھا۔

حضرت عمرؓ اور بعض صحابہ نے مشاورت کی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے کہا! یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنے چچا عباس کو بغیر فدیے کے رہا کر دیں۔

نبی اکرم ﷺ نے کہا! ہرگز نہیں بلکہ اُن سے ایک ایک پائی وصول کی جائے گی۔

اس کے بعد آنخضرت محمد ﷺ نے حضرت عباس سے کہا:

چچا آپ اپنا فدیہ سو اوقیہ سونا ادا کریں اپنے بھتیجوں نوفل ابن حرث اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ بھی آپ ہی ادا کریں گے۔ اور حضرت عباس سر پکڑ کے بیٹھ گئے کہ وہ کسی حد تک کنجوس تھے اگرچہ انھوں نے بہت پہلے اسلام قبول کر لیا تھا مگر اس ڈر سے کہ سود پہ اُن کی جو لمبی لمبی رقمیں لگی ہوئی ہیں وہ ڈوب جائیں گی وہ اپنے اسلام کا اعلان نہ کرتے تھے اگرچہ رسول اللہ ﷺ کو اُن کے ایمان کا حال معلوم تھا۔ اس لیے جب حضرت عباس سے فدیہ طلب کیا گیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے گلہ بھی کیا کہ اُن سے فدیہ وصول نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تو پہلے ہی اسلام قبول کر چکے ہیں۔

مگر نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا:

وہ تمھارے اور میرے بیچ ایک خفیہ بات ہے اور جو ظاہر بات ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو قریش کی طرف سے لڑتے ہوئے میدان بدر سے گرفتار کیا گیا ہے اس لیے فدیہ تو آپ کو دینا ہی ہوگا۔

تب حضرت عباس نے کہا:

اچھا میں آپ کو فدیہ دیتا ہوں میرا وہ سونا مجھے لوٹا دیں جو آپ ﷺ کے صحابہ نے مجھ سے چھین لیا ہے۔ اور وہ سونا اور دیگر اموال وہ تھے جو حضرت عباس مکہ سے لے کر نکلے تھے تاکہ راستے میں لشکر کفار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی ضیافت کرسکیں۔

نبی اکرم ﷺ نے انکار کیا اور فرمایا:

میدان جنگ میں چھینا گیا مال چونکہ طاقت کی بنا پہ حاصل کیا جاتا ہے اس لیے اُس مال کو غنیمت کہا جاتا ہے۔

جب آنحضرت محمد ﷺ نے اپنے چچا سے فدیہ وصول کرلیا تو حضرت عباس کہنے لگے۔ بھتیجے تم نے تو مجھے اس حال کو پہنچا دیا ہے کہ میں فقیر ہوگیا ہوں اب شاید مجھے قریش کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے یعنی آپ ﷺ نے مجھے کنگال کردیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چچا رہنے دو!

ابھی سونے کی وہ بہت سی تھیلیاں باقی ہیں جو آپ نے میری چچی کے ساتھ مل کے فلاں جگہ زمین میں دبائی تھیں اور آپ نے اپنی بیوی اُم الفضل [28*] سے کہا تھا کہ یہ سونا فضل کے لیے، یہ سونا عبداللہ کے لیے ہے اور سونے کی یہ تھیلی قثم کے لیے ہے۔ تب لوگوں نے حضرت عباس کے چہرے پہ چھائی حیرت کو دیکھا اور اس کے بعد انھوں نے اسلام قبول کرلیا: انھوں نے کہا خدا کی قسم! اُس مال کے بارے میں تو میرے سوا صرف میری بیوی آگاہ تھی اور ہم سمجھتے تھے کہ دنیا میں اور کسی کو اس بارے میں علم نہیں۔ اور میں گواہی دیتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور جو دین آپ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔

****

اور انھی قیدیوں میں ایک احسان فراموش قیدی ابوعزہ عمرو جہمی بھی تھا جو عربوں کا شاعر تھا اور اپنے اشعار کے ذریعے لوگوں کو اسلام کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا وہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچایا کرتا تھا۔

اُس نے کہا! یارسول اللہ ﷺ!

میں عیالدار اور غریب آدمی ہوں مجھ پہ احسان فرمائیں اور مجھے رہا کردیں میں فدیہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

نبی اکرم ﷺ نے اُس سے فرمایا: میں تجھے ایک شرط پہ رہا کرسکتا ہوں کہ آئندہ تو مجھے اپنی زبان سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اذیت نہیں پہنچائے گا۔

اُس نے وعدہ کرلیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے رہا کردیا مگر مکہ پہنچنے کے بعد وہ اپنے عہد سے پھر گیا اور پھر سے مسلمانوں کے خلاف شعر کہنے لگا۔

لوگوں نے اس سے پوچھا تم بغیر فدیہ ادا کیے رہا کیسے ہوئے؟

تو اُس نے بڑے تکبر سے کہا:

میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ جادو کردیا تھا۔

اور اگلے برس جنگ احد میں وہ پھر کفار قریش کے ساتھ نکلا اور اپنے پر جوش کلام سے لوگوں کے جذبات کو بھڑکاتا تھا۔

وہ پھر گرفتار ہوا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر وہی درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میری پانچ بیٹیاں ہیں اور میں غریب ہوں مجھ پہ احسان کیا جائے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے صرف ایک بار ڈسا جاتا ہے۔

اور پھر اپنے صحابہ کو حکم دیا اس کا سر کاٹ کر مجھے دکھایا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے۔

صحابہ نے اُس کا سر کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش فرما دیا۔

****

اور انھی میں کچھ قیدی ایسے بھی تھے جو بہت نادار تھے نہ وہ خود اپنا فدیہ ادا کر سکتے تھے اور نہ کوئی دوسرا اُن کی طرف سے فدیہ ادا کرنے پہ راضی ہوتا تھا۔ چنانچہ اُن کی آزادی کے لیے مسلمانوں نے یہ شرط رکھی کہ وہ اہل مدینہ کے دس دس پڑھ بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں تو اُن کو آزاد کردیا جائے گا۔

اور جبیر ابن معطم بھی اپنے کچھ قیدیوں کی سفارش لے کر مدینہ پہنچا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کاش تمھارا باپ معطم بن عدی زندہ ہوتا تو میں اُس کے ایک اشارے پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تمام اہل قریش کو اُس کے حوالے کر دیتا۔[29*]

اس کی وجہ یہ تھی کہ مکہ میں کفار قریش کے خلاف کئی بار معطم نے نبی اکرم ﷺ کی مدد فرمائی تھی۔ جب کفار قریش نے مسلمانوں سے مقاطع کیا تو اُس تحریری معاہدے کے خلاف آواز اٹھانے والے اہل قریش میں سے معطم بن عدی سب سے زیادہ سرگرم تھا۔ اور یہ بھی کہ جب نبی اکرم ﷺ طائف تشریف لے گئے تو معطم بن عدی نے ہی آپ کو اپنی پناہ میں دوبارہ مکہ میں داخل کیا تھا اگرچہ قریش عہد کر چکے تھے کہ اب وہ کبھی نبی اکرم ﷺ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔

****

روز بدر مسلمانوں نے ستر کفارِ قریش کو گرفتار کیا تھا اُن کے نام امام ابوالقاسم عبدالرحمان عبداللہ سہیلی کی کتاب الروض الانف سے یہاں تحریر کیے جا رہے ہیں۔

خاندانِ بنو ھاشم۔

عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث گرفتار ہوئے۔

****

خاندانِ بنی مطلب۔

سائب بن عبید، نعمان بن عمرو گرفتار ہوئے۔

****

خاندانِ بنی عبد شمس۔

عمرو بن ابی سفیان، حارث بن ابی وجزہ، ابولعاص بن الربیع، ابوالعاص بن نوفل، ابوریشہ بن ابی عمرو، عمرو بن ارزق اور عقبہ بن عبدالحارث۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاندانِ بنی نوفل۔

عدی بن خیار،عثمان بن عبد شمس۔

****

خاندانِ بنو عبدالدار ۔

ابوعزیز بن عمیر اور اسود بن عامر۔

****

خاندانِ بنی اسد ۔

سائب بن حبیش ،سالم بن شماس اور حویرث بن عباد۔

****

خاندانِ بنی مخزوم ۔

خالد بن ہشام،امیہ بن ابی حذیفہ،ولید بن ولید،عثمان بن عبداللہ،صیفی بن رفاعہ،ابوالمنذ ر بن ابی رفاعہ،ابوعطاءعبداللہ بن ابی سائب،مطلب بن حطب ،خالد بن اعلم[*30]

****

خاندانِ بنو سہم ۔

ابوودادعہ بن ضبیر ہ،فروہ بن قیس،حنظلہ بن قبیصہ اور حجاج بن قیس۔

****

خاندانِ بنو جمح ۔

عبداللہ بن ابی حلف،ابوعزہ بن عبد،فاکہ بن حرول[*31], وہب بن عمیر،ربیعہ بن دراج۔

****

خاندانِ بنی عامر ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سہیل بن عمرو، عبد بن زمعہ، عبدالرحمٰن بن منشوء۔

****

خاندانِ بنی حارث بن فہر۔

طفیل بن ابی قنیع، عتبہ بن عمرو۔

****

دیگر اسیران بدر جن کے نام ابن اسحٰق نے نہیں لکھے۔[*32]

ان میں عقیل بن عمرو، تمیم بن عمرو، خالد بن اسید، ابوعریض یسار مولٰی عاص بن امیہ نبہان، عبداللہ بن حمید، مسافع بن عیاض، جابر بن زبیر، قیس بن سائب، عمرو بن ابی خلف، ابورہم بن عبداللہ، ۔سطاس، ابورافع، نبہان[*33] اور حبیب بن جابر، سائب بن مالک شامل ہیں۔[*34]

****

تذکرہ شہدائے بدر ؛

یہ لوگ کائنات کا فخر تھے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اگر چہ وہ ایک شان کے ساتھ تمھاری نظروں کے سامنے اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر اس کے باوجود اُن کو مردہ نہ کہو کہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں سے رزق پاتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں اُن کا زندہ ہونے سے مراد معنوی طور پہ اِن کا زندہ ہونا نہیں بلکہ وہ حقیقی طور پہ جسمانی لحاظ سے زندہ ہیں۔ اسی لیے تو ساتھ اس بات کا تذکرہ بھی کر دیا گیا کہ وہ اپنے رب کے ہاں سے رزق پاتے ہیں۔ جب میدان بدر سجا تو مسلمانوں اور کفار قریش کے مابین طاقت کا کوئی توازن نہ تھا۔ اس کے باوجود چونکہ مسلمانوں کے دل اپنے دین پہ اپنے رب پہ اپنے رسول پہ اپنی کتاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہ اپنے ایمان پہ اپنے یقین پہ مطمئن تھے اس لیے انھیں ایک لمحے کے لیے بھی دشمن کی عددی یا عسکری برتری نے مرعوب نہ کیا تھا۔ وہ لوگ جو میدان بدر میں اترے بلاشبہ فخر انسانیت تھے۔ اس لیے کہ یہی وہ مقام تھا جس نے فیصلہ کیا کہ عربوں کا دین اب اسلام ہوگا اور انھیں بت پرستی سے آخر واپس آنا ہے۔

دنیا میں اگرچہ انسانوں کے مابین بہت سے معرکے ہوئے جن سے تاریخ کے صفحات مزین کیے گئے مگر معرکہ بدر اپنی نوعیت اور مقاصد کے حوالے سے بہت سے پہلوؤں سے منفرد تھا آیئے اِن کا جائزہ لیں۔

اس میدان میں حق و باطل کا فیصلہ ہوا۔

اسی میدان میں قریش کی فرعونیت خاک آلود ہوئی۔

اسی میدان میں اشرار قریش قتل کیے گئے۔

اسی میدان میں ملائکہ کے لشکر اترے۔

اسی میدان میں مسلمان تقریباً بغیر ہتھیاروں کے لڑے۔

اسی میدان میں اس امت کا فرعون ابوجہل قتل ہوا۔

اسی میدان میں غلاموں کے ہاتھوں کا آقا قتل ہوئے۔

اسی میدان میں باپ کے ہاتھوں بیٹے قتل ہوئے۔

اسی میدان میں بیٹے کے ہاتھوں باپ قتل ہوئے۔

اسی میدان میں نبی اکرم ﷺ نے مقتولین قریش کو خطاب فرمایا۔

اسی میدان میں سچ اور جھوٹ کا فیصلہ ہوا۔

اسی میدان میں اشرافِ قریش کی گردنوں میں غلامی کے طوق ڈالے گئے۔

اسی میدان میں وہ کنواں ہے جسے کفار قریش کا مرقد بنایا گیا۔

اسی میدان میں جبرائیل علیہ السلام حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہے۔

اسی میدان میں معوذ اور معاذ نے دادِ شجاعت دی۔

اسی میدان میں ابوجہل کا سر خاک آلود ہوا۔

اسی میدان میں آنے والے زمانوں کو امن کی نوید سنائی گئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی میدان کی بدولت اسلام دنیا میں دور دور تک پھیلا۔

اسی میدان میں کفار قریش اپنی کنیزوں کو چھوڑ کر بھاگے۔

اسی میدان میں شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں قریش کے ساتھ اترا۔

اسی میدان میں آسمان سے زرد و سفید عماموں والے اترے۔

اسی میدان نے قریش کو بھاگتے دیکھا جو عربوں پہ بھاری پڑتے تھے۔

اسی میدان کی خاک نے کفار قریش کو اندھا کیا۔

اسی میدان میں اللہ نے ابر رحمت برسایا۔

اسی میدان میں اللہ نے مسلمانوں کو سرخرو اور کافروں کو ذلیل کیا۔

اور اسی میدان میں کچھ شاہ بختوں کے سر پہ شہادت کے تاج سجائے گئے۔ابن اسحٰق نے شہدائے بدر کی تعداد گیارہ لکھی ہے۔جب کہ موسیٰ بن عقبہ کی تحقیق کے مطابق اُن کی تعداد چودہ تھی۔

جمہور علمائے مغازی اہل سیر اور محدثین نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

ان شاہ بختوں کے نام بطور تبرک یہاں تحریر کیے جاتے ہیں کہ اُن کا تذکرہ بھی یقیناً باعث اجر ہے۔

۔ حضرت عبیدہ بن حارثؓ۔۔۔،[35*]

۔ حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ۔۔۔،[36*]

۔ حضرت سعد بن خثیمہؓ

۔ ذو الشمالین بن عبدؓ

۔ مبشر بن عبد المنذرؓ

۔ عاقل بن بکیر اللیثیؓ

۔ مہجعؓ ۔۔۔،[37*]

۔ صفوان بن بیضاءؓ الفہری

۔ یزید بن حارث خزرجیؓ

۔ رافع بن معلیٰؓ

www.KitaboSunnat.com

۔ حارث بن سراقہؓ

۔ عوف بن عفراؓ

۔ معوذ بن عفراؓ [*38]

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجزاھُمُ اللّٰہُ عَنَّا وعَنِ الاُسلَامِ خَیرَ الجَزآء

شرکائے بدر ؛

وہ لوگ جو میدانِ بدر میں اترے اُن کا درجہ بیان کرنا مشکل ہے۔شہدائے بدر کا درجہ تو کجا شرکائے بدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تم جو چاہے کرتے پھرو جنت تم پہ واجب ہوگئی۔ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی مجھے شک ہے میرا بھتیجا منافق ہوگیا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ تو اصحاب بدر میں سے ہے وہ منافق نہیں ہوسکتا۔اور یوں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اصحابِ بدر پہ جنت واجب ہوچکی ہے اس لیے تم اُس کو چھوڑ دو۔ہم یہاں اصحاب بدر کے نام درج کرنا چاہتے ہیں کچھ وقت اُن کی رفاقت میں گزارنا چاہتے ہیں،اُن کیفیات سے کچھ سرور حاصل کرنا چاہتے ہیں جو اُن کو درپیش تھیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

،ہم اُن کے بدنوں کی خوشبو تو نہیں سونگھ سکتے مگر چشم تصور میں بزم آرائی کے طور پہ میدان بدر میں اُن کی شجاعت کی داد تو دے سکتے ہیں۔ ہم اُن کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے مگر اُن کے درجے کو محسوس تو کر سکتے ہیں۔ ہم اُن کے زخموں پہ مرہم نہیں رکھ سکتے مگر اُن زخموں کی کچھ کسک تو محسوس کر سکتے ہیں۔ ہم ملائکہ کو نہیں پا سکتے مگر میدانِ بدر میں اُن کے زرد عمامے تو دیکھ سکتے ہیں۔ ابو جہل ہماری دسترس میں نہیں مگر اُس کے خاک آلود سر کو تو دیکھ سکتے ہیں۔ ہم حضرت زبیرؓ کے زخموں کی جراحت نہیں کر سکتے کہ صحابہ کہتے ہیں کہ اُن کو اتنے زخم آئے تھے کہ اُن کے ایک پہلو میں ہاتھ ڈالو تو وہ دوسرے پہلو میں جا نکلتا تھا مگر اُن زخموں کی عظمت کو تو جان سکتے ہیں۔ ہم معوذ اور معاذ کو نہیں دیکھ سکتے مگر اُس بے چینی کو تو محسوس کر سکتے ہیں جو اُن کو درپیش تھی۔ ہم امیہ بن خلف کی اُس چیخ کو سن سکتے ہیں جو بلال کی استقامت کا بدل تھی۔ ہم سہیل بن عمرو اور اشراف قریش کو رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں تو دیکھ سکتے ہیں۔ ہمیں عتبہ شیبہ اور ولید کی لاشیں خوشی دیتی ہیں اور ہم جان گئے کہ قریش کے بھاگتے سوار اپنے پیچھے اُس صبح نو کو چھوڑ گئے جس کے بعد لوگوں کو ایمان کی دولت حاصل ہوئی۔ قریش کی شکست دراصل مکہ کے چند لوگوں کی ہار نہ تھی بلکہ دراصل یہ صدیوں کے اُس جمود میں اضطراب کا وہ پہلا قطرہ تھا جس کے بعد دنیا نے بدل جانا تھا تو اس دنیا کو بدلنے کے لیے کچھ لوگ نکلے تھے۔ جہاں اندھیرا تھا، جہاں شرک تھا جہاں اللہ کا گھر تھا مگر اللہ نہ تھا، جہاں سچ منہ چھپائے پھرتا تھا، جہاں مظلوم چھپ جاتا تھا، جہاں ظالم دن دھاڑے ظلم ڈھاتا تھا، جہاں طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا، جہاں دوسروں کو لوٹ لینا باعث فخر تھا، جہاں گونگا بہرہ سماج تھا، جہاں خون کا بہنا رواج تھا، جہاں شراب وسود کا چلن تھا، جہاں آباء کو خدا جانا جاتا تھا، جہاں معصوم بچیوں کو زمین میں گاڑا جاتا تھا، جہاں تمنا کرنا جرم تھا، جہاں جھوٹ کا راج تھا، جہاں کچھ لوگ انسانوں کو انسان ہی نہ سمجھتے، جہاں احساس گناہ نہ تھا، جہاں احساس زیاں نہ تھا، جہاں اولادِ ابراہیم بستی تھی مگر دین ابراہیم نہ تھا، جہاں وحشت تھی، جہاں بے عدلی، جہاں نفرت تھی، جہاں عصبیت تھی، جہاں جہالت تھی، جہاں ضد تھی، جہاں اَنا تھی، جہاں انکار تھا، جہاں بت پرستی تھی، جہاں اندھی رسمیں تھیں، جہاں خزاں تھی، جہاں شام تنہائی تھی، جہاں لوگ تھے مگر تہذیب نہ تھی، جہاں غلامی کی اندھیری رات تھی، جہاں عقائد کی بے دلیل پیروی تھی، جہاں بے کس کی آہ بھٹک جاتی تھی، جہاں انسانیت کی تذلیل کی جاتی تھی، جہاں حسرت ویاس میں ڈوبی شام حزن تھی، جہاں بہار منہ چھپائے پھرتی تھی، جہاں اشک بے قیمت تھے، جہاں سینکڑوں خدا تھے، ابر جہاں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بغیر برسے گزر جاتے تھے، صحرا جن کی وسعتیں بے دلیل تھیں۔تو اُن لوگوں کے درجے کا کیا کہنا جو اس سارے منظر کو بدلنے نکلے تھے۔جو اس منظر سے وحشت کے ہر سائے کو چن لینا چاہتے تھے۔جن کی خواہشیں اتنی ارفع تھیں کہ اُن پہ پوری انسانی تہذیب استوار کی جاسکتی ہے۔انھی شاہ بختوں سے قرب کی کچھ خواہش ہے۔ہم اُن لوگوں کے نام جاننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو میدان بدر میں مسلمانوں کی طرف سے نکلے۔وہ دو گروہ تھے ایک اہل قریش تھے جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تھے اور دوسرا انصار کا تھا جو بنو اوس اور بنو خزرج پہ مشتمل تھے اور رسول اللہ ﷺ کے میزبان اور مددگار رہے۔چنانچہ پہلے ہم اُن مہاجرین مکہ کے نام تحریر کریں گے جو میدان بدر میں نکلے تھے۔اس کے بعد انصار کے بدری صحابہ کے نام جاننے کی سعادت حاصل کریں گے۔چنانچہ مہاجرین مکہ میں سے جو لوگ میدان بدر میں اترے اُن شاہ بختوں کے نام یہ ہیں۔

****

اصحاب بدر، مہاجرین سے؛

آنحضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصئی، حضرت ابوبکر صدیقؓ بن قحافہ، حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب، حضرت زید بن حارثہؓ، رسول اللہ ﷺ کے غلام انسؓ اور ابو کبشہؓ، حضرت ابو مرثد بن کناز، حضرت مرثد بن ابی مرثد، حضرت عبیدہ بن حارثؓ، حضرت طفیل بن حارثؓ، حضرت حصین بن حارثؓ، حضرت عوف بن اثاثہؓ، حضرت ابو حذیفہؓ، حضرت ابو حذیفہ کا غلام ابو سالمؓ، حضرت عبداللہ بن جحشؓ، حضرت عکاشہ بن محصنؓ، حضرت شجاع بن وہبؓ، حضرت عقبہ بن وہبؓ، حضرت رقیش بن رئابؓ، حضرت ابو سنان بن محصنؓ، حضرت سنان ابن

www.KitaboSunnat.com

سنانؓ، حضرت محرز بن نضلہؓ، حضرت ربیعہ بن اکثمؓ، حضرت ثقف بن عمروؓ، حضرت مالک بن عمروؓ، حضرت مدلج بن عمروؓ، حضرت ابومخشیؓ، حضرت عتبہ بن غزوانؓ، حضرت خباب بن ارتؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ، حضرت سعدؓ کلبی، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت سویبط بن سعدؓ، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ، حضرت مقداد بن اسودؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت مسعود بن ربیعہؓ، حضرت ذوالشمالینؓ، عتیق بن عثمانؓ، حضرت بلال بن رباحؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ، حضرت صہیب بن سنانؓ، نمر بن قسطؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت ابو سلمہٰ بن عبدالاسد، حضرت شماس بن عثمانؓ، حضرت ارقم بن ارقمؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت معتب بن عوفؓ، حضرت زید بن خطابؓ، حضرت مجمعؓ یمنی، حضرت عمرو بن سراقہؓ، حضرت عبداللہ بن سراقہؓ، حضرت واقد بن عبداللہؓ، حضرت خولی ابن خولیٰ، حضرت مالک بن ابی خولیٰ، حضرت عامر بن ربیعہؓ، حضرت عنز بن وائلؓ، حضرت افصی بن جدیلہؓ، حضرت عامر بن بکیرؓ، حضرت عاقل بن بکیرؓ، حضرت خالد بن بکیرؓ، حضرت اباس بن بکیرؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت سائب بن عثمانؓ، حضرت قدامہ بن مظعونؓ، حضرت عبداللہ بن مظعونؓ، حضرت معمر بن حارثؓ، حضرت خنیس بن حذافہؓ، حضرت ابوسبرہ بن ابی رہمؓ ، حضرت عبداللہ بن مخزمہؓ، حضرت عبداللہ بن سہیلؓ، حضرت عمیر بن عوفؓ، حضرت سعد بن خولہؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ، حضرت عمرو بن حارثؓ، حضرت سہیل بن وہبؓ، حضرت صفوان بن وہبؓ، حضرت عمرو بن ابی سرحؓ، حضرت وہب بن سعدؓ، حضرت حاطب بن عمروؓ، حضرت عیاض بن ابی زہیرؓ، مہاجرین مکہ میں سے کل تراسی افراد تھے جو غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔

****

اصحاب بدر ، بنو اوس سے ؛

حضرت سعد بن معاذؓ ، حضرت عمرو بن معاذؓ ، حضرت حارث بن اوسؓ، حضرت حارث بن انسؓ، حضرت سعد بن زیدؓ، حضرت سلمہٰ بن سلامہؓ، حضرت عباد بن بشرؓ، حضرت سلمہٰ بن ثابتؓ، حضرت رافع بن یزیدؓ، حضرت حارث بن حزمہؓ، حضرت حارثہ بن حرثؓ، حضرت سلمہٰ بن اسلمؓ، حضرت ابو

www.KitaboSunnat.com

لہیشم بن تیہانؓ، حضرت عبید بن تیہانؓ، حضرت عبداللہ بن سہلؓ، حضرت سواد بن کعبؓ، حضرت قتادہ بن نعمانؓ، حضرت عبید بن اوسؓ، حضرت نضر بن حارثؓ، حضرت معتب بن عبدؓ، حضرت عبداللہ بن طارقؓ، حضرت مسعود بن سعدؓ، حضرت ابوعبسؓ بن جبیرؓ، حضرت ابوبردہ ہانی بن نیارؓ، حضرت عاصم بن ثابتؓ، حضرت معتم بن قشیرؓ، حضرت ابوملیل بن ازعرؓ، حضرت عمرو بن معبدؓ، حضرت سہل بن حنیفؓ، حضرت مبشر بن عبدالمنذرؓ، حضرت رفاعہ بن عبدالمنذرؓ، حضرت سعد بن عبیدؓ، حضرت عویم بن ساعدہؓ، حضرت رافع بن عنجدہؓ، حضرت عبید بن ابی عبیدؓ، حضرت ثعلبہ بن حاطبؓ، حضرت ابولبابہ المنذرؓ، حضرت حارث بن حاطبؓ، حضرت انیس بن قتادہؓ، حضرت معن بن عدیؓ، حضرت ثابت بن اقرمؓ، حضرت عبداللہ بن سلمہؓ، حضرت زید بن اسلمؓ، حضرت ربعی بن رافعؓ، حضرت عاصم بن عدیؓ، حضرت عبداللہ بن جبیرؓ، حضرت عاصم بن قیسؓ، حضرت ابوضیاع بن ثابتؓ، حضرت ابوحنہ بن ثابتؓ، حضرت سالم بن عمیرؓ، حضرت حارث بن نعمانؓ، حضرت خوات بن جبیرؓ، حضرت منذر بن محمدؓ، حضرت ابوعقیل بن عبداللہؓ، حضرت سعد بن خثیمہؓ، حضرت مالک بن قدامہؓ، حضرت حارث بن عرفجہؓ، حضرت تمیمؓ، حضرت جبیر بن عتیقؓ، حضرت مالک بن نمیلہؓ اور حضرت نعمان بن عصرؓ، قبیلہ اوس کے کل چونسٹھ افراد تھے جنھیں نبی اکرم ﷺ نے مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔

****

اصحاب بدر ، بنو خزرج سے ؛

حضرت خارجہ بن زیدؓ، حضرت سعد بن ربیعؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت خلاد بن سویدؓ، حضرت زید بن مالکؓ، حضرت بشیر بن سعدؓ، حضرت سماک بن سعدؓ، حضرت سبیع بن قیسؓ، عبادہ بن قیسؓ، حضرت عبداللہ بن عبسؓ، حضرت یزید بن قیسؓ، حضرت خبیب بن اسافؓ، حضرت عبداللہ بن زیدؓ، حضرت حریث بن زیدؓ، حضرت سفیان بن بشرؓ، حضرت تمیم بن یعارؓ، حضرت عبداللہ بن عمیرؓ، حضرت زید بن مزینؓ، حضرت عبداللہ بن عرفطہؓ، حضرت عبداللہ بن ربیعؓ، حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ، حضرت اوس بن خولہؓ، حضرت زید بن ودیعہؓ، حضرت عقبہ بن وہبؓ، حضرت رفاعہ بن عمروؓ، حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عامر بن سلمہؓ ، حضرت ابوحمیضہ بن معبدؓ، حضرت عامر بن بکیرؓ، حضرت نوفل بن عبداللہؓ، حضرت عبادہ بن الصامتؓ ، حضرت اوس بن ثابتؓ ، حضرت نعمان بن مالکؓ ، حضرت قریوس بن غنمؓ ، حضرت مالک بن دخشمؓ ، حضرت ربیع بن ایاسؓ ، حضرت ورقہ بن ایاسؓ ، حضرت عمرو بن ایاسؓ ، حضرت مجذر بن زیادؓ، حضرت عبادہ بن خشخاشؓ، حضرت نحاب بن ثعلبہؓ، حضرت عبداللہ بن ثعلبہ ؓ ، حضرت عتبہ بن ربیعہؓ، حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہؓ، حضرت منذر بن عمروؓ، حضرت ابوسید بن مالکؓ، حضرت مالک بن مسعودؓ، حضرت کعب بن حمارؓ، حضرت ضمرہ بن عمروؓ، حضرت زیاد بن عمروؓ، حضرت بسبس بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن عامرؓ، حضرت خراش بن صمہؓ، حضرت حباب بن منذرؓ، حضرت عمیر بن حمامؓ ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت معاذ بن عمروؓ، حضرت معوذ بن عمروؓ، حضرت خلاد بن عمروؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت حبیب بن اسودؓ، حضرت ثابت بن ثعلبہؓ، حضرت عمیر بن حارثؓ، حضرت بشر بن براءؓ، حضرت طفیل بن مالکؓ، حضرت طفیل بن نعمانؓ، حضرت سنان بن صیفیؓ، حضرت عبداللہ بن جدؓ، حضرت عتبہ بن عبداللہؓ ، حضرت جبار بن صخرؓ، حضرت خارجہ بن حمیرؓ، حضرت عبداللہ بن حمیرؓ، حضرت یزید بن منذرؓ، حضرت معقل بن منذرؓ، حضرت عبداللہ بن نعمانؓ، حضرت ضحاک بن حارثہؓ، حضرت سواد بن زریقؓ، حضرت معبد بن قیسؓ، حضرت عبداللہ بن قیسؓ، حضرت عبداللہ بن عبدمنافؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت خلیدہ بن قیسؓ، حضرت نعمان بن سنانؓ، حضرت یزید بن عامرؓ، حضرت سلیم بن عمروؓ، حضرت عنترہؓ، حضرت عبس بن عامرؓ، حضرت ثعلبہ بن غنمؓ ، حضرت ابوالیسر کعب بن عمروؓ، حضرت سہل بن قیسؓ، حضرت عمرو بن طلقؓ، حضرت قیس بن محصنؓ ، حضرت حارث بن قیسؓ، حضرت جبیر بن ایاسؓ، حضرت ابوعبادہ بن سعدؓ، حضرت عقبہ عثمانؓ، حضرت ذکوان بن قیسؓ، حضرت مسعود بن خلدہؓ۔ حضرت عباد بن قیسؓ، حضرت اسعد بن یزیدؓ، حضرت فاکہ بن بشرؓ، حضرت معاذ بن ماعصؓ ، حضرت عائذ بن ماعصؓ ، حضرت مسعود بن سعدؓ، حضرت رفاعہ بن رافعؓ ، حضرت خلاد بن رافعؓ ، حضرت عبید بن زیدؓ، حضرت زیاد بن لبیدؓ، حضرت فروہ بن عمروؓ، حضرت خالد بن قیسؓ، حضرت رجیلہ بن ثعلبہؓ، حضرت عطیہ بن نویرہؓ، حضرت خلیفہ بن عدیؓ، حضرت رافع بن معلیٰؓ ، حضرت ابوایوب خالد بن کلیبؓ ، حضرت ثابت بن خالدؓ، حضرت عمارہ بن حزمؓ، حضرت سراقہ بن کعبؓ، حضرت حارثہ بن نعمانؓ، حضرت سہیل بن رافعؓ ،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عدی بن زغباءؓ، حضرت مسعود بن اوسؓ، حضرت ابوخزیمہ بن اوسؓ، حضرت رافع بن حارثؓ، حضرت عوفؓ بن حارث، حضرت معوذؓ بن حارث، حضرت معاذؓ بن حارث، حضرت عامر بن مخلدؓ، حضرت عبداللہ بن قیسؓ، حضرت حضرت عصیمہؓ، حضرت ودیعہ بن عمروؓ، حضرت ثابت بن عمروؓ، حضرت حارث بن عفراءؓ، حضرت ثعلبہ بن عمروؓ، حضرت سہیل بن عتیکؓ، حضرت حارث بن صمہؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت انس بن معاذؓ، حضرت اوس بن ثابتؓ، حضرت ابوشیخ ابی بن ثابتؓ، حضرت ابوطلحہ بن زیدؓ، حضرت حارثہ بن سراقہؓ، حضرت ابوحکیم عمرو بن ثعلبہؓ، حضرت سلیط بن قیسؓ، حضرت ثابت بن خنساءؓ، حضرت عامر بن امیہؓ، حضرت محرز بن عامرؓ، حضرت سواد بن غزیہؓ، حضرت ابوزید قیس بن سکنؓ، حضرت ابوالاعور بن حارثؓ، حضرت سلیم بن ملحانؓ، حضرت حرام بن ملحانؓ، حضرت قیس بن ابی صعصعہؓ، حضرت عبداللہ بن کعبؓ، حضرت ابوداؤد عمیر بن عامرؓ، حضرت سراقہ بن عمروؓ، حضرت قیس بن مخلدؓ، حضرت نعمان بن عبدعمروؓ، حضرت ضحاک بن عبدعمروؓ، حضرت سلیم بن حارثؓ، حضرت جابر بن خالدؓ، حضرت سعد بن سہیلؓ، حضرت کعب بن زیدؓ، حضرت بجیر بن ابی بجیرؓ، حضرت عتبان بن مالکؓ، حضرت ملیل بن وبرہؓ، حضرت عصمہ بن حصینؓ، حضرت ہلال بن معلیٰؓ ،

[*39]

رضی اللہ و تعالیٰ عنہ

میدان بدر، مقتولین قریش ؛

وہ لوگ جن کی گردنیں تکبر سے اکڑی ہوئی تھیں، وہ لوگ جو اللہ کی واحدنیت سے انکاری تھے، وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتے تھے، وہ لوگ جو برائی کے سرخیل تھے، وہ لوگ جو شرک کے علمبردار تھے، وہ لوگ جو رسم کہن سے چمٹے ہوئے تھے، وہ لوگ جو اپنے آباء کو خدا جانتے تھے، وہ لوگ جن کی فطرت میں کجی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھی، وہ لوگ جو روزِ آخرت کے منکر تھے، وہ لوگ جو ظالم تھے اور ظلم کرتے ہوئے شرماتے نہ تھے، وہ لوگ جن کی آنکھوں میں حیا نہ تھی، وہ لوگ جو مخلوق خدا میں بدترین لوگ تھے، وہ لوگ جو خالق کی اطاعت سے انکاری تھے، وہ لوگ جو باطل سے چمٹے ہوئے تھے، وہ لوگ جو بتوں کے متوالے تھے، وہ لوگ جو سچ کے دشمن تھے، وہ لوگ جو برائی کے شیداء تھے، وہ لوگ جن کے باطن میں اندھیرا تھا، وہ لوگ جن کے ظاہر میں خبث تھا، وہ لوگ جن کے نصیب میں ذلت تھی، وہ لوگ جو تاریک راستوں کے مسافر تھے، وہ لوگ جن کے طور میں وحشت تھی، وہ لوگ جن کے تخیل میں جہالت کا راج تھا، وہ لوگ جو شرف انسانیت پہ بدنما داغ کی طرح تھے، وہ لوگ جن کے سینے میں بغض بھرا تھا، وہ لوگ جو بے منزل مسافرت کے آزار میں تھے، وہ لوگ جن کو راستی سے بعد تھا، وہ لوگ جن کے اطوار میں لغویت تھی، وہ لوگ جن کی زندگی جانوروں سے بھی بری تھی، وہ لوگ جن کے عقائد باطل تھے، وہ لوگ جن کے مقدر سیاہ تھے، وہ لوگ جن کی امیدیں خاک میں ملنے والی تھیں، وہ لوگ جو فطری نرمی سے عاری تھے، وہ لوگ جن کا شعار وحشت تھا ، وہ لوگ جن کے دلوں پہ مہر لگا دی گئی تھی، وہ لوگ جو ہدایت سے دور بھاگتے تھے، وہ لوگ جنھوں نے حرم پاک کو آلودہ کر رکھا تھا، وہ لوگ جو اللہ کے رسول ﷺ سے کھلی دشمنی پہ اتر آئے تھے، وہ لوگ جنھوں نے مسلمانوں کو اذیت سے دوچار کیے رکھا، وہ لوگ جو کمزوروں پہ ستم کے پہاڑ توڑتے تھے، وہ لوگ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا محاصرہ کیے رکھا، وہ لوگ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مقاطع کیے رکھا، وہ لوگ جنھوں ں نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ناپاک ارادہ کیا، وہ لوگ جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے۔ اور یہ وہی لوگ تھے جو نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو مٹانے کا عزم لے کر مکہ سے نکلے تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جن کی خواہش تھی کہ حق دنیا سے مٹ جائے۔

یہ وہی لوگ تھے جن کا خون روزِ بدر بہا۔

انھی لوگوں میں بہت سے بدبخت وہ بھی تھے جو روز بدر جہنم رسید ہوئے، نشان عبرت کے طور پہ مقتولین قریش کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

اس روز قتل ہونے والے اہل مکہ کے ستر سیاہ بخت اِن ناموں سے جانے جاتے تھے۔ قیامت کے روز تک اِن سیاہ بختوں کا شمار تختۂ ارض کے برے لوگوں میں کیا جاتا رہے گا۔ اِن سیاہ بختوں میں حنظلہ بن ابی سفیان، حارث بن حضرمی، عامر بن حضرمی، عمیر بن ابی عمیر، عبیدہ بن سعید، عقبہ بن ابی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معیط، عاص بن سعید، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عامر بن عبداللہ، حارث بن عامر ،طیمہ بن عدی، زمعہ بن اسود، حارث بن زمعہ، عقیل بن اسود، ابوالبختر ی عاص بن ہشام، نوفل بن خویلد، نضر بن حارث، زید بن ملیص، عمیر بن عثمان، عثمان بن مالک، عاص بن ہشام، یزید بن عبداللہ، ابومسافع اشعری، مسعود بن ابی امیہ، ابوقیس بن ولید، ابوقیس بن فاکہ، رفاعہ بن ابی رفاعہ، منذر بن ابی رفاعہ، عبداللہ بن منذر، سائب بن ابی سائب، اسود بن عبدالاسد، حاجب بن سائب، عویمر بن سائب، عمرو بن سفیان، جابر بن سفیان، منبہ بن حجاج، عاص بن منبہ، نبیہ بن حجاج، ابولعاص بن قیس، عاصم بن عوف، امیہ بن ابی خلف، علی بن امیہ بن حلف، اوس بن معیر، معاویہ بن عامر، معبد بن وہب، وہب بن حارث، عامر بن زید، عقبہ بن زید، عمیر، نبیہ بن زید، عبید بن سلیط، مالک بن عبیداللہ، عمرو بن عبداللہ، حذیفہ بن ابی حذیفہ، ہشام بن ابی حذیفہ، زہیر بن ابی رفاعہ، سائب بن ابی رفاعہ، عائذ بن سائب، عمیر، خیار، سبرہ بن مالک، حارث بن منبہ بن حجاج، عاصم بن ضبیرہ اور اس امت کا فرعون ابوجہل شامل تھا۔ [*40]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۵رمضان ۲ہجری۔۔۔21 مارچ 624ء

غزوة القدر

غزوہ بدر اپنے اختتام کو پہنچا۔ اہل مکہ کے ہاں نوحہ خوانی اور مسلمانوں کے ہاں جشن مسرت ابھی جاری تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ اسلام کے کچھ دشمن الکدر کے مقام پہ اپنے لشکر کو اکٹھا کر رہے ہیں تا کہ وہ اسلام کی نوزائیدہ مملکت مدینہ کو نابود کرسکیں۔ عرب میں اس طرح کی جارحیت معمول کی بات تھی اپنے محاورے میں وہ اس کو غارت ڈالنا کہتے تھے۔ اُن کا تعلق قبیلہ بنوسلیم اور قبیلہ غطفان سے تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناسب جانا کہ دشمن کا انتظار کرنے کی بجائے خود اس پہ حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسو صحابہ کے ساتھ اس غزوہ کے لیے مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے۔

سفید رنگ کا علم حضرت علیؓ کو عطا فرمایا۔

مدینے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن اُم مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر کیا۔[*41]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منزل قرقرۃ الکدر نامی ایک مقام تھا جہاں کثرت سے مٹیالے رنگ کے پرندے پائے جاتے تھے اور اُن پرندوں کے دھندلے اور مٹیالے رنگ کی وجہ سے ہی اس علاقے کو قرقرۃ الکدر کہا جاتا تھا۔ دشمن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی روانگی کی خبر مل چکی تھی اس لیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرقرۃ الکدر میں پہنچنے سے پہلے ہی پہاڑوں کی بلندیوں کی طرف منتشر ہو گئے تھے۔

چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ قرقرۃ الکدر پہنچے جہاں دشمن سے سامنے کی توقع تھی تو وہاں کچھ بھی نہ تھا سوائے ایک چرواہے کے جو وہاں انھی قبائل کے اونٹ چرا رہا تھا جنھوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اُس چرواہے کا نام ابو یسار بیان کیا گیا ہے۔ اُس کو گرفتار کر لیا گیا اور تمام اونٹوں کو اپنی تحویل میں لے گیا جن کی تعداد پانچ سو بیان کی گئی ہے۔

ابو یسار نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا کہ؛

میں اپنی قوم کے بارے میں لاعلم ہوں میں تو اُن کے **"خمس"** کو پانی پلانے کے لیے لایا تھا۔

عرب خمس اُس اونٹ کو کہتے ہیں جس کو پانچ روز بعد پانی پلایا جاتا ہے۔ عرب اُس اونٹ کو **"ربع"** کہتے جس کو چار روز بعد پانی پلایا جاتا ہو۔ آپ ﷺ نے وہیں یعنی قرقرۃ الکدر میں قیام فرمایا اور صحابہ کی ایک جماعت کو دشمن کی کھوج کے لیے وادیٔ کے بالائی حصے کی طرف روانہ فرمایا۔

آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ہمراہ تین راتوں تک اسی مقام پہ قیام فرمایا پھر واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی آپ ﷺ نے صرار کے کنویں پہ قیام کیا اور خمس نکالنے کے بعد مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔ صرار کا یہ کنواں مدینہ سے تین میل کے فاصلے پہ تھا۔

قرقرۃ الکدر سے گرفتار ہونے والے واحد شخص ابو یسار کو نبی اکرم ﷺ نے آزاد کر دیا اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ابو یسارؓ نے نبی اکرم ﷺ سے حدیث بھی روایت کی ہے۔

اس مہم کے دوران آپ ﷺ مدینہ سے پندرہ روز باہر رہے۔

اس ضمن میں یہ بیان کرنا باقی ہے کہ بعض مورخین نے بنو سلیم اور بنو غطفان پہ چڑھائی کو الگ الگ بیان کیا ہے۔ غزوۃ الکدر اور غزوہ بنو سلیم کے ناموں سے اسے دو غزوات کے طور پہ بیان کیا ہے۔ جبکہ ہماری تحقیق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بنو سلیم اور بنو غطفان پہ ایک ساتھ چڑھائی کی تھی۔ اسے مورخین نے غزوۃ الکدر یا غزوہ قرقرۃ الکدر کے نام سے بیان کیا ہے۔ یہ ریاست مدینہ کی مدافعت کے سلسلے میں کی جانے والی اُن حربی تدبیروں میں سے ایک تھی جو کم و بیش آٹھ ہجری تک جاری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہیں اس لیے کہ آٹھ ہجری کے بعد جب مکہ فتح ہو گیا تو بیشتر عربوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ آٹھ ہجری میں ہی بنو ہوازن کی شکست کے بعد عرب کے صحرائی اور بدوی قبائل کا حوصلہ بھی ٹوٹ گیا تھا یوں عرب بھر میں اسلام پھیل گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۵شوال ۲ ہجری۔۔۔10 اپریل 624ء

غزوہ بنوقینقاع

نبی اکرم ﷺ جونہی مدینے تشریف لائے اورقوت حاصل کی تو سب سے پہلے شہرِمدینہ کی مختلف قومیتوں کو ایک معاہدے کے تحت لائے جسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔اُس معاہدے کی تفصیلات گزر چکی ہیں جس میں نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کے اہل یہود سے یہ دوستانہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر مدینے پہ کوئی حملہ آور ہوگا تو سب لوگ مل کر اس کا مقابلہ کریں گے اور ایک دوسرے کو زک پہنچانے سے باز رہیں گے۔اگرچہ اکثر یہودی قبائل نے اس معاہدے کو دل سے قبول نہ کیا تھا مگر اس کو توڑنے کی جرأت سب سے پہلے بنوقینقاع نے کی۔روزِ بدر کے بعد یہودیوں نے اپنے بغض کا کھلم کھلا اظہار شروع کر دیا تھا اور وہ مختلف محفلوں میں کہتے پھرتے تھے کہ ہمارا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں۔یہ بات جب نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ یہودیوں کے ایک محلے میں تشریف لے گئے اور یہودیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا:

’’اے گروہ یہود!اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرو کہ کہیں اللہ تم پہ بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ فرمادے جیسا کہ اُس نے مکہ کے مغرور قریشیوں پہ نازل فرمایا ہے۔اس لیے تمھاری فلاح تو اس میں ہے کہ تم اسلام قبول کرلو کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میرے بارے میں خود تمھاری اپنی کتابیں گواہ ہیں جن میں اللہ نے تمھیں بار بار میری اطاعت کا حکم دیا ہے"۔

****

نبی اکرم ﷺ کے اس خطاب کا یہودیوں نے نہایت ہی برا جواب دیا۔

انھوں نے کہا:

اے محمد! آپ ہمیں بھی اپنی قوم کی طرح خیال کرتے ہیں جنھیں فنِ حرب سے واقفیت نہیں۔ بخدا! جب آپ ﷺ ہمارے مقابلے میں نکلیں گے تب آپ ﷺ جانیں گے کہ جنگ کیا ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِن کے اس برے سلوک کا کوئی جواب نہ دیا کہ آپ بات کو بڑھانا نہ چاہتے تھے۔

تاہم اُن کے انجام کی خبر اسی وقت حضرت جبرائیل نے نبی اکرم ﷺ کو پہنچا دی تھی۔

قرآن حکیم میں اُن کے بارے میں ارشاد ہوا کہ!

" قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران :آیات 3/ 12-13)

ترجمہ؛

"اے (میرے رسول) فرمادو ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا ہے کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور ہانکے جاؤ گے جہنم کی طرف اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ بے شک تمہارے لیے عبرت کا نشان (اِن) دو گروہوں میں جو ملے تھے (میدانِ بدر میں) ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں اور دوسرا کافر تھا اور دیکھ رہے تھے (مسلمان انھیں) اپنے سے دو چند اپنی آنکھوں سے اور اللہ مدد کرتا ہے اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے یقیناً اس واقعہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(بدر) میں بہت بڑا سبق ہے آنکھوں والے کے لیے ''۔

****

اس کے بعد وہ ناخوشگوار واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے بنی قینقاع کا محاصرہ کر لیا۔ امام ابوالقاسم عبدالرحمان بن عبداللہ سہیلیؒ نے الروض الانف میں تحریر کیا ہے کہ مدینہ کے نواحی علاقے سے ایک مسلمان خاتون بنو قینقاع کے بازار میں خریداری کی غرض سے آئی اور ایک یہودی زرگر کے پاس بیٹھ گئی۔ یہودی زرگر نے اُس باپردہ خاتون سے نقاب الٹنے کا مطالبہ کیا جس کو اس نے مسترد کر دیا۔

وہ زرگر چپکے سے اٹھا اور اُس خاتون کو باتوں میں لگا کر اس کی چادر کو ایک کیل سے اٹکا دیا جس کی وجہ سے جب وہ خاتون اٹھی تو اس کا نقاب اتر گیا اور وہ بے پردہ ہو گئی۔

اُس خاتون نے مسلمانوں کو پکارا!

قریب سے گزرتے ایک مسلمان نے اُس خاتون سے مسئلہ پوچھا؟

اصل حقیقت واضح ہونے کے بعد اُس مسلمان نے بغیر کسی تردد کے اُس بدتمیز یہودی کو قتل کر دیا۔ مگر چونکہ وہ یہودیوں کا بازار تھا اس لیے فوراً ہی بہت سے یہودی اکٹھے ہو گئے اور انھوں نے اس مسلمان کو قتل کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے صحابہ کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

آپ ﷺ نے حضرت بشر بن عبدالمنذرؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور مسلمانوں کو لے کر بنو قینقاع کا محاصرہ کر لیا۔

اس سے قبل نبی اکرم ﷺ نے اس بات کا اہتمام کر لیا تھا کہ بنو قینقاع کو اس کے حلیفوں سے کوئی مدد نہ مل سکے۔

چنانچہ مسلمانوں نے پندرہ روز تک بنو قینقاع کا محاصرہ کیے رکھا اور بنو قینقاع جب اپنے حلیفوں سے مایوس ہو گئے تو انھوں نے غیر مشروط ہتھیار ڈالنے کا عندیہ دیا۔

انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنا حکم تسلیم کر لیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تب عبداللہ بن ابی اور حضرت عبادہ بن صامتؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ بنو قینقاع کی سفارش کر سکیں۔حضرت عبادہ بن صامتؓ نے تو نبی اکرم ﷺ کا مزاج دیکھ کر بنو قینقاع کی سفارش نہ کی اور اپنے پرانے حلیفوں کی بجائے اللہ کے رسول ﷺ کو اختیار کر لیا مگر عبداللہ بن ابی نبی اکرم ﷺ سے اُن کی سفارش کرنے لگا۔

اُس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ!

میرے موالی کے ساتھ احسان کیجئے۔

نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو نظر انداز کیا اور اُس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔مگر وہ آپ ﷺ کے پیچھے ہی پڑ گیا اور پھر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ!

وہ میرے پرانے حلیف ہیں بخدا اُن پہ احسان فرمائیں۔

نبی اکرم ﷺ ایک طرف کو چل دیئے مگر عبداللہ بن ابی آپ ﷺ کے ساتھ ہی چمٹا رہا اُس نے آپ ﷺ کی زرہ تھام رکھی تھی اور آپ کے ساتھ ہی گھسٹتا چلا آ رہا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے اُس کا ہاتھ جھٹکا اور فرمایا:

مجھے چھوڑ دو!اور آپ ﷺ کے چہرے پہ غصہ تھا۔

مگر عبداللہ بن ابی نے برا نہ مانا اور اُس نے پھر اپنا مطالبہ دہرایا!

یا رسول اللہ ﷺ!

میرے موالی پہ احسان کریں اِن میں چار سو زرہ پوش ہیں جنھوں نے ہر سرخ و سیاہ انسان سے میرا دفاع کیا ہے۔

اس لیے قسم بخدا!میں اُس وقت تک آپ ﷺ کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہوں جب تک کہ آپ ﷺ اِن کے ساتھ احسان نہ فرما لیں۔بخدا!میں آپ ﷺ کو اِن کی گردنیں نہ اڑانے دوں گا کہ میں ایسا انسان ہوں جو حوادث زمانہ سے ڈرتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اچھا!جا میں نے تیری خاطر اِن کو چھوڑ دیا۔

اور یہودیوں کے قبیلے بنو قینقاع میں سات سو افراد تھے جنھیں شہر مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا اور وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شام کے علاقے ازرعات میں جا بسے تھے۔

امام عبداللہ سہیلی نے فرمایا ہے کہ قرآن حکیم کی یہ آیات اسی موقع پہ نازل کی گئیں تھیں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ!

" یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْھِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَۃٌ فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِہٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَآ اَسَرُّوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ نٰدِمِیْنَ ○ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ اِنَّھُمْ لَمَعَکُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ○ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ○ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ ۔ آیات5 / 51.56)

ترجمہ:

"اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو (اپنا) دوست (اور مددگار) نہ بناؤ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے دوست بنا لیا انھیں تم میں سے سو وہ انھی میں سے ہے۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔ سو آپ دیکھتے ہیں اِن لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق) کا مرض ہے اور وہ دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں یہود و نصاریٰ کی طرف، اور کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہیں ہم پہ زمانے کی کوئی گردش نہ آجائے، وہ وقت دور نہیں جب اللہ تعالیٰ (تمھیں) دے گا فتح کامل (یا ظاہر کردے کامیابی کی) کوئی بات اپنی طرف سے تو پھر ہو جائیں گے اس پر جو انھوں نے چھپا رکھا تھا اپنے دلوں میں نادم، اور (اس وقت) کہیں گے ہم ایمان والے کیا یہی لوگ ہیں جنھوں نے قسمیں اٹھائی تھیں اللہ کی سخت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے سخت کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں، اکارت گئے اِن کے اعمال اور ہو گئے وہ (سراسر) نقصان اٹھانے والے ۔تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول پاک ہے اور ایمان لانے والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکواۃ دیا کرتے ہیں اور (ہر حال میں) وہ بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں اور (یادرکھو) جس نے مددگار بنایا اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کریم کو اور ایمان لانے والوں کو (وہ تو اللہ کے گروہ سے ہیں اور) بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے"۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵ ذوالحجہ ۲ہجری ۔۔۔ 29 مئی 624ء

غزوہ سویق

قریش ابھی روز بدر کی حیرت میں تھے اور اُن کے دل اس بات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے کہ حرم کی مجلسوں میں ابو جہل، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف، ولید بن عتبہ، نضر ابن الحرث، منبہ بن حجاج اب کبھی نظر نہ آئیں گے۔ اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ بے سروسامان مسلمان جو کل تک اِن کے رحم و کرم پہ تھے انھوں نے اہل مکہ کے اتنے عظیم سرداروں کو قتل کر دیا ہے۔ عرب بھر میں اہل قریش کو صدیوں سے ایسی ذلت کا سامنا کبھی نہ کرنا پڑا تھا جیسا کہ اُن کے ساتھ روزِ بدر کو ہوا تھا۔ اور وہ اسی حیرت ناک واقعہ پہ غور کرتے رہتے تھے۔ اُن کے بڑے بڑے سرداروں کے قتل ہو جانے کے بعد ابوسفیان اُن کا سردار بن گیا تھا۔ چنانچہ ابوسفیان سمیت تمام اہل مکہ کے دلوں میں انتقام کی خواہش انگڑائیاں لینے لگی تھی۔ مگر وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ مسلمانوں کو اِن حالات میں شکست دینا ممکن نہیں۔ اس کے باوجود ابوسفیان نے عربوں کے بھرے مجمع میں قسم کھالی کہ وہ اُس وقت تک نہ تو خوشبو لگائے گا نہ اپنی عورتوں کے پاس جائے گا اور نہ ہی گھی پنیر کھائے گا جب تک کہ وہ مدینہ پہ حملہ نہ کر لے۔

ابوسفیان کی اس قسم سے اہل قریش کو حوصلہ ہوا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ابوسفیان قریش کے دوسو سواروں کے ساتھ مکہ سے نکلا اور اُس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ مدینے کے یہودیوں سے مدد حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں پہ حملہ آور ہو جائے گا۔ اپنی اس لشکر کشی کو وہ خفیہ رکھنا چاہتا تھا اس لیے اس نے مدینہ کو جانے والے معروف رستوں سے ہٹ کے سفر کیا اور وہ اپنے مقصد میں اس حد تک ضرور کامیاب بھی رہا کہ مسلمانوں کو اس امر کی خبر نہ ہو سکی کہ قریش اُن پہ حملہ کرنے چڑھ آئے ہیں۔

ابوسفیان نے نجد کا لمبا رستہ اختیار کیا اور مدینہ کے قریب وادئ قناۃ کو ایک طرف چھوڑتا ہوا یتیب نامی پہاڑ کے دامن میں جا اترا۔ یہ پہاڑ مدینہ سے صرف ایک برید کے فاصلے پہ تھا اور ایک برید سے تقریباً اٹھارہ کلومیٹر کا فاصلہ مراد لیا جا سکتا ہے۔

ابوسفیان نے اپنے لشکر کو اسی پہاڑ کے دامن میں چھوڑا اور رات کے اندھیرے میں شہر مدینہ میں داخل ہو گیا۔

اُس نے بنونضیر کے ایک سردار حییٌ بن اخطب کے دروازے پہ دستک دی۔ حییٌ بن اخطب نے ابو سفیان کو پہچانا تو دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا کہ اُس کے دل میں نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کا خوف تھا اگرچہ وہ مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔

ابوسفیان اس سے مایوس ہو کر ایک اور اسلام دشمن یہودی سردار سلام بن مشکم کے دروازے تک پہنچا۔ سلام بن مشکم نے اس کے لیے اپنے دروازے کھول دیئے اور اُس کی خوب تکریم کی اُس کو شراب پیش کی اور میزبانی کی دیگر رسموں کو بجالایا۔

ابوسفیان نے اُس سے کہا:

میں مسلمانوں کے خلاف تم سے مدد حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں اور ہمارے مابین اس بات کا عہد موجود ہے کہ تم لوگ مسلمانوں کے خلاف ہماری مدد کرو گے۔

سلام بن مشکم نے تھوڑے توقف کے بعد کہا:

ہم اُس معاہدے پہ ابھی تک قائم ہیں مگر تم اچانک اپنا لشکر لے کر نکل آئے ہو اور ہمیں اس امر سے مطلع تک نہ کیا کہ ہم کچھ تیاری کر سکیں اب اتنی جلدی ہمارے لیے یہ بات ممکن نہیں کہ تمھاری کوئی مدد کر سکیں اس کے لیے آخر ہمیں کچھ وقت درکار ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شہرمدینہ کے یہودی اگرچہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بھی اسی طرز کا ایک معاہدہ کر چکے تھے مگر وہ اس معاہدے کی تکریم پہ آمادہ نہ تھے۔

مگر براہ راست مسلمانوں کے خلاف کسی کاروائی سے وہ اس لیے گریزاں تھے کہ غزوہ بدر کے نتیجے نے اِن کو بھی بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر دیا تھا۔

چنانچہ ابوسفیان کو یہاں سے بھی مایوس اٹھنا پڑا۔

وہ اپنے لشکر کی طرف آیا اور اُن کو لے کر بے دلی کے ساتھ مسلمانوں کی ایک ادنیٰ چراگاہ پہ حملہ کر دیا جہاں کھجور کے کچھ چھوٹے پودے تھے۔

لشکر قریش نے اِن پودوں کو آگ لگا دی اور اس چراگاہ یا نخلستان کی حفاظت پہ معمور دو مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

شہدا میں معبد بن عمرو انصاریؓ اور اُن کا ایک ساتھی شامل تھے۔

ابوسفیان نے مسلمانوں کا اتنا نقصان کرنے کے بعد یہ سمجھا کہ اُس نے مدینہ پہ حملہ کرنے کی اپنی قسم پوری کر دی ہے۔

چنانچہ وہ غارت گری کی اس چھوٹی سی کاروائی کے بعد مدینہ سے تیزی کے ساتھ نکلا اور مکہ کو روانہ ہو گیا۔

اُس کے دل میں آنحضرت محمد ﷺ اور مسلمانوں کا خوف تھا اور وہ جانتا تھا کہ مسلمان تھوڑی ہی دیر میں اُس کے تعاقب میں نکلیں گے اس لیے اُس نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ زادِراہ پھینک دو تا کہ تمھاری رفتار بڑھ سکے۔

اور زادِراہ کے طور پہ اُن کے ساتھ ستوؤں کے بہت سے تھیلے تھے۔ چنانچہ وہ بھاگتے بھی رہے اور اپنے ستوؤں کے تھیلے بھی گراتے رہے۔

عرب ستو کو سویق کہتے ہیں اسی نسبت سے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق پڑ گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کو تھوڑی دیر گزرنے کے بعد ہی قریش کی اس کاروائی کا علم ہو گیا تھا تب آپ ﷺ انصار و مہاجرین کے دو سو سواروں کے ساتھ اہل قریش کے تعاقب میں نکلے۔

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں بشیر بن عبدالمنذرؓ کو اپنا نائب مقرر کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو رفتار بڑھانے کا حکم دیا۔

مگر جب اُن کو راستے میں جا بجا ستوؤں کے بکھرے ہوئے تھیلے ملنے لگے تو مسلمان جان گئے کہ قریش نے اپنا بوجھ کم کیا ہے اور اپنی رفتار کو بڑھایا ہے اس لیے اُن کا تعاقب فضول تھا۔

تاہم نبی اکرم ﷺ نے قرقرۃ الکدر تک اہل قریش کا تعاقب کیا۔

خود نبی اکرم ﷺ کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ دشمن کو خوف زدہ کر دیں تا کہ وہ بھاگ نکلے اور اس مقصد کو مسلمان لشکر نے پوری طرح حاصل کر لیا تھا اس لیے بغیر کسی خونریزی کے یہ معرکہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچا۔

مال غنیمت کے طور پہ مسلمانوں کے ہاتھ ستوؤں کے بہت سے تھیلے آئے تھے جس کو عرب پسند کرتے تھے۔ چونکہ دشمن بھاگ گیا تھا اور جنگ وجدل کی نوبت نہ آئی تھی اس لیے بعض صحابہ کو گمان ہوا کہ یہ جہاد نہ تھا مگر جب یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے سختی کے ساتھ اس کی تردید کی اور فرمایا:

یہ ایک عمدہ جہاد ہے۔

اہل مکہ اس بزدلانہ کاروائی سے ریاست مدینہ کو تو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ اگر چہ اہل مکہ کی خواہش یہی تھی۔ تاہم روزِ بدر کے بعد سے ابھی تک وہ اپنی طاقت کو مجتمع نہ کر سکے تھے اور نہ ہی وہ اپنے ارادوں کو تکمیل تک پہنچانے پر قادر تھے اس لیے انھوں نے محض ایک رسمی سی کاروائی پر اکتفاء کیا اور شہر مدینہ کے قریب آنے کے باوجود وہ مسلمانوں کے خلاف کھلی جنگ کی جرأت نہ کر سکے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۱ ربیع الاول ۳ ہجری۔۔۔جون 624ء

غزوہ ذی امر

غارت گری اہل عرب میں معمول کی بات تھی۔ بلکہ اکثر بدوی عربوں کا تو پیشہ ہی غارت گری تھا۔وہ تجارتی شاہراہوں پہ منڈلاتے رہتے اور جونہی کوئی قافلہ اُن کی زد میں آتا اُسے لوٹ لیتے۔اس کے علاوہ اُن قبائل اور خاندانوں کے مسکن بھی غارت گری کی زد میں رہتے جو معاشی طور پہ دوسرے عربوں سے قدرے آسودہ تھے۔مدینے میں اسلام کی روشنی پھیلی اور بدر کی شکست کے بعد جب مدینے کے مسلمان آسودہ حال ہوگئے تو عربوں کے بعض قبائل جن کے دل میں اسلام سے بغض بھی بھرا ہوا تھا نے مسلمانوں پہ حملے کا ارادہ کیا۔نبی اکرم ﷺ کو جلد ہی اطلاع مل گئی کہ عربوں کے بعض قبائل اپنا لشکر اکٹھا کر رہے ہیں تا کہ وہ شہر مدینہ پہ غارت ڈال سکیں۔اور اُن میں بنوغطفان تھے اُن کے دو حلیف قبائل بنوثعلبہ اور بنی محارب بھی اُن کے ہمراہ تھے۔

نبی اکرم ﷺ کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے بنوغطفان کے اس ارادے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو مسجد نبوی میں جمع ہونے کا حکم دیا جب مسلمان مسجد میں جمع ہوگئے تو نبی اکرم ﷺ

www.KitaboSunnat.com

نے اُن کو جہاد کی ترغیب دی، اُن کو فضائل جہاد سے آگاہ کیا۔

صحابہ نے لبیک کہا؛

تب نبی اکرم ﷺ چار سو مجاہدین کے ساتھ اِن قبائل کی سرکوبی کے لیے نکلے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ نبی اکرم ﷺ کا لشکر ذوالقصہ کے مقام پہ پہنچا تو آپ کے سامنے ایک شخص کو پیش کیا گیا جس کا نام جبار بن ثعلبہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے بنوثعلبہ کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔

اُس نے کہا:

بنوثعلبہ اور بنوغطفان کبھی آپ کے مقابلے پہ نہ آئیں گے۔ میں آپ کو اُس مقام تک لے جا سکتا ہوں جہاں اُن کا لشکر موجود ہے۔ اس شرارت کا سرغنہ دعثور بن ثعلبہ تھا جو بنوغطفان کا سردار تھا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ؛

نبی اکرم ﷺ کی دعوت پر جبار بن ثعلبہ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ مسلمان لشکر کی راہنمائی کرنے لگا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے جبار بن ثعلبہؓ کو دین سکھانے کے لیے حضرت بلالؓ کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں کا لشکر اس علاقے کے ایک معروف چشمے ذی امر پہ پہنچا جہاں دشمن سے سامنے کی توقع تھی۔ مگر نبی اکرم ﷺ کے لشکر کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنوغطفان اور دیگر دشمن پہاڑوں پہ چڑھ گئے یا غاروں میں چھپ گئے کہ وہ تو غارت گر تھے اور کسی منظّم لشکر سے لڑنا اُن کے بس کی بات نہ تھی۔ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ اسی چشمے پہ اترے اگرچہ مسلمان لشکر کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں مختلف سمتوں میں دشمن کی تلاش میں سرگرم رہیں۔

اُس سے اگلے روز چشمہ ذی امر پہ زور کی بارش ہوئی سارے مسلمان بھیگ گئے نبی اکرم ﷺ بھی ایک درخت کے نیچے آرام کرتے رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے کپڑے سوکھنے کے لیے اسی درخت پہ لٹکا رکھے تھے۔ دور سے بنوغطفان غاروں اور گھاٹیوں میں چھپے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو دیکھ رہے تھے۔

بنوغطفان میں سے کسی شخص نے دعثور سے کہا:

کہ تجھے اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا کہ تم وہ کارنامہ کر جاؤ جس کا سارا عرب مشتاق ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعثور ابن حرث غطفانی اُن میں سب سے بہادر تھا اور اعلیٰ شہ سوار تھا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کو اُس درخت کے نیچے تنہا پا کر اُس کے اندر لالچ نے سر اٹھایا اور وہ دبے پاؤں نبی اکرم ﷺ کے سر تک پہنچ گیا۔

اُس نے آپ ﷺ کے سر پہ تلوار تانی اور کہا:

اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے اطمینان سے جواب دیا۔

میرا اللہ!

اور وہ نبی اکرم ﷺ کے رعب میں آ گیا اسی دوران حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور دعثور کے سینے پہ زور سے ہاتھ مارا جس سے وہ دور جا گرا۔ تلوار دعثور کے ہاتھ سے گر پڑی تھی اور اسے نبی اکرم ﷺ نے اٹھا لیا تھا۔

اب نبی اکرم ﷺ نے اُس سے کہا:

بتا اب میرے ہاتھ سے تجھے کون بچائے گا۔

چونکہ دعثور مشرک تھا اور اُس کا کوئی خدا نہ تھا اس لیے وہ ششدر رہ گیا اور نبی اکرم ﷺ سے رحم کی درخواست کرنے لگا۔

اُس نے نبی اکرم ﷺ سے کہا:

مجھے معاف کر دیا جائے میں کبھی آپ ﷺ کے رستے میں نہیں آؤں گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جا میں نے تجھے معاف کیا۔

اور وہ نبی اکرم ﷺ کی اس دریا دلی اور سخاوت سے بہت متاثر ہوا اور اسلام قبول کر لیا پھر وہ اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ اُس کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ تھکے تھکے قدموں اپنے ساتھیوں کی طرف جا رہا تھا اُس کے ساتھیوں نے بھی اُس کی بدلی ہوئی کیفیت کو محسوس کر لیا تھا۔

چنانچہ اُس کے لوگوں نے پوچھا تجھ پہ کیا گزری ہے؟

دعثور نے کہا:

وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور میں اُن پہ ایمان لے آیا ہوں۔ بخدا! نہ کوئی اُن کو قتل کر سکتا ہے اور نہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہی اُن سے جنگ کرسکتا ہے۔ جب میں نے اُن پہ اپنی تلوار سونتی تو ایک بڑے قد والے فرشتے نے میرے سینے پہ زور کا ہاتھ مارا جس سے میں دور جا گرا۔

اور وہ یقیناً اللہ کا فرشتہ تھا۔

اُس نے اپنے لشکریوں سے کہا!

یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ تمہیں قتل کردیا جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے وہاں کافی دن قیام کیا۔[43*]

مگر کسی دشمن سے سامنا نہ ہوا بلکہ غارت گر اس علاقے سے دور چلے گئے۔ بنو غطفان اور دیگر قبائل اسلامی لشکر کے رعب میں آئے ہوئے تھے اس لیے مقابلے کے لیے نہ نکلے بلکہ میدان چھوڑ کے بھاگ نکلے۔ نبی اکرم ﷺ بغیر کسی خونریزی کے مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ ذی امر کے چشمہ کی وجہ سے لوگوں نے اس غزوہ کو غزوہ ذی امر کا نام دیا بعض نے اس واقعہ کو غزوہ غطفان کے نام سے بھی تحریر کیا ہے اور بعض نے اسی مہم کو غزوہ بحران کے نام سے بھی تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جمادی الآخر ۳ہجری ۔۔۔ اکتوبر 624ء

غزوہ الفرع

مورخین نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب ذی امر کے مقام پہ بنو غطفان اور اُن کے حلیف قبائل کی بغاوت فرو کر کے واپس مدینہ تشریف لائے تو اس کے بعد ربیع الاول کے بقیہ دن آپ ﷺ نے مدینہ ہی میں قیام کیا۔اُس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے بنو سلیم کے اُن لوگوں پہ توجہ کی جن کے متعلق آپ ﷺ کو آگاہ کیا گیا تھا کہ وہ اپنی قوت کو مجتمع کر رہے ہیں تا کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا۔دراصل میدانِ بدر میں قریش کی عبرت ناک شکست کے بعد عربوں کے اکثر قبائل نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں سے دشمنی پہ اتر آئے تھے۔جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ قریش صدیوں سے اُن کی مذہبی و روحانی راہنمائی کرتے چلے آئے تھے اس لیے عرب قریش سے یک گونہ عقیدت رکھتے تھے۔چنانچہ جب قریش کے بہت سے نامور سردار مارے گئے تو اہل عرب کو اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا کہ اب عرب سے بت پرستی کا نام و نشان تک مٹ کے رہ جائے گا اس لیے ہر وہ قوم یا قبیلہ جو بت پرست تھا صرف اس وجہ سے مسلمانوں کا دشمن بن گیا تھا کہ مسلمان لوگوں کو بت پرستی سے روکتے تھے اور اُن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قبیلوں کی نقل وحرکت اور بداراداوں کی وجہ سے مسلمان مسلسل جہاد میں مصروف تھے۔وہ کسی قبیلے کو اس بات کی اجازت دینے کے لیے تیار نہ تھے کہ وہ پوری تیاری کرے اور اس کے بعد مدینہ پہ یلغار کر دے۔اس لیے نبی اکرم ﷺ کو جونہی کسی قبیلے کے سر اٹھانے کی اطلاع ملتی تو آپ ﷺ اپنے لشکر کے ہمراہ اُس کے سر پہ جا پہنچتے اور اس کو ہمت ہی نہ ہوتی کہ وہ باہر نکل کر آپ ﷺ کے اصحاب کا مقابلہ کر سکیں۔چنانچہ اِن فوجی مہموں کے درمیان ہم نے اکثر و بیشتر اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ مختلف عرب قبائل نے اس بات کا ارادہ تو ضرور کیا کہ وہ مسلمانوں کو دکھ پہنچائیں یا انھیں نقصان سے دوچار کریں مگر نبی اکرم ﷺ کی تیز تر فوجی نقل وحمل انھیں مجتمع ہی نہ ہونے دیتی تھی اور ابھی وہ کہیں اکٹھے بھی نہ ہو پاتے کہ اسلامی لشکر کے شہ سوار اپنے نبی کے ہمراہ اُن کے سروں پہ پہنچ جاتے اور اُن کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوں کہ مسلمانوں سے مقابلے کے لیے اُن میں نہ تو جرأت تھی اور نہ ہی اُن کے وسائل اس قابل تھے کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں۔

اس لیے جب نبی اکرم ﷺ کو بنوسلیم کے مجتمع ہونے کی اطلاع ملی تو نبی اکرم ﷺ تین سو صحابہ کے ہمراہ مدینے سے نکل کھڑے ہوئے۔آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن اُم کلثومؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور لشکر کے ہمراہ بنوسلیم کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوگئے۔[44*]

مسلمانوں کے لشکر کی اچانک آمد سے بنوسلیم ہراساں ہوگئے۔

دراصل انھیں نبی اکرم ﷺ کی روانگی اور اسلامی لشکر کے اُن کے سروں پہ پہنچ جانے کی کوئی اطلاع ہی نہ تھی۔اس لیے ایک صبح جب ابھی سپیدہ سحر بھی نہ پھیلا تھا تب اُن کے مخبریوں نے اطلاع کی کہ بھاگو!

نبی اکرم ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ آپہنچے ہیں۔

اور اُن کی فوج میں کوئی نظم نہ تھا اس لیے جدھر جس کا منہ سمایا وہ بھاگ اٹھا۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ؛

وہ بحران کا مقام تھا جہاں بنوسلیم کا لشکر مقیم تھا اور وہیں سے وہ نبی اکرم ﷺ کی آمد کا سن کر بھاگ اٹھے تھے۔

علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ؛

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بحران حجاز میں فرع کی جانب ایک معدن ہے جہاں سونے کی کانیں ہیں۔ بقول علامہ واقدی نبی اکرم ﷺ بحران میں دس روز تک ٹھہرے رہے حتیٰ کہ فتنہ دب گیا۔ اور اس بار بھی نبی اکرم ﷺ بغیر کسی خونریزی کے مدینے واپس تشریف لے آئے۔ بعض نے اس کو غزوہ بنو سلیم بھی لکھا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہفتہ ۱۵شوال ۳ہجری بمطابق 31مارچ 625ء

غزوہ اُحد

سال بھر قریش اُن زخموں کو چاٹتے رہے جو میدان بدر میں اُن کو مسلمانوں کی طرف سے لگے تھے۔مگر اُن کی دانش نے اُن کی راہنمائی حق قبول کرنے کی طرف نہ کی بلکہ انہیں انتقام پہ اکسایا اور اُن کا یہی فہم اُن کی کج روی کا ثبوت تھا۔قریش اگرچہ صاحبِ دانش تھے، دنیا کے معاملات کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے ،مگر نجانے کیوں وہ حق قبول کرنے سے رُکے ہوئے تھے۔صرف اسی معاملے میں اُن کی آنکھوں اور دلوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔اُس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شہر مکہ کی فضائیں ابھی تک اشرافِ قریش کے اُس خون کی بو سے بوجھل تھیں جو میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ کے شیدائیوں نے بہایا تھا۔قریش کی آنکھوں سے روزِ بدر کی ہزیمت کسی آسیب کی طرح جھانکتی تھی اور اُن کا پیچھا نہ چھوڑتی تھی۔

اُن کے دلوں میں ایک قہر لہریں لیتا تھا اور اُن کو چین کی نیند نہ آتی تھی ۔وہ انتقام کی آگ میں اندھے ہو رہے تھے،اسی وجہ سے اُن کے دل سخت ہو چکے تھے اور ہدایت قبول کرنے سے عاری بھی۔اگر وہ اپنی عقل سے کام لیتے اور اُس دلیل کو پہچانتے جو اُن کی شکست کی وجہ تھی کہ حق ہمیشہ

www.KitaboSunnat.com

غالب رہا ہے۔تب شاید اُن کے دلوں میں سلگتے انتقام کے آلاؤ ٹھنڈے پڑ جاتے اور اُن کے قلب ہدایت کی طرف راغب ہو جاتے ۔مگر دنیا کا سارا حسن ،زندگی کی ساری رعنائیاں،تمناؤں کے سارے سوتے ، آرزو کی ہر منزل،دلیل کے سارے اسلوب،عقل کا ہر پہلو،سکوتِ شب کا تغیر، روپہلی سحر کا بانکپن،بارش کی بوندوں کا تسلسل،ستاروں کی مدھم چاندنی،چاند کا خنک نور،بہاروں کی سرسراہٹیں،بگولوں کی آوارگی،صحرا کی شدت،کوہساروں کی عظمت،رسموں کا جمود،روایات کا طوق حیرتوں کی شدت،یقین کے پڑاؤ،وحشت کے سائے،گہرے زخموں کے نشاں،شرف کی عظمت، قبیلے کی عصبیت،عقائد کی گمراہی،شرک کی عادت،ظلم کی پکار،شب وسحر کا تسلسل ہر چیز ہر جذبہ ہر احساس اُن کے بغض وانتقام کی نذر ہو گیا تھا اور اُن کی زبان پہ صرف ایک ہی تکرار تھی انکار اور انتقام ۔چنانچہ پوری قومِ قریش کی طرف سے اٹھتی اِن آوازں نے شہر مکہ میں پھر سے جنگ کا سماں پیدا کر دیا تھا۔تب عربوں کا ایک وفد ابوسفیان کے پاس گیا اور اُن میں وہ سب لوگ شامل تھے جن کے بھائی یا بیٹے یا باپ میدانِ بدر میں خاک آلود ہوئے تھے۔اُن میں عبداللہ بن ابی ربیعہ،عکرمہ بن ابی جہل،صفوان بن امیہ اور دیگر بہت سے اہل قریش شامل تھے[45*]۔

انھوں نے ابوسفیان سے کہا:

اے سردارِ قریش!

محمد ﷺ اور اُن کے ساتھیوں نے تمہارے چوٹی کے سرداروں کو قتل کر دیا ہے سارا عرب اس بات کا منتظر ہے کہ ہم کب اُن کا انتقام لینے کے لیے اترتے ہیں اس لیے آج کوئی فیصلہ کر لو۔

یاد رہے کہ ابوسفیان کا وہ قافلہ جس کی حفاظت کی خاطر بدر کا میدان سجا تھا اُس کا تمام مال اور منافع ابھی دارالندوہ میں پڑا تھا،اُس کو تقسیم نہ کیا گیا تھا کہ ابھی میدان بدر میں لگے زخموں سے خون ٹپکتا تھا۔چنانچہ اُن میں سے کچھ لوگوں نے تجویز پیش کہ اس قافلے کا اصل زر تو اُن لوگوں کو واپس کر دیا جائے جنھوں نے اس قافلے میں سرمایہ کاری کی تھی مگر اُن کا تمام تر منافع جنگی مصارف کے لیے روک لیا جائے۔

لوگوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔

ابوسفیان نے کہا! میں اس تجویز کو منظور کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنا مال پیش کرتا ہوں اور بنی عبد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مناف بھی میرے ساتھ ہیں۔

قرآن حکیم میں بھی اس واقعے کا تذکرہ موجود ہے اس لیے کفار کے اِن ارادوں کی تکذیب کرتے ہوئے بیان کیا گیا کہ!

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ O

القرآن الحكيم (سورة الانفال آيات ـ8/ 36)

ترجمہ؛

"بے شک کافر خرچ کرتے ہیں اپنے مال تا کہ روکیں (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے اور یہ آئندہ بھی (اسی طرح) خرچ کرتے رہیں گے اپنے مال مگر پھر ہو جائے گا یہ خرچ کرنا ان کے لیے باعث حسرت وافسوس پھر وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے اور جنھوں نے کفر کیا وہ سب دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔

****

اس کے بعد ابوسفیان نے جواب اہل قریش کا سردار تھا نے اپنی قوم سے کہا!

تم لوگ جلد از جلد لوگوں کو اپنا حلیف بناؤ۔ اُن کو جنگ اور انتقام پہ اکساؤ۔ بنو کنانہ کے قبائل اور تہامہ کے جنگجوؤں کو تیار کرو۔ چنانچہ اِن مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے انھوں نے باہم مشورے سے ایک وفد کو ترتیب دیا اور اُس میں ابوعزہ شاعر بھی تھا جو روز بدر قید ہوا تھا اور اُس نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی غربت اور اعیال داری کا واسطہ دے کر کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھ پہ احسان فرمائیں اور مجھے رہا کر دیں۔

تب نبی اکرم ﷺ نے اُس سے فرمایا؛

اگر تم مجھ سے یہ وعدہ کرو کہ آئندہ تم مجھے اپنی زبان سے اذیت نہ پہنچاؤ گے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ابوعزہ نے اس وعدے پہ رہائی حاصل کی تھی۔ مگر اب وہ اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا تھا اور اہل عرب کو اپنے اشعار سے جنگ کی ترغیب دلاتا تھا۔

وہ بنو کنانہ اور تہامہ کے قبائل کی طرف اہل قریش کے وفد کے ساتھ نکلا اور اس کی زبان پہ یہ اشعار تھے۔

اِیْھًا بَنِیْ عَبْدِ مُنَاۃَ الرُّزَّامْ
اَنْتُمْ حُمَاۃٌ وَّ اَبُوْکُمْ حَامْ

میدان میں جم کے لڑنے والے عبد مناۃ! تم بڑے محافظ ہو اور تمہارا باپ بھی بڑا محافظ تھا۔

لَا تَعِدُوْنِیْ نَصْرَکُمْ بَعْدَ الْعَامْ
لَا تُسْلِمُوْنِیْ لَا یَحِلُّ اِسْلَامْ

اس سال کے بعد تم میرے ساتھ اپنی مدد و نصرت کا وعدہ نہ کرنا اب ہمیں دشمن کے حوالے مت کرو کیونکہ ایسا کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

یَامَالِ مَالِ الْحَسَبُ الْمُقَدَّمِ
اَنْشُدُو ذَا الْقُرْبٰی وَ ذَاالتَّذَمُّمِ

اے بنی مالک! اس پہلی شرافت و غیرت کو کیا ہو گیا ہے کہ میں کبھی اس قرابتدار کو اور کبھی اس ذمہ دار آدمی کو تلاش کرتا ہوں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَانَ ذَا رُحْمٍ وَّمَنْ لَّمْ يَرْحُمْ
الْحِلْفَ وَسْطَ الْبَلَدِ الْمُحَرَّمِ
عِنْدَ حَطِيْمِ الْكَعْبَةِ الْمُعَظَّمِ

مجھے بتاؤ رحم اور ہمدردی کرنے والے کون تھے اور کعبہ معظّمہ کے مقام حطیم کے نزدیک حرمت والے شہر مکہ کے درمیان کسی نے ہماری مدد نہیں کی بلکہ تمہیں لوگوں نے کی تھی مگر اب تمہیں کیا ہو گیا ہے۔[*46]

جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو بھی اس جنگ کے لیے تیار کیا اور اُس سے کہا اگر تم میرے چچا طعیمہ بن عدی کے بدلے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ اُس کے چچا طعیمہ بن عدی کو روزِ بدر شیرِ رسول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ وحشی حربہ چلانے میں ماہر تھا جو ایک چھوٹا نیزہ ہوتا ہے۔ کفارِ قریش زور شور سے جنگی تیاریوں میں مصروف تھے وہ اپنے حلیفوں کو تیار کر رہے تھے اپنے ہتھیاروں کو تیز کر رہے تھے اور لوگوں کے اندر جنگ اور انتقام کی آگ کو بھڑکا رہے تھے۔ تب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کی تیاریوں سے خبردار کرنے کے لیے ایک خط لکھا اور بنی غفار کے ایک شخص کو اس بات پہ معمور کیا کہ وہ یہ خط لے کر تیزی سے مدینہ کی طرف روانہ ہو جائے اور رازداری کا خاص اہتمام کرے۔ چنانچہ وہ شخص تین دن اور تین راتوں کے سفر کے بعد قبا میں اترا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو قبا میں ہی سعد ابن ربیع رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف فرما تھے۔

اُس شخص نے خط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خط حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا تا کہ وہ خط پڑھیں۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے یہ خط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھ کے سنایا جس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ اہل قریش عنقریب مدینہ پہ حملہ کرنے کے لیے نکلنے والے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اس ضمن میں انھوں نے بے حد تیاری کی ہے۔

آنحضرت محمد ﷺ نے خط سنا اور حضرت سعد ابن ربیع رضی اللہ عنہ سے فرمایا!

خدا کی قسم! مجھے امید ہے کہ ہر طرف سے خیر ہمارے ساتھ شامل رہے گی مگر ابھی تم اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔ مگر وہ بات پوشیدہ نہ رہ سکی اس لیے کہ جب وہ خط حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو پڑھ کے سنایا تو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اُن کی بات سن لی تھی۔ نبی اکرم ﷺ مدینے کی طرف روانہ ہو گئے تا کہ صحابہ سے اس امر کے متعلق مشورہ کر سکیں۔ دوسری طرف لشکر قریش کی تیاریاں اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی تھیں اور انھوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی عورتوں کو بھی اپنے ساتھ رکھیں گے تا کہ لوگ فرار ہونے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں۔

چنانچہ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ اُس کے ہمراہ تھی۔

عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام بھی اُن کے ساتھ تھی حارث بن ہشام کی بیوی برزہ بنت مسعود بھی ساتھ تھی۔

صفوان بن امیہ کی بیوی ریطہ بنت سعد بھی ساتھ تھی۔

طلحہ بن ابی طلحہ کی ماں خناس بنت مالک بھی ساتھ تھی۔

عمیر کی بیوی عمرہ بنت علقمہ جو حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ماں تھیں وہ بھی کفار قریش کی طرف سے جنگ میں نکلیں تھیں، یہ وہ خواتین تھیں جن کے ساتھ اُن کے شوہر تھے اگر چہ اُن کے علاوہ بھی عربوں کی بہت سی عورتیں اس جنگ میں شامل ہوئیں تھیں۔ اُن میں کچھ کا تعلق تو اشرافِ قریش سے تھا اور بہت سی ایسی تھیں جو کنیزیں تھیں جن کا کام ناچنا گانا تھا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ؛

اہل قریش کے ساتھ پندرہ عورتیں تھیں، جو دف بجاتی تھیں، گانے گاتی تھیں اور اپنے اشعار سے لوگوں کو جنگ پہ ابھارتی تھیں۔ وہ مقتولین بدر کا نوحہ کرتی تھیں اور اپنی سپاہ کے جوش و جذبے میں اضافہ کرتی تھیں۔ اہل مکہ نے اس بار خوب تیاری کی تھی اور ابوسفیان کی قیادت میں اُن کے ساتھ ایک لشکر جرار تھا، جس میں اہل قریش کے علاوہ بنو کنانہ اور تہامہ کے قبائل کے لوگ بھی شامل تھے اور حبشیوں کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی جو مال غنیمت کے لالچ میں اہل قریش کے ساتھ ہو گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے وہ کل تین ہزار سے زائد تھے۔

اُن کے ساتھ دوسو گھڑ سوار تھے۔

اُن کے پاس تین ہزار سے زائد اونٹ تھے۔

اور سات سو زرہ پوش تھے۔

عیون الاثر میں بیان کیا گیا ہے۔

کہ وہ حبشی جو اہل قریش کے ساتھ نکلے تھے اُن کا تعلق بنی مصطلق اور بنی ہون ابن خزیمہ سے تھا۔ اِن کو حبشی کہنے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ کالے رنگ کے وہ حبشی تھے جن کو عام طور پہ حبشی کہا جاتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ عرب تھے اور اُن کو حبشی یا احابیش محض اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ مکہ کے زیریں حصے میں حبش نامی پہاڑ کے پاس رہتے تھے۔ چنانچہ جب قریش اہل مدینہ کو نیست و نابود کرنے کے ارادے سے مکہ سے روانہ ہوئے تو احابیش کی ایک معقول تعداد بھی اُن کے ہمراہ ہو گئی تا کہ وہ اہل قریش کی معاونت کر سکیں۔

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

کہ احابیش کے لشکر میں دوسوار تھے اور سات سو زرہ پوش پیدل سپاہی تھے۔

قریش کے ساتھ ابو عامر فاسق بھی نکلا اور اس کے ساتھ ستر سوار تھے۔

ابو عامر راہب کا تعلق مدینہ سے تھا اور وہ قبیلہ اوس کا ایک فرد تھا بہت پہلے ہی وہ عربوں کے مذہب سے بے زار ہو گیا تھا۔ اُس نے نصرانیت اختیار کر لی تھی اور راہبانیت کو اپنا لیا تھا۔ مدینہ کے لوگ اُس کے تقویٰ کو تسلیم کرتے تھے اور دعاؤں کے لیے اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ پھر جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لے آئے اور اُس کی مقبولیت میں انتہائی کمی آ گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ سے حسد میں مبتلا ہو گیا۔ اُس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ پہنچے تو وہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا نبی اکرم ﷺ نے اُس کو ابو عامر فاسق کہہ کے پکارا اور اس کے بعد اُس کا یہی نام مشہور ہو گیا۔ اُس نے ابو سفیان کو یقین دلا رکھا تھا کہ جب وہ اہل مدینہ کے سامنے جائے گا تو قبیلہ اوس کا ہر فرد نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر اس کی طرف آ جائے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لشکر قریش کی روانگی ؛

ابوسفیان کالشکر تین ہزار سے زائد تھا۔وہ مکہ سے نکلے اور ابواء کے مقام پہ پہنچے۔۔وہاں پہنچ کر ابو سفیان کی بیوی ہندہ کے شرارتی ذہن میں یہ ترکیب آئی کہ یہیں کہیں رسول اللہ ﷺ کی والدہ دفن ہیں ۔چنانچہ اُس نے اپنے شوہر ابوسفیان سے کہا؛ کیوں نہ ہم رسول اللہ ﷺ ی والدہ کی قبر کھود ڈالیں اوراُن کی ہڈیاں نکال لیں اور جب تمہارے لوگ اُن کے ہاتھ قید ہوں تو تم ایک ایک ہڈی کے بجائے اپنے قیدی رہا کراتے رہنا۔اس پہ قریش کے صاحب دانش لوگ آگے آئے اور انھوں نے اس تجویز کو پوری شدت سے رد کیا اور کہا، اگر یہ روایت شروع ہوگئی تو پھر کسی کی قبر محفوظ نہ رہے گی ہمیں یہ دروازہ نہیں کھولنا چاہیے ورنہ کل کو بنو بکر کے ہاتھوں ہمارے آباء کی کوئی قبر محفوظ نہ رہے گی۔اہل مکہ کالشکر منزلوں پہ منزلیں مارتا مدینہ کے قریب پہنچا اور شہر مدینہ کے باہر وادئ قناۃ کے وسط میں جبل اُحد کے قریب دو چشموں کے ایک طرف اترا۔انھوں نے اپنے خیمے نصب کئے اور جنگ کے بارے میں مشاورت کی۔وہ بدھ کے روز بارہ شوال کو مدینہ پہنچے۔

****

مسلمانوں کی مشاورت ؛

دوسری طرف نبی اکرم ﷺ کو اہل مکہ کی تمام خبریں پہنچ رہی تھیں ۔نبی اکرم ﷺ کے حکم پہ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کے دونو جوان بیٹے انس اور مونس لشکر کفار کی معلومات حاصل کرنے کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔وادئ عقیق میں اُن کا سامنا لشکر قریش سے ہوا انھوں نے مطلوبہ معلومات حاصل کیں اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا کہ لشکر کفار نے عریض کے علاقے میں مسلمانوں کی چراگاہوں میں اپنے جانور چھوڑ رکھے ہیں جنہوں نے اُن کے کھیت کے اجاڑ دیئے ہیں اور وہاں سبزہ کا ایک دانہ تک نہیں چھوڑا۔

نبی اکرم ﷺ نے انس اور مونس سے یہ حالات سنے تو فرمایا!

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَجُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ۔۔

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے اے اللہ میں تیری قوت سے ہی حملہ کرتا ہوں اور اُن کا مقابلہ کرتا ہوں۔

یہودی اور منافقین خوش تھے اور گھی کے چراغ جلا رہے تھے اُن کو یقین تھا کہ قریش کا یہ لشکر جرار مسلمانوں کو نیست و نابود کر دے گا۔مگر اسلامیانِ مدینہ اور نبی اکرم ﷺ کے تمام شیدائی جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے اور مشاورت میں تھے اور نبی اکرم ﷺ کی محفل میں تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کو بتایا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں گائے ذبح کر رہا ہوں اور میں نے اپنی تلوار میں شکستگی دیکھی ہے میں نے مزید دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں دے دیا ہے۔

صحابہ نے سوال کیا؟

یارسول اللہ ﷺ !اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا!

اس میں تمہارے لیے رنج کی کوئی بات نہیں کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے گائے کو ذبح کیا تو اس سے مراد یہ ہے کہ میرے کچھ اصحاب شہادت کی خلعت پہنیں گے اور میں نے اپنی تلوار میں جو دندانے دیکھے ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ میرے خاندان کا کوئی فرد شہید ہوگا اور مضبوط زرہ سے مراد شہر مدینہ ہے جسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

اولین سیرت نگار ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے روایت کی ہے کہ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطاب کیا اور فرمایا:

اے لوگو! اگر تم مناسب سمجھو تو شہر کے اندر ہی ٹھیرو اور کفار کو اسی جگہ رہنے دو جہاں وہ ہیں اس لیے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر وہ باہر ٹھہرے رہیں گے تو یہ ٹھہرنا اُن کے لیے تکلیف کا باعث ہوگا اور اگر انھوں نے شہر مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہم اُن سے لڑیں گے اور شہر کے پیچ وخم سے ہم اُن سے زیادہ آگاہ ہیں۔ منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی نے بھی نبی اکرم ﷺ کی اس رائے کی تائید کی اور لوگوں سے کہا ہم نے جب بھی اپنے شہر کا دفاع شہر کے اندر رہتے ہوئے کیا ہم کامیاب ہوئے ہیں اور جب بھی ہم نے شہر سے باہر نکل کے دشمن کا مقابلہ کیا ہے تو ہمیں نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ تاہم بہت سے صحابہ اس رائے سے متفق نہ تھے اور اُن میں بہت سے وہ نوجوان شامل تھے جو غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے اور انھیں اس بات کا بہت دکھ تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اُن کے ساتھ شامل تھے اُن کا خیال تھا کہ اس طرح شہر میں چھپے رہنا بزدلی ہے جوانمردی اسی میں ہے کہ دشمن کے مقابلے کے لیے شہر سے باہر نکلا جائے اور اُن کے سامنے جا کے اُن سے مقابلہ کیا جائے۔

عبداللہ بن ابی نے جذبہ جہاد سے سرشار اِن مجاہدین کے خیال کی مخالفت کی اور نبی اکرم ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اِن لوگوں کو رہنے دیں اور شہر میں ہی ٹھیرے رہیں اس لیے کہ کفار کا شہر سے باہر ٹھیرنا اُن کے لیے باعث اذیت ہوگا اور اگر انھوں نے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہمارے مرد اور نوجوان اپنی تلواروں کے ساتھ اُن کا چہرہ پھیر دیں گے اور ہماری عورتیں اور بچے چھتوں سے اُن پہ پتھراؤ کریں گے۔ دوسری طرف وہ لوگ تھے جو اپنے اس موقف پہ قائم تھے کہ ہر حالت میں شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ چونکہ وہ جمعہ کا دن تھا اس لیے نماز کا وقت ہونے پر نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب سب کام بھول کر نماز کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ نماز کے بعد صحابہ کے درمیان اسی بات پہ بحث جاری رہی کہ جنگ شہر مدینہ کے اندر رہ کے لڑی جائے یا شہر سے باہر نکلا جائے۔ چنانچہ جب شور حد سے بڑھا تو رسول اللہ ﷺ وہاں سے اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔

لوگ مسجد میں ہی تھے اور اُن کے درمیان مباحثہ جاری تھا کہ انصار میں سے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اُن نوجوانوں کو سرزنش کی جو شہر سے باہر نکل کے جنگ کرنے کے حامی تھے۔

انھوں نے کہا! رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی آتی ہے اس لیے تمہارے لیے مناسب نہ تھا کہ تم نبی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ پہ اس قدر دباؤ ڈالتے۔

چنانچہ وہ صحابہ شرمندہ ہوگئے اور اپنے عمل پہ ندامت ظاہر کی۔ پھر وہ لوگ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنحضرت محمد ﷺ کے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

نبی اکرم ﷺ جب گھر سے نکلے تو آپ ﷺ نے جنگی ہتھیار لگا رکھے تھے آپ ﷺ نے دو زرہیں اوپر نیچے پہن رکھی تھیں [* 47]۔

آپ ﷺ نے تلوار حمائل کر رکھی تھی اور تیر کمان بھی ہمراہ تھے۔

لوگوں نے اس بات پہ اپنی شرمندگی کا اظہار کیا کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ پہ شہر سے باہر نکل کے جنگ کرنے کے لیے دباؤ ڈالا تھا۔

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ!

یہ لوگ اپنی بات پہ شرمندہ ہیں آپ جنگ کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کریں ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا!

وہ بات جو ہونی تھی وہ تو ہو چکی اور اللہ کے کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ جب وہ ہتھیار پہن لے تو انھیں دشمن سے جنگ کرنے سے پہلے اتارے۔ اس لیے جنگ کی تیاری کرو، اللہ تمہارا مددگار ہے، ہم شہر سے باہر نکل کر دشمن سے جنگ کریں گے۔

****

اُحد پہاڑ کی طرف روانگی ؛

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور مسلمانوں میں علم تقسیم کیے۔ نیزے پہ باندھا ہوا ایک جھنڈا آپ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور یہ علم بنو اوس کے لیے تھا۔ اسی طرح کا ایک اور جھنڈا نبی اکرم ﷺ نے بنی خزرج کو بھی عطا کیا اور اُن کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم بردار حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

مہاجرین مکہ کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تفویض کیا گیا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ہمراہ شہر مدینہ سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک ہزار کے قریب لوگ تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکب نامی گھوڑے پہ سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے میں کمان آویزاں تھی اور دستِ مبارک میں ایک چھوٹا نیزہ تھا اور ذوالفقار نامی تلوار تھی جو میان میں تھی۔ اسلام کے اِن جانبازوں کی آنکھوں میں اِک قہر تھا اور دلوں میں وہ عزم جو سمندروں کو بھی ہلا دے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آگے آگے چل رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے راستہ صاف کر رہے تھے اور لوگوں کو جوش دلا رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شان وشوکت سے مزین مجاہدین اسلام کا یہ لشکر ثنیہ کے مقام پہ پہنچا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہاں پہلے سے مسلح افراد کا ایک لشکر موجود ہے۔

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن ابی کے حلیف ہیں وہ یہودی ہیں اور دین اسلام کی مدد کو آئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا اِن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے؟

لوگوں نے کہا! نہیں

تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پہ ناگواری کے اثرات ابھرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِن لوگوں کو واپس بھیج دو، ہمیں اِن کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں۔

صحابہ نے اُن لوگوں کو واپس کر دیا۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخین کے مقام پہ اترے اور شیخین دو ٹیلوں کو کہا جاتا تھا۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار پھر اپنے لشکر کا جائزہ لیا اور یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کم سن مجاہدین کو واپس مدینے بھیج دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام سے جن نوجوانوں کو واپس کیا اُن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھے، زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ، عرابہ بن عوص رضی اللہ عنہ اور سعد ابن حبتہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ [48*]

سعد بن حتبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھا کہ انہیں غزوہ خندق میں جنگ کی اجازت عطا

www.KitaboSunnat.com

فرمائی گئی۔ تب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ وہ خوب جنگ کر رہے ہیں اس پہ نبی اکرم ﷺ نے اُن کے لیے خیر کی دعا فرمائی۔

حضرت سعد بن حتبہ رضی اللہ عنہ جنگ کے بعد فرمایا کرتے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی دعا ہی کا اثر ہے کہ میں چالیس بھتیجوں کا چچا ہوں، چالیس بھانجوں کا ماموں ہوں اور خود میرے بیس بیٹے ہیں۔ یاد رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مشہور عالم دین امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ انھی کی اولاد سے تھے۔

انھی میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ تھے اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ تھے جنہیں جنگ میں شامل ہونے سے روک دیا گیا تھا۔ تاہم صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ رافع رضی اللہ عنہ تو بہت عمدہ تیرانداز ہے۔ تب نبی اکرم ﷺ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت عطا فرمادی۔

جب اس بات کا علم حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو ہوا تو وہ آنحضرت محمد ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور فرمایا:

یارسول اللہ ﷺ! آپ نے رافع رضی اللہ عنہ کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت عطا فرمادی ہے اور مجھے منع فرمادیا ہے حالانکہ میں اُس سے زیادہ طاقت ور ہوں آپ چاہیں تو ہماری کشتی کرالیں۔

نبی اکرم ﷺ یہ سن کر مسکرا دیئے اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے کشتی لڑیں۔ چنانچہ دونوں نوجوان صحابہ میدان میں اترے اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے جلد ہی حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو پچھاڑ دیا۔ تب نبی اکرم ﷺ نے دونوں صحابہ کو جنگ میں شرکت کی اجازت عطا فرما دی۔

لشکر کے معائنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے شیخین کے مقام پہ ہی نماز مغرب اور عشاء ادا فرمائی۔ اس کے بعد آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے۔ آنحضرت محمد ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو پچاس سواروں پہ امیر مقرر کیا اور انھیں رات کو لشکر گاہ کی حفاظت پہ متعین فرمایا۔ خاص رسول اللہ ﷺ کے خیمے کی حفاظت حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمے لی تھی اور نہایت تندہی سے اپنا فرض ادا کیا۔ رات کے آخری حصے میں نبی اکرم ﷺ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور ایک مقام شوط پہ نماز فجر ادا کی۔ یہیں سے عبداللہ بن ابی منافق اپنے تین سو ساتھیوں سمیت نبی اکرم ﷺ کے لشکر سے الگ ہو گیا اور واپس چلا گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن ابی نے کہا کہ آپ ﷺ نے نادان لڑکوں کی بات مان لی ہے اور ہماری بات کو پس پشت ڈال دیا ہے اس لیے ہم کیوں اپنی گردنیں کٹوائیں۔

عبداللہ بن ابی کے ساتھ جانے والے اکثر لوگوں کا تعلق بنوخزرج سے تھا۔

چنانچہ بنوخزرج کا ایک اور سردار عبداللہ بن عمرو ابن حرام رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور منافقین سے کہا بخدا! تم نے اُس وقت رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑا ہے جب دشمن کی تلواریں بے نیام ہو چکی ہیں اس لیے تمہاری اس غداری کو اللہ رب العزت کبھی معاف نہیں کریں گے۔

عبداللہ نے ابی نے کہا؛

تم فکر نہ کرو ہم جانتے ہیں کہ یہاں کوئی جنگ نہ ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن حرام رضی اللہ عنہ نے انھیں واپس جاتے دیکھ کر فرمایا؛

جاؤ! اللہ تمہیں ہلاک و برباد کرے انشاء اللہ جلد ہی حق تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو تم سے مستغنیٰ کر دے گا۔

یہیں دو اور گروہوں کے دل میں بھی یہ خیال آیا کہ وہ واپس چلے جائیں اور اُن کے دل زور سے دھڑ کے مگر چونکہ وہ منافق نہ تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اِن کے دلوں پہ سکون اتار دیا اور وہ مطمئن ہو گئے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ وہ دو گروہ جن کا ذکر قرآن حکیم میں کیا گیا ہے وہ اوس میں سے بنی حارثہ اور خزرج میں سے بنی سلمہ کے خاندان تھے۔ قرآن حکیم میں اِن کا ذکر اِس آیت میں کیا گیا ہے۔

" اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَاتَّقُوْا اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران آیات 4/3)

ترجمہ؛

"یاد کرو جب تم میں سے دو گروہوں نے دل میں خیال کیا کہ وہ ہمت ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو اِن دونوں جماعتوں کا مددگار تھا پس مسلمانوں کو صرف اللہ ہی پہ بھروسہ کرنا چاہیے"۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

****

منافقین کی واپسی کے بعد نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا؛

تم میں سے کوئی ہے جو ہمیں اِس ٹیلے کی طرف سے احد کی طرف لے جائے۔

حضرت ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ جن کا تعلق بنی حارث بن حارث سے تھا انھوں نے کہا؛

یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسے راستے کو جانتا ہوں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ اور لشکرِ اسلام کو بنی حارثہ کے پتھریلے میدانوں اور اُن کے کھیتوں سے گذارتے ہوئے مربع بن قیظی کے چشمہ پہ پہنچا اور وہ بد بخت منافق تھا۔

جب ہم اُس منافق کے باغ سے گذرے تو وہ زمین سے مٹی اٹھا اٹھا کر مسلمانوں کی طرف پھینکنے لگا اگر چہ وہ اندھا تھا۔

اُس نے کہا:

اگر میں دیکھ سکتا تو میں یہ مٹی تمہارے رسول کے منہ پہ پھینکتا۔

صحابہ نے اُس کی یہ بکواس سنی تو اُسے مارنے کے لیے دوڑے۔

اگر چہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو منع کر دیا تھا کہ اس کو چھوڑ دو یہ آنکھوں ہی سے نہیں بلکہ دل سے بھی اندھا ہے مگر اس سے قبل ہی حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ نے اپنی کمان سے اس منافق کا سر پھوڑ دیا تھا۔

ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ؛

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے جبل احد کے قریب وادیٔ کے کنارے ایک گھاٹی میں پڑاؤ کیا جبل احد آپ ﷺ کی پشت پہ تھا۔

اور یوں اسلام اور کفر کا لشکر آمنے سامنے ہوئے۔

غزوہ احد کا بہ نظرِ غائر مشاہدہ کریں تو روزِ احد کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

دن کا پہلا حصہ جب مسلمانوں کو اللہ نے واضح فتح عطا فرمائی۔

دن کا دوسرا حصہ جب مسلمانوں نے گھاٹی چھوڑ دی تو کفار نے پلٹ کر مسلمانوں پہ حملہ کر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیا مسلمانوں کو قتل کیا اور رسول اللہ ﷺ کو زخمی کیا۔

دن کا تیسرا حصہ جب مسلمانوں کو علم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ جھوٹی تھی تو وہ پلٹ آئے اور اپنے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر کفار کا منہ توڑ دیا۔ تب قریش مسلمانوں کے زیادہ نقصان کے باوجود جنگ کرنے سے گریزاں نظر آئے اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ واپس روانہ ہو گئے جب کہ مسلمانوں نے اُن کے جانے کے بعد لشکر گاہ کو چھوڑا۔

چنانچہ غزوہ احد کو ہم اسی ترتیب کے مطابق بیان کریں ۔

انشاءاللہ

****

دن کا پہلا پہر ؛

وہ میدان احد تھا اور مسلمان اللہ رب العالمین کا نام بلند کرنے کو بے چین تھے اور کفار تھے جو اللہ رب العزت کا نام لینے والوں کے خون کے پیاسے تھے۔ وہ اس عزم سے معمور تھے کہ آج وہ اللہ کے نام لینے والے ہر فرد کو قتل کر دیں گے اور جبل احد تھا جو اُن سارے منظروں کا چشم دید گواہ بننے والا تھا۔ جو حق و باطل کے اُس معرکے میں پیش آنے والے تھے، اور دامن احد کی پتھریلی زمین تھی جس نے ابلتے خون کو اپنے دامن میں جذب کرنا تھا، جس نے مقدس جسموں کو اپنی آغوش میں لینا تھا اور اللہ کے رسول تھے جن کی دعاؤں نے عرش کو ہلا دینا تھا اور صحابہ تھے جن کے اندر مچلتے جذبات کی تپش کو سمندر بھی نہ بجھا سکتے تھے اور اُن کے یقین کے آگے تمام جہاں سرنگوں تھے اور عزیمت و شجاعت کی وہ داستانیں تھیں جن کا ذکر رہتی دنیا تک کیا جانا تھا اور وہیں کہیں وحشی تھا جو کسی بڑے پتھر کی اوٹ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا کی تاک میں تھا اور کفار قریش کی رقاصائیں تھیں جن کی پازیبیں نغمگی بکھیرتی تھیں اور کفار قریش کو اُن کے کفر پہ پختہ کرتی تھیں اور اہل بدر کا نوحہ کہتی ہندہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھی اوراپنے سپاہیوں کے دلوں میں شعلے بکھیرتی تھی اور کفار کے وہ سوار تھے جن کو اپنے ہتھیاروں اور تیز رفتار گھوڑوں پہ ناز تھا اور وہیں کچھ ایسے تھے جن کے ہتھیاروں کی نسبت اُن کی نگائیں زیادہ شعلے اگلنے پہ مائل تھیں کہ انھیں یقین کی دولت سے نوازا گیا تھا۔

سورج نے اس صبح جب اپنی کرنیں دامن احد میں بکھیریں تو رسول اللہ ﷺ لشکر اسلام کی صفیں سیدھی کر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے پچاس تیراندازوں کو لشکر سے الگ کیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو اُن پہ امیر مقرر کیا۔ اوراس دستے کو گھاٹی پہ متعین کیا جو مسلمانوں کی پشت کی جانب تھی اور دشمن وہاں سے حملہ آور ہو سکتا تھا۔

اس دستے کو ہدایات دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا:

تم نے اُس وقت تک اپنا مورچہ نہیں چھوڑنا جب تک کہ میں تمہیں واپس نہ بلاؤں۔ اگر تم دیکھو کہ اللہ نے ہمیں فتح عطا فرمادی ہے اور ہم دشمن کو روندرہے ہیں تب بھی تم نے اپنا مورچہ نہیں چھوڑنا اور اگر تم دیکھو کہ ہمیں شکست ہوگئی ہے اور پرندے ہمیں اچک کے لے جارہے ہیں تب بھی تم نے اپنا مورچہ نہیں چھوڑنا اور اگر گھڑ سوار تم پہ حملہ آور ہوں تو اُن پہ تیروں کی بارش کرنا۔ میں پھر تمہیں کہتا ہوں کہ ہماری پشت کو خالی مت چھوڑنا یادرکھو جب تک تم اپنی جگہ جمے رہو گے ہم غالب رہیں گے ۔اے اللہ! میں تمہیں اِن پہ گواہ بناتا ہوں کہ میں نے نصیحت کا حق ادا کر دیا ہے۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے لشکر اسلام کو ایک عظیم الشان خطاب کیا جس کا متن ہم یہاں "سبل الھدیٰ جلد چہارم" سے درج کر رہے ہیں۔

"یَآ یُّھَا النَّاسُ!

اُوْصِیْکُمْ بِمَآ اَوْصَانِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ مِنَ الْعَمَلِ بِطَاعَتِہٖ وَالتَّنَاھِیْ عَنْ مَحَارِمِہٖ ثُمَّ اِنَّکُمُ الْیَوْمَ فِیْ مَنْزِلِ اَجْرٍ وَذُخْرٍ لِمَنْ ذَکَرَ الَّذِیْ عَلَیْہِ ثُمَّ وَطَّنَ نَفْسَہٗ لَہٗ عَلَی الصَّبْرِ وَالْیَقِیْنِ وَالْجِدِّ وَالنِّشَاطِ فَاِنَّ جِھَادَ الْعَدُوِّ شَدِیْدٌ کَرِیْہٌ قَلِیْلٌ مَنْ یَّصْبِرُ عَلَیْہِ اِلَّا مَنْ عَزَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی رُشْدَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَعَ مَنْ اَطَاعَہٗ وَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ مَنْ عَصَاہُ فَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَتَتَحُوْا اَعْمَالَكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى الْجِهَادِ وَالْمَتَسُوْا بِذٰلِكَ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَعَلَيْكُمْ بِالَّذِیْ اَمَرَكُمْ بِهٖ فَاِنِّیْ حَرِيْصٌ عَلٰى رُشْدِكُمْ وَاِنَّ الْاِخْتِلَافَ وَالتَّنَازُعَ وَالتَّثْبِيْطَ مِنْ اَمْرِ الْعَجْزِ وَالضُّعْفِ مِمَّا لَا يُحِبُّ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا يُعْطِیْ عَلَيْهِ النَّصْرَ وَ الظَّفَرَ ۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ !

جُدِّدَ فِیْ صَدْرِیْ اَنَّ مَنْ كَانَ عَلٰى حَرَامٍ فَرَّاقَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ وَمَنْ رَغِبَ لَهٗ عَنْهُ غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ ذَنْبَهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَیَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهٗ عَشْرًا وَمَنْ اَحْسَنَ مِنْ مُسْلِمٍ اَوْكَافِرٍ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ فِیْ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ فِیْ عَاجِلِ دُنْيَاهُ وَاٰجِلِ اٰخِرَتِهٖ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ اِلَّا صَبِيًّا اَوْامْرَاَةً اَوْمَرِيْضًا اَوْ عَبْدًا مَّمْلُوْكًا وَمَنِ اسْتَغْنَى اللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِيْدٌ مَا اَعْلَمُ مِنْ عَمَلٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا وَقَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَا اَعْلَمُ مِنْ عَمَلٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى النَّارِ اِلَّا وَقَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَا اَعْلَمُ مِنْ عَمَلٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى النَّارِ اِلَّا وَ قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاَنَّهٗ قَدْ نَفَثَ فِیْ رُوْعِی الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ اِنَّهٗ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰى تَسْتَوْفِیَ اَقْصٰى رِزْقِهَا لَا يُنْقَصُ مِنْهُ شَیْءٌ وَاِنْ اَبْطَاَ عَنْهَا فَاتَّقُوْا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَاجْمِلُوْا فِیْ طَلَبِ الرِّزْقِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اسْتِبْطَاءُهٗ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ لَايَقْدِرُ عَلٰى مَا عِنْدَهٗ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ قَدْبَيَّنَ لَكُمُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ غَيْرَ اَنَّ بَيْنَهُمَا شُبَهًا مِّنَ الْاَمْرِ مَنْ وَقَعَ فِيْهَا كَانَ كَالرَّاعِیْ اِلٰى جَنْبِ الْحِمٰى اَوْشَكَ اَنْ يَقَعَ فِيْهِ وَلَيْسَ مَلِكٌ اِلَّا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَحَارِمُهٗ وَالْمُؤْمِنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى تَدَاعٰى عَلَيْهِ سَائِرُ جَسَدِهٖ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ"۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:

اے لوگو!

''میں تمہیں اس چیز کی وصیت کرتا ہوں جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی کتاب میں دیا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں اور حرام کاموں سے باز رہوں۔ آج تم اجر وثواب کے مقام پہ کھڑے ہوتو جس نے اپنے مقام کو یادرکھا اور پھر اس نے اپنے نفس کو صبر یقین جہد مسلسل اور خوشدلی کا خوگر بنایا کیونکہ دشمن سے جہاد کرنا بہت مشکل کام ہے اور کم ہی لوگ اس آزمائش میں ثابت قدم رہتے ہیں بجز اُن لوگوں کے جنہیں اللہ نے سیدھے راستہ پہ استحکام عطا فرمادیا ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اسی کا ساتھی ہوتا ہے جو اس کا فرمانبردار ہوتا ہے بے شک شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے جو اللہ کا نافرمان ہو۔ آج اپنے اعمال کی ابتداء جہاد میں صبر سے کرو اور اپنے رب سے طلب کرو اس صبر کا بدل جو فتح کی صورت ہو اور جس کا اللہ نے تم سے وعدہ فرمارکھا ہے تو جس چیز کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اس کی پابندی کرو اس لیے کہ میں تمہاری ہدایت یابی کا مشتاق ہوں۔ باہمی اختلاف، جھگڑا اور بزدلی عجز کمزوری کی علامتیں ہیں اور اللہ اِن چیزوں کو پسند نہیں کرتا وہ ایسے لوگوں کو کبھی کامیابی اور فتح سے نہیں نوازتا۔

تو اے لوگو!

اللہ تعالیٰ نے یہ چیز پھر سے میرے سینے میں ڈال دی ہے کہ جو شخص حرام کاموں سے باز نہیں آتا اللہ تعالیٰ اسے خود سے دور فرمادیتا ہے اور جو شخص اللہ کی رضا کے لیے حرام کاموں سے رُک جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردیتا ہے۔ یادرکھو کہ جو شخص مجھ پہ ایک بار درود وسلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس بار درود بھیجتے ہیں۔ جو شخص احسان کرے اور کسی مسلمان پر یا کافر کے ساتھ تو اس کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہوجاتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پہ ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کی نماز فرض ہے بجز نابالغ بچے کے، عورت کے بیمار اور غلام کے اور جو شخص نماز جمعہ سے بے پرواہی برتے گا تو اللہ تعالیٰ بھی بے نیاز ہے غنی ہے اور سب تعریفوں کا سزاوار

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے۔میں کوئی ایسا عمل نہیں جانتا جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے قریب کردے مگر میں نے تمہیں اس کو بجالانے کا حکم دیا ہے اور میں کوئی ایسا عمل نہیں جانتا جو تمہیں آتش دوزخ سے قریب کر دے مگر میں نے تمہیں اس سے منع کیا ہے۔میرے دل میں جبرائیل امین نے یہ بات ڈال دی ہے کہ کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اپنے رزق کا آخری لقمہ بھی اپنے حلق سے نہ اتار لے اور اس میں سے ذرا کم نہ ہوگا اور نہ اس میں دیر ہوگی پس اللہ تعالیٰ جو تمہارا پروردگار ہے اس سے ڈرتے رہو اور رزق طلب کرنے کے خوبصورت طریقے اختیار کرو اور جب رزق کے تم تک پہنچنے میں کچھ تاخیر ہوجائے تو اس بات کا برا نہ منانا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے رزق حاصل کرو اس لیے کہ جو چیز تیرے رب کے پاس ہے اسے تو عاجزی سے ہی حاصل کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال وحرام کو بیان کردیا ہے۔

اِن کے علاوہ اِن کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں تو جو اِن کی طرف لپکے گا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو کسی محفوظ چراگاہ کے کنارے تک پہنچ جاتا ہے اور قریب ہے کہ وہ اس محفوظ چراگاہ میں داخل ہوجائے کوئی بادشاہ ایسا نہیں مگر اس کی چراگاہ محفوظ ہوتی ہے۔

خبردار! اللہ تعالیٰ کی محفوظ چراگاہیں اس کے محارم ہیں ایک مومن دوسرے مومنوں کے لیے اس طرح ہے جیسے کہ سر کا تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے اور جب سر بیمار ہو تو سارا جسم بے قرار ہوجاتا ہے۔

تم پہ اللہ کی طرف سے سلامتی ہو"۔

****

اس فصیح وبلیغ خطبے کے بعد نبی اکرم ﷺ صحابہ کی صفوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

کون ہے جو اس تلوار کو اس وعدے کے ساتھ لیتا ہے کہ وہ اس کا حق ادا کرے گا کئی صحابہ آگے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بڑھے تا کہ یہ سعادت اُن کے حصے میں آئے۔ جن میں حضرت علیؓ حضرت عمرؓ اور حضرت زبیرؓ شامل تھے۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے اِن صحابہ کو تلوار عطا نہ کی۔

پھر حضرت ابودجانہؓ صف سے آگے نکلے اور فرمایا:

یارسول اللہ ﷺ اس تلوار کا حق کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن پہ اس قدر وار کئے جائیں کہ یہ تلوار مڑ کے رہ جائے۔

حضرت ابودجانہؓ نے عرض کی!

یارسول اللہ! ﷺ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس تلوار کا خوب حق ادا کروں گا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ تلوار حضرت ابودجانہؓ کو عطا فرمادی۔

لشکر اسلام میں شوق شہادت کا جذبہ لہریں لیتا تھا اور وہ کفار قریش کا خون بہانے کا تہیہ کئے ہوئے تھے۔ وہ موت سے ذرا بھی خوفزدہ نہ تھے بلکہ اُن کی آنکھوں سے جھانکتی سرخی اس بات کی غماز تھی کہ دنیا کی کوئی طاقت اُن کو سرنگوں نہیں کرسکتی اور نہ اِن پہ فتح حاصل کرسکتی ہے۔ جب جذبوں کا عالم یہ ہو کہ موت کی خواہش میں لوگ جلدی کرنے لگیں تو میدان کا منظر کبھی نہیں بدلتا بلکہ اُن کی شجاعت اُن کی آرزوؤں کو تکمیل تک پہنچادیتی ہے۔

اور یہی جذبہ تھا جس کا ذکر کرتے ہوئے مورخین نے لکھا؛

جنگ سے ذرا پہلے جب صحابہ مدینے سے نکلے تو راستے میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ ساتھ ساتھ تھے کسی پڑاؤ پہ وہ رکے تو حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کہا:

کل حق و باطل کے درمیان میدان سجے گا آؤ پروردگار عالم سے اپنی کامیابی کی دُعا مانگ لیں۔

چنانچہ وہ دونوں صحابہ ایک طرف ہوگئے اور بارگاہ رب العزت میں فریاد کی۔

حضرت سعد بن وقاص نے پہلے دعا کی اور کہا اے میرے رب!

کل جب میدان سجے تو میرے مقابلے میں عربوں کا ایک شجاع بھیج جس کی شجاعت مسلّمہ ہو، میں اُس سے مقابلہ کروں اور تیری راہ میں اُس سے لڑوں پھر مجھے اس پہ غلبہ عطا فرما میں اس کو قتل کروں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوراس کا سامانِ حرب اتارلوں۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے کہا:

آمین (یااللہ اس فریاد کو شرفِ قبولیت بخش)

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور دُعا فرمائی اے رب العزت! کل جب میدان سجے تو میرے مقابلے پہ کفار میں سے ایسا شخص بھیج جو طاقتور ہو فن حرب میں ماہر ہو میں تیری رضا کے لیے اُس سے جنگ کروں وہ مجھ سے جنگ کرے پھر وہ مجھ پہ غالب آ جائے وہ مجھے قتل کرے اور قتل کرنے کے بعد بھی مجھ کو نہ چھوڑے بلکہ میرا ناک اور کان کاٹ لے تاکہ روز محشر جب میں تجھ سے ملوں تو تُو مجھ سے پوچھے تیرا ناک اور کان کس نے کاٹے ہیں تو میں جواب دوں کہ یا رب یہ ناک اور کان تو میں نے تیری راہ میں کٹائے ہیں۔تب اللہ رب العزت اپنے ملائکہ کو مخاطب کر کے فرمائیں گے اس شخص نے سچ کہا:

حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے دُعا ختم کی تو حضرت سعد بن وقاصؓ نے کہا:

آمین (یااللہ اس فریاد کو شرفِ قبولیت بخش)

جنگ کے بعد حضرت سعد بن وقاصؓ نے کہا:

وہ مجھ بازی لے گیا کہ وہ شخص مجھ سے عمدہ تھا اور اُس کی دُعا بھی مجھ سے عمدہ تھی مگر اب وقت گذر چکا تھا اس لیے جب میدان احد سجا تو حضرت سعد ابن وقاصؓ اپنے مقابل آنے والوں کو قتل کرتے رہے اور حضرت عبداللہ جحشؓ نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا اور اُن کے کان اور ناک کاٹ لی گئی۔

سرفروشوں کے جذبوں کا عجیب عالم تھا اور نبی اکرم ﷺ صحابہ کی صفیں سیدھی کر رہے تھے۔حضرت ابو دجانہ نے اپنے سر پہ سرخ پٹی باندھ لی تھی اور لوگ اسے موت کا نشان کہتے تھے اور جانتے تھے کہ جب ابو دجانہؓ اپنے ماتھے پہ سرخ پٹی باندھ لیتا ہے تو موت بھی اس سے خائف نظر آتی ہے وہ مسلمانوں کی صفوں کے آگے سینہ پھیلائے اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا اور اُن کے ہاتھ میں نبی اکرم ﷺ کی عطا کی ہوئی تلوار تھی۔

اُسے اس حالت میں دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کو یہ چال بالکل پسند نہیں مگر صرف اس موقعہ پر۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

****

دوسری طرف لشکرِ قریش میں بھی انتقام لہریں لے رہا تھا اور شیطان اُن کو اُکسا رہا تھا اُن کا خیال تھا کہ آج وہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں گے اُن کی عورتیں اپنے مردوں کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں اور بدر کے مقتولین کا تذکرہ کر رہی تھیں تا کہ اُن کے مرد انتقام کی سلگتی آگ کو بجھا سکیں۔

اور اُن میں ہند بن عتبہ پیش پیش تھی اور اس کی زبان پہ یہ اشعار تھے۔

وَیْحًا بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ
وَیْحًا وَحُمَاۃَ الْاَدْبَارِ
ضَرْبًا بِکُلِّ بَتَّارٍ

واہ واہ ! اے عبدالدار کے بیٹو ۔ واہ واہ ! ہماری پشتوں کی حفاظت کرنے والو اپنی کاٹنے والی تیز تلواروں سے دشمن پہ کاری ضرب لگاؤ ۔

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقٍ
نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِقِ

ہم قریش کے معزز لوگوں کی بیٹیاں ہیں ہمیں نرم و گداز قالینوں پہ چلنے کی عادت ہے۔

اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقِ
اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقِ

ہمارے گلوں میں موتیوں کے ہار ہیں اور ہماری مانگ کستوری سے ہی سجتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اَ لدُّ رُّ فِیْ اَلْمَخَانِقِ
وَالْمِسْکُ فِیْ الْمَفَارِقِ
فِرَاقٌ غَیْرُ وَامِقِ

اگر تم آگے بڑھ کر حملہ کرو گے تو ہم تمہیں سینے سے لگائیں گی اور اگر تم پیٹھ پھیرو گے تو ہم تم سے جدائی اختیار کر لیں گی ایسی جدائی جس کا ہمیں کوئی دکھ نہ ہوگا۔

ابوسفیان اپنے لشکر میں گھوم پھر رہا تھا اور لوگوں کے حوصلے بڑھا رہا تھا وہ بنوعبدالدار کی طرف گیا اور اُن سے کہا:

اے بنی عبدالدار! تم جانتے ہو کہ جب تک کسی قوم کا علم بلند رہتا ہے تب تک وہ قوم دشمن پہ غالب رہتی ہے اور جونہی اُن کا علم گر جاتا ہے تو قوم کے حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں اس سے قبل اگر چہ تم نے قریش کی علم برداری کا فرض خوب ادا کیا ہے مگر مسلمانوں کے مقابلے میں روز بدر جو کچھ بھی پیش آیا وہ قوم کے لیے ہرگز خوش کن نہ تھا اس لیے اگر تم سمجھتے ہو کہ تم یہ ذمہ داری اٹھانے کے اہل ہو تو علم کو اپنے پاس رکھو دوسری صورت میں بہت سے لوگ اس اعزاز کے متمنی ہیں اور قریش میں نہ شجاعوں کی کمی ہے نہ علم برداروں کی۔

ابوسفیان کی یہ باتیں سن کر بنوعبدالدار بھڑک اٹھے اور انھوں نے کہا:

میدان جمنے دو ہم ثابت کر دیں گے کہ قریش میں ہم سے بڑھ کر کوئی بھی اس مرتبے کا حقدار نہیں۔ اور ابوسفیان کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ بنوعبدالدار کو بھڑکا دے تا کہ اُن کے سر بے شک کٹتے رہیں مگر وہ قریش کے علم کو سرنگوں نہ ہونے دیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ جنگ احد میں بنوعبدالدار نے اس مرتبے کے تقاضوں کو احسن طور پہ پورا کیا تھا۔ ایک ایک کر کے اُن کے گیارہ علم بردار مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مگر انھوں نے بہت دیر تک اپنے علم کو سر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نگوں نہ ہونے دیا۔

ابوسفیان نے بھی اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور اس کا لشکر مسلمانوں سے چار گنا تھا اُس نے میمنہ پہ خالد بن ولید اور میسرہ پہ عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کیا قلب میں وہ خود اپنی فوج کو کمان کر رہا تھا۔ابوسفیان نے اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور اپنی صفوں سے آگے بڑھ کے اہل مدینہ کو پکارا!

اُس نے کہا:

اے گروہ اوس وخزرج تم لوگ ہمارے اور ہمارے خاندان کے درمیان سے ہٹ جاؤ ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے ابوسفیان کو جواب دیا؛

مگر ہمیں تم سے سروکار ہے اس لیے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے دشمن ہو اور ہم تمہارے خون سے اپنی تلواروں کو رنگنا چاہتے ہیں۔

ابوسفیان نے انہیں برا بھلا کہا اور اپنے لشکر میں واپس آ گیا۔

پھر عمرو بن عامر فاسق آگے بڑھا اور اُس نے قبیلہ خزرج سے کہا قرابتداری کا خیال کرو اور محمد کو چھوڑ کر میرے ساتھ آ جاؤ۔

بنو خزرج نے اُسے جواب دیا:

او فاسق! ہم تمہارے خون کے پیاسے ہیں ذرا میدان تو سجنے دو۔

عمرو بن عامر یہ کہتا ہوا شرمندہ سا واپس آ گیا کہ میری غیر موجودگی میں میری قوم کے خیالات بدل گئے ہیں۔

اس کے بعد عرب دستور کے مطابق انفرادی مقابلوں سے جنگ کا آغاز ہوا۔

کفار کی طرف سے ایک سوار نکلا اور اُس کا سارا جسم لوہے میں غرق تھا اُس نے مسلمانوں کو پکارا اور کہا کون ہے جو میرے مقابلے پہ آتا ہے۔

کچھ دیر تک مسلمانوں کے لشکر سے اُس کے مقابلے میں کوئی بھی نہ نکلا۔

جب اُس نے تیسری بار پکارا تو حضرت زبیرؓ تیزی سے نکلے اور دوڑ لگا دی حتیٰ کہ اچھل کر اُس کافر کے اونٹ پہ چڑھ گئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اِن میں سے جو پہلے نیچے گرے گا وہ مارا جائے گا۔

حضرت زبیرؓ اُس کے اونٹ پہ ہی اُس سے الجھ گئے اور وہ کافر اونٹ سے نیچے آ رہا حضرت زبیرؓ نے اونٹ سے اُس کے اوپر چھلانگ لگائی اور اپنی تلوار سے اُس کا پیٹ چاک کر دیا۔

یہ دیکھ کر آنحضرت محمد ﷺ نے حضرت زبیرؓ کی تعریف فرمائی اور کہا:

ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر زبیرؓ اس شخص کے مقابلے پہ نہ نکلتے تو میں خود اس شخص کے خلاف نکلتا۔

اس کے بعد قریش کی صفوں سے طلحہ بن ابن ابی طلحہ نکلا اور اس کے ہاتھ میں اہل قریش کا علم تھا۔

اُس نے مسلمانوں کے لشکر سے مبازر طلب کیا اور کہا:

کون ہے جو میرے سامنے آئے؟

اُس نے کئی بار مسلمانوں کو پکارا مگر صحابہ خاموش تھے۔

تب اُس نے کہا! محمد کے ساتھیو!

تم تو خیال کرتے ہو کہ اگر تم کو قتل کیا جائے گا تو تم جنت میں جاؤ گے اور اگر ہم میں سے کوئی قتل ہو تو وہ دوزخ میں جائے گا تو کون ہے جو تم میں سے مجھے جہنم کی طرف روانہ کرے یا میری وجہ سے خود جنت میں چلا جائے۔

خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو ورنہ میرے مقابلے پہ نہ آتے۔

صحابہ اس انتظار میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کو حکم دیں مگر جب نبی اکرم ﷺ نے کوئی حکم نہ دیا اور خاموش رہے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ تمام صحابہ کو اجازت ہے کہ کوئی بھی نکلے اور طلحہ کا مقابلہ کرے۔

چنانچہ حضرت علیؓ مسلمانوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکلے اور طلحہ کو للکارا؛

دونوں نے ایک دوسرے پہ حملے شروع کر دیئے اور جلد ہی حضرت علیؓ اُس کافر پہ بھاری پڑنے لگے اور پھر حضرت علیؓ نے اپنی خارا شگاف تلوار بلند کی اور اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ طلحہ زمین پہ گرا اور حضرت علیؓ نے اُس پہ وار کرنے کے لیے تلوار لہرائی مگر اُس پہ حملہ نہ کیا اور پیچھے ہٹ آئے۔

صحابہ نے پوچھا ابن ابی طالب تم نے اپنا کام مکمل کیوں نہ کیا؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ نے فرمایا! دراصل اس کا ستر کھل گیا تھا اور مجھے شرم آ گئی پھر میں جان گیا تھا کہ وہ اب بچنے والا نہیں۔

اور واقعی تھوڑی دیر بعد وہ جہنم کو روانہ ہو گیا۔

طلحہ کے گرنے کے بعد قریش کا علم اُس کے چھوٹے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھا لیا مگر جونہی اس نے کفار کا علم اٹھایا تو حضرت حمزہؓ کسی شیر کی طرح گرجے اور عثمان بن ابی طلحہ کا وہ بازو جڑ سے کاٹ دیا جس میں اس نے قریش کا علم اٹھایا تھا۔

اب گھمسان کی جنگ چھڑ گئی تھی۔

دونوں لشکر باہم مل گئے تھے اور خوب دادِ شجاعت دے رہے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ کفار کا بہت زیادہ نقصان ہو رہا تھا کیونکہ حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت ابو دجانہؓ کے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہر رہا تھا۔

حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ!

جب نبی اکرم ﷺ نے ابو دجانہؓ کو مجھ پہ فوقیت دی حالانکہ میں آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا تھا تو میں نے سوچا کہ ابو دجانہؓ پہ نظر رکھوں گا اور دیکھوں گا کہ نبی اکرم ﷺ نے اُن کو مجھ پہ برتری کس لیے عطا فرمائی۔

اور میں نے دیکھا کہ وہ یہ رجز پڑھتے ہوئے میدانِ کارزار میں گھس گئے۔

اَنَا الَّذِیْ عَاھَدَنِیْ خَلِیْلِی وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ
اِلَّا اَقُوْمَ الدَّھْرَ فِی الْکَیُّوْلِ اَضْرِب بِسَیْفِ اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ

میں وہ شخص ہوں جس کے ساتھ میرے خلیل نے اس وقت یہ معاہدہ کیا جب ہم کھجوروں کے پاس دامانِ کوہ میں تھے کہ میں ساری عمر پچھلی صفوں میں کھڑا نہیں ہوں گا اللہ اور اس کے رسول کی تلوار کو چلاتا رہوں گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن سحٰق نے لکھا کہ!

حضرت ابو دجانہؓ سماک بن خرشہ دشمن کے قلب میں گھس گئے تھے اُن کے چاروں طرف کفارِ قریش تھے مگر کوئی اُن کے نزدیک آنے کی جرأت نہ کرتا تھا کہ اُن کے سامنے جو بھی آتا وہ اسے گاجر مولی کی طرح کاٹ دیتے تھے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کفار کا ایک شخص جو یقیناً پست ذہنیت کا مالک کوئی بُرا شخص تھا۔ لشکر گاہ میں گھوم رہا تھا اور اُس کی راہ میں جو بھی زخمی مسلمان آتا وہ اس کا سر کاٹ دیتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں خواہش کی کاش اُس کا سامنا ابو دجانہ سے ہو اور وہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے رہے حتیٰ کہ ابو دجانہ نے اسے للکارا اور اُس پہ حضرت ابو دجانہ نے اس زور سے وار کیا کہ اُس کے جسم کو دو حصوں میں کاٹ کر رکھ دیا۔

اس کے بعد حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں؛

ابو دجانہؓ اُس شخص کی طرف متوجہ ہوئے جو لوگوں کو جنگ پہ اکسا رہا تھا۔

ابو دجانہؓ کسی بجلی کی طرح اُس کے سر پہ پہنچے تلوار اٹھائی کہ اُس کا سر قلم کر دیں مگر پھر رُک گئے۔ میں اُن سے کچھ دور تھا مگر جب اُن کے قریب گیا تو میں نے پوچھا کہ آپ نے اُس آدمی کو کیوں چھوڑ دیا جو لوگوں کو جنگ پہ اکسا رہا تھا۔

حضرت ابو دجانہؓ مسکرائے اور کہا:

وہ آدمی کہاں تھا وہ تو کوئی عورت تھی اس لیے میں نے اپنی تلوار کو روک لیا تھا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی محترم تلوار کو کسی عورت کے خون سے آلودہ کروں۔

حضرت زبیرؓ کہتے ہیں ابو دجانہ کے اتنا کہنے سے میں جان گیا کہ وہ ہند بنت عتبہ تھی۔

مشہور مورخ برہان الدین حلبیؒ نے حضرت زبیرؓ ہی کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ کفار پہ بے پناہ حملوں کی وجہ سے حضرت ابو دجانہؓ کی تلوار مڑ گئی ہے اور وہ میدان جنگ کے ایک کنارے پہ بیٹھے دو پتھروں سے اپنی تلوار کو جنگ کے قابل بنانے کی کوشش کر رہے تھے کہ وہ پھر سے جنگ میں مشغول ہو سکیں۔ پھر جب اُنہوں نے اپنی تلوار کو کسی حد تک سیدھا کر لیا تو پھر سے میدان جنگ میں کود پڑے اور کفار کو بے دریغ قتل کرنے لگے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے آنحضرت محمد ﷺ کی تلوار سے کیا گیا عہد بہ احسن طور پہ پورا کیا تھا۔

ادھر حضرت علیؓ بھی خوب دادِ شجاعت دے رہے تھے۔

اُن کے سامنے ابوسعید بن طلحہ آیا اور اُس نے حضرت علیؓ کو للکارا!

حضرت علیؓ اس کے سامنے آئے اور دونوں لوگ ایک دوسرے پہ حملہ کرنے لگے اور یہ مقابلہ لشکر کی صفوں کے عین بیچ میں ہو رہا تھا۔ جلد ہی حضرت علیؓ نے اُس کافر کو زیر کر لیا اور لوگوں نے دیکھا کہ خاک وخون سے تڑپتا اُس کا لاشا میدان میں پڑا تھا اور حضرت علیؓ اپنی تلوار سے اُس کا نجس خون صاف کر رہے تھے۔ میدان جنگ میں مسلمانوں کا پلڑا بھاری تھا اور وہ کفار کو بے دریغ قتل کر رہے اس دوران خالد بن ولید نے تین دفعہ گھاٹی پہ حملہ کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی پشت پہ آ کر اس جنگ کا نقشہ بدل سکے مگر وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت عبداللہ بن جبیرؓ اور اُن کے ساتھیوں نے خالد بن ولید کے حملوں کو اپنی بے پناہ تیر اندازی سے بری طرح پسپا کیا تھا۔

ادھر کفار کے علم بردار پے در پے قتل ہو رہے تھے۔ پہلے طلحہ بن ابی طلحہ قتل ہوا، اس کے بعد اُس کا بھائی عثمان بن ابی طلح قتل ہوا، پھر اُن کا تیسرا بھائی ابوسعد بن ابی طلحہ آگے بڑھا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے تیر مار کے اسے بھی قتل کر دیا، پھر طلحہ بن ابی طلحہ کے بیٹے مسافع بن ابی طلحہ نے کفار قریش کا علم اٹھایا تو اسے حضرت عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا، مسافع بن ابی طلحہ کے قتل کے بعد اُس کا چھوٹا بھائی حارث بن طلحہ آگے بڑھا تو عاصم نے نعرہ مارا میں ابن افلح ہوں اور اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا وہ نیم جان سا اپنی ماں سلافہ بنت سعد کو کی گود میں پہنچا تو اُس کی ماں نے پوچھا مجھے بتا تم کو کس نے قتل کیا ہے۔

حارث بن طلحہ نے اپنی ماں سے کہا مجھے میرے بھائی اور میرے باپ کو ابن افلح نے قتل کیا ہے۔ تب اُس کی ماں سمجھ گئی کہ اُس کے بیٹوں اور شوہر کو حضرت عاصم بن ثابت ابن افلح نے قتل کیا ہے۔ سلافہ نے نذر مانی کہ اگر اسے عاصم کا سر دستیاب ہو گیا تو وہ اس کی کھوپڑی میں شراب ڈال کر پیئے گی۔ اُس نے اعلان کیا کہ جو اسے ابن افلح کا سر لا کے دے گا وہ اس کو سو سرخ اونٹ انعام دے گی مگر اللہ تعالیٰ نے اُس مشرک عورت کی یہ قسم پوری نہ ہونے دی اور حضرت عاصم بن ثابت بہ خیرو

www.KitaboSunnat.com

عافیت رہے۔

وہ چشمہ رجیع پہ شہید ہوئے اور یہ معرکہ بعد میں پیش آیا تھا۔

حارث کے بعد سلافہ کا تیسرا بیٹا کلاب بن طلحہ آگے بڑھا اور اُس نے علم اٹھالیا مگر تھوڑی ہی دیر بعد وہ بھی حضرت زبیر بن عوام کے ہاتھوں قتل ہو گیا پھر سلافہ کا چوتھا بیٹا جلاس بن طلحہ آگے بڑھا اور اُس نے قریش کا علم اٹھایا جلاس نے پرچم کو ہوا میں لہرایا اور کفار کو پکارا۔مگر ابھی اُس کی پکار ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے اُس کو گرا دیا اور قتل کر دیا۔کفار کا پرچم اب ارطاۃ بن شرجیل نے اٹھایا مگر وہ بھی جلد ہی سیّدنا علیؓ کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔پھر شریح بن قارض نے زمین پہ پڑے ہوئے قریش کے علم کو اٹھایا اور مسلمانوں نے اسے بھی واصل جہنم کر دیا اُسے حضرت حمزہؓ نے شہید کیا۔اب قریش کا پرچم ابوزید بن عمیر نے اٹھایا جسے قزمان نے قتل کیا۔ابوزید بن عمیر کے قتل کے بعد قریش کا پرچم قاسط بن شرجیل نے اٹھالیا جو ارطاۃ بن شرجیل کا بھائی تھا قزمان نے قاسط کو بھی قتل کر دیا۔اب کفار کا پرچم زمین پہ پڑا تھا اور کفار قدرے بددلی سے لڑ رہے تھے اس لیے کہ کفار قریش کے پرچم کو بلند رکھنے کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے بنوعبدالدار کے تقریباً تمام ہی شجاع قتل ہو چکے تھے اور اب اُس پرچم کو اٹھانے والا کوئی نہ تھا پھر اُن کے ایک حبشی غلام نے اس پرچم کو اٹھالیا۔

اُس حبشی غلام کا نام صواب بیان کیا گیا ہے۔

اُس نے پرچم اٹھایا اور قریش کو للکارا!

قزمان اُس کی طرف لپکا اور صواب کے اُس بازو کو جڑ سے کاٹ دیا۔

صواب نے جھنڈا دوسرے ہاتھ میں اٹھالیا۔

قزمان نے اُس کا دوسرا بازو بھی کندھے سے کاٹ دیا۔

صواب نے کفار کا پرچم اپنے دانتوں سے اٹھالیا مگر وہ زخموں سے نڈھال ہو چکا تھا اس لیے گرا اور اپنی قوم سے سوال کیا؟

کیا میں نے اپنی قوم کی لاج رکھ لی۔

مگر اب میدان میں اُس کے اِس سوال کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا اس لیے کہ پے در پے علم برداروں کو قتل کرانے کے بعد کفار اب دفاعی جنگ پہ اتر آئے تھے۔اُن کے لشکر کی ترتیب ٹوٹ چکی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھی اور وہ بھاگنے کے متعلق سنجیدگی سے سوچ رہے تھے اور آخر تھوڑی دیر بعد وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔اُن کے حوصلے اتنے پست ہو چکے تھے کہ انھیں اپنی عورتوں کا خیال بھی نہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائیں گی۔حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ غزوہ احد میں مسلمانوں کا نعرہ یا شعار تھا'' **امت امت** ''اور کفار کا شعار ''**للعزی یا شاید للھبل**'' تھا مگر وہ اپنے نعرے کو بھول چکے تھے اور ہر طرف صرف امت امت کی آوازیں آرہی تھیں۔میں نے اُن کو دیکھا کہ انھیں اپنی عورتوں کا ہوش بھی نہ تھا میں نے ہند اور اس کی ہجولیوں کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے پائچے اٹھائے بھاگ رہی تھیں اور اُن کی پازیبیں نظر آرہی تھیں۔

****

شیر خدا حمزہؓ اور وحشی؛

مورخین اس بات پہ متفق ہیں کہ شیر خدا حضرت حمزہؓ جنگ کے پہلے پہر میں شہید ہوئے تھے۔جب جنگ شروع ہوئی تو آپ نے انفرادی مقابلوں میں کفار قریش کے علمبردار ارطاۃ بن عبد شرجیل کو قتل کیا،ابن اسحٰق سمیت اکثر مورخین نے حضرت حمزہؓ کی شہادت کے واقعات وحشی ابن حرب سے روایت کئے ہیں جو حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا۔حقیقت بھی یہی ہے کہ جنگ احد میں وحشی ہی وہ واحد شخص تھا جس کی نظریں صرف حضرت حمزہؓ پہ جمی تھیں۔

وحشی ابن حرب ابن دسمہ نے بیان کیا کہ؛

میں بنو عدی کے گھرانے اور قبیلہ قریش کے ایک معزز خاندان کا غلام تھا کفارِ قریش جب مکہ سے نکلے تو میرے مالک جبیر ابن مطعم نے مجھ سے کہا:

حمزہؓ بن عبدالمطلب نے روز بدر میرے چچا طیعمہ بن عدی کو قتل کر دیا تھا اگر تم اس کے بدلے میں حمزہؓ بن عبدالمطلب کو قتل کر دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا۔

وحشی ابن حرب کہتا ہے کہ میں حبشی النسل تھا اور مجھے حربہ چلانے میں کمال مہارت تھی میرا نشانہ خال

www.KitaboSunnat.com

خال ہی خطا جاتا تھا۔[*49]

چنانچہ میں لشکر قریش کے ساتھ نکلا اور مجھے اس جنگ سے ذرا سی دلچسپی بھی نہ تھی تاہم مجھے حمزہؓ بن عبدالمطلب سے خاص دلچسپی تھی کہ اگر میں اُن کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو مجھے آزادی جیسی نعمت مل جاتی۔

پھر جنگ شروع ہوگئی اور میں نے اپنی نگاہیں حضرت حمزہؓ پہ جمادی تھیں۔

انھوں نے قریش کے نامور سردار ارطاۃ بن شرجیل کو قتل کر دیا تھا وہ کفار قریش کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے جو کوئی بھی اُن کے سامنے آتا حضرت حمزہؓ اسے کاٹ کر رکھ دیتے وہ اپنی تلوار ہاتھوں میں لہراتے ہوئے کفار قریش کے پیچھے بھاگ رہے تھے وہ مجھے کسی مست خاکستری اونٹ کی طرح دکھائی دے رہے تھے کہ جو کوئی بھی اُن کے سامنے آتا وہ اسے لتاڑتے ہوئے گزر جاتے۔ میں درختوں اور بڑے پتھروں کی اوٹ سے اُن کا تعاقب کر رہا تھا اس موقع کی تاک میں تھا جب میں اُن پہ اپنا نیزہ پھینکوں۔

اسی اثناء میں عربوں کا ایک اور شخص اُن کے سامنے آیا جس کا نام سباع بن عبدالعزیٰ تھا وہ شریک بن عمرو کی لونڈی اُم انمار کا بیٹا تھا۔

حضرت حمزہؓ نے اسے للکارا!

وہ حضرت حمزہؓ کی طرف مڑا تو حضرت حمزہؓ نے تلوار سے اُس کے سر پہ وار کیا اور اگلے ہی لمحے اُسے کاٹ کر رکھ دیا تب حضرت حمزہؓ کی پوری توجہ سباع بن عبدالعزیٰ کی طرف تھی اور میں ایک بڑے پتھر کی اوٹ سے اسی موقع کا منتظر تھا جب حضرت حمزہؓ قدرے غافل ہوں۔

میں نے حربے کو اپنے ہاتھوں میں تولا اور حضرت حمزہؓ پہ وار کر دیا۔

نیزہ اُن کی ناف کے قریب لگا اور پار نکل گیا!

حضرت حمزہؓ نے میری طرف دیکھا اور تلوار لہراتے ہوئے میری طرف قدم اٹھایا مگر میرا وار کاری تھا حضرت حمزہؓ ایک دو قدم اٹھانے کے بعد گر گئے۔

اس کے بعد بھی میں اُن کے قریب جانے سے کتراتا تھا جب کچھ وقت گذر گیا اور مجھے اطمینان ہو گیا کہ حضرت حمزہؓ شہید ہو چکے ہیں تو میں اُن کے قریب گیا اپنا حربہ اٹھایا اور ایک طرف جا کر بیٹھ گیا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے اس جنگ میں اب کوئی دلچسپی نہ تھی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ وحشی نے ہی حضرت حمزہؓ کا مثلہ کیا تھا یعنی اُن کی ناک اور کان کاٹے۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ جوش انتقام میں یہ قبیح حرکت ہند بنت عتبہ نے کی تھی جو ابوسفیان کی بیوی تھی۔ اُس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال لیا اور اسے چبانے کی کوشش کی مگر اسے چبا نہ سکی اور اگل دیا۔

امام عبداللہ سہیلیؒ نے لکھا ہے!

کہ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہؓ سمیت کئی صحابہ کے ناک کان کاٹ لیے تھے اور ان کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈال لیا اس نے اپنی پازیبیں اور سونے کے ہار اتار کر وحشی ابن حرب کو انعام کے طور پہ دے دیئے۔

حضرت صالح بن قیسانؒ نے کہا کہ! ہند بنت عتبہ کے ساتھ دیگر کئی عورتیں بھی مسلمانوں کی نعشوں کا مثلہ کرنے میں مصروف تھیں اور جوش انتقام میں اندھی ہو رہی تھیں۔ مسلمانوں کی نعشوں کا مثلہ کرنے کے بعد ہند بنت عتبہ جبل احد کے ایک بلند ٹیلے پہ چڑھ گئی اور یہ اشعار کہے۔

نَحْنُ جَزَيْنَاكُمْ بِيَوْمِ بَدْرٍ
وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ سُعُرٍ

اے مسلمانو! ہم نے یوم بدر کا بدلہ چکا دیا اور جنگ کے بعد جنگ آگ کے شعلوں کی طرح بھڑکتی ہی ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

مَاكَانَ عَنْ عُتْبَةَ لِىْ مِنْ صَبْرٍ
وَلَا اَخِىْ وَ عَمِّهٖ وَ بَكْرِى

مجھے اپنے باپ عتبہ، اپنے بھائی ولید اس کے چچا شیبہ اور اپنے بیٹے حنظلہ کی موت پہ اب صبر آیا ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شَفَیْتُ نَفْسِیْ وَقَضَیْتُ نَذْرِیْ
شَفَیْتَ وَحْشِیُّ غَلِیْلَ صَدْرِیْ

میں نے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا اور اپنی نذر پوری کر لی۔اے وحشی! تو نے میرے سینے کی جلن کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔

فَشُکْرُ وَحْشِیٍّ عَلَیَّ عمْرِیْ
حَتّٰی تَرِمَّ اَعْظُمِیْ فِیْ قَبْرِیْ

پس مجھ پہ ساری عمر وحشی کا شکرادا کرنا لازم ہے یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں بوسیدہ ہو جائیں۔

شَفَیْتُ مِنْ حَمْزَۃَ نَفْسِیْ بِاُحُدْ
حَتّٰی بَقَرْتُ بَطْنَہٗ عَنِ الْکَبَدْ

میں نے میدانِ احد میں حمزہ سے اپنے دل کو ٹھنڈا کیا یہاں تک کہ میں نے اس کا پیٹ چاک کر کے اس کا کلیجہ نکالا۔

اَذْھَبَ عَنِّیْ ذَاکَ مَا کُنْتُ اَجِدْ
مِنْ لَذْعَۃِ الْحُزْنِ الشَّدِیْدِ الْمُعْتَمِدْ

اس بات نے مجھ سے انتہائی تکلیف اور شدید غم کی جلن کو دور کر دیا جو میں اپنے دل میں محسوس کرتی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالْحَرْبُ تَعْلُوْكُمْ بِشُؤْبُوْبٍ بَرَدْ
تُقْدِمُ إِقْدَامًا عَلَيْكُمْ كَالْأَسَدْ

جنگ تم پہ سخت ژالہ باری کی بوچھاڑ کے ساتھ چھا جاتی ہے اور شیروں کی طرح دلیری کرتے ہوئے تمہاری طرف بڑھتی ہے۔[*50]

امام عبداللہ سہیلیؒ نے لکھا ہے کہ!

روزِ احد حلیس بن زبان بھی قریش کا حلیف تھا اور اُن کے ساتھ جنگ کو نکلا تھا۔

وہ حارث بن عبد مناۃ سے تھا اور حلیف قبیلوں کا سردار تھا۔ جب حضرت حمزہؓ اور دیگر صحابہ شہید ہو چکے تھے تب حلیس بن زبان نے دیکھا کہ اُن کا سردار ابوسفیان حضرت حمزہؓ کی نعش کے قریب کھڑا ہے اور اپنے نیزے کے ساتھ حضرت حمزہؓ کی نعش کو کچوکے لگا رہا ہے۔

حلیس بن زبان نسبتاً عمدہ اخلاق کا شخص تھا اس لیے جب اُس نے اپنے سردار کو اس قبیح حرکت میں مشغول دیکھا تو اس سے رہا نہ گیا اور وہ کہہ اٹھا: بنو کنانہ کے سردار کو اتنی پست حرکت زیب نہیں دیتی میں جانتا ہوں کہ مقتول تمہارے چچا کا بیٹا ہے۔

حلیس بن زبان کی یہ بات سن کر ابوسفیان نہایت شرمندہ ہوا اور کہا:

ہاں تو نے درست کہا!

میں انتقام کی آگ میں پست اخلاق کا شکار ہوا ہوں مگر نادم ہوں اس بات کو اب اپنے تک ہی رکھنا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت نبی اکرم ﷺ کے لیے نہایت دکھ اور الم کا باعث تھی چنانچہ جنگ کے بعد جب نبی اکرم ﷺ شہدا کی نعشوں پہ آئے تو آپ ﷺ حضرت حمزہؓ کی نعش پہ کھڑے ہو کے زار و قطار روئے اور اُن کے مثلہ سے نبی اکرم ﷺ کو اتنا دکھ پہنچا کہ بے اختیار کہہ اٹھے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش پہ کبھی غلبہ عطا فرمایا تو میں حمزہؓ کے بدلے اُن کے تیس مقتولوں کا مثلہ کروں گا۔ صحابہ نے بھی اسی عزم کا اعادہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں قریش پہ غلبہ عطا فرمایا تو وہ اُن کی لاشوں کا ایسا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مثلہ کریں گے جسے عرب صدیوں تک نہ بھلا سکیں گے۔

ابن اسحٰقؒ نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے یہ روایت بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ جب حضرت حمزہؓ کی نعش پہ اترے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

خدا کی قسم! اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ صفیہ غمزدہ ہوگی تو میں حمزہؓ اور دیگر اُن شہدا کی نعشیں یونہی بغیر دفنائے چھوڑ دیتا جن کا مثلہ کیا گیا ہے تاکہ روز محشر وہ درندوں اور پرندوں کی پوٹوں سے جمع کیے جائیں۔

علامہ ابن ہشامؒ نے لکھا ہے کہ!

رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہؓ کی لاش پہ کھڑے رو رہے تھے۔

تب آپ ﷺ نے فرمایا:

اے میرے چچا! تمہارے وصال سے مجھے جو دکھ پہنچا ہے ایسا دکھ میں نے اس سے قبل محسوس نہیں کیا۔

یاد رہے کہ حضرت حمزہؓ نبی اکرم ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے کہ حضرت حمزہؓ اور رسول اللہ ﷺ دونوں کو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثوبیہ نے کچھ عرصہ تک دودھ پلایا تھا۔ پھر نبی اکرم ﷺ اور حضرت حمزہؓ بنو سعد کے صحرائی ڈیروں میں اکٹھے کھیلا کرتے تھے اس لیے نبی اکرم ﷺ کو اپنے چچا حضرت حمزہؓ سے خاص الفت تھی۔

ابن اسحٰق نے لکھا کہ!

جب نبی اکرم ﷺ حضرت حمزہؓ کی مثلہ شدہ نعش پہ کھڑے تھے اور نہایت غضبناک تھے۔ تب آپ ﷺ نے کفار قریش کی لاشوں کا مثلہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اس کی ممانعت آ گئی اور سورۃ النحل میں یہ آیات نازل فرمائی گئیں۔

”وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ○ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ○

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

القرآن الحکیم (سورۃ النحل . آیات ؛ 16/ 136-137)

ترجمہ؛

''اور اگر تم انھیں سزا دینا چاہتے ہو تو انھیں سزا دو لیکن اسی قدر جتنی کہ تمہیں تکلیف پہنچی ہے اور اگر تم (ان کی ستم رانیوں پہ) صبر کرو اور یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔ آپ صبر فرمایئے اور آپ کا صبر کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہے اور آپ رنجیدہ نہ ہوا کریں ان کی (ہٹ دھرمیوں پہ) اور غم کھایا کریں کفار کی فریب کاریوں پہ۔

****

نبی اکرم ﷺ جب حضرت حمزہؓ کی نعش پہ کھڑے تھے تو آپ ﷺ نے دور سے دیکھا کہ حضرت صفیہ ؓ آرہی ہیں جو حضرت حمزہؓ کی سگی بہن تھیں۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت صفیہؓ کے بیٹے حضرت زبیرؓ سے کہا:

زبیرؓ اپنی ماں کو روکو وہ حمزہؓ کی نعش نہ دیکھ سکے گی۔

حضرت زبیرؓ اپنی ماں کی طرف لپکے اور انہیں دونوں بازوں سے تھام لیا اور کہا:

امی جان رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔

حضرت صفیہؓ نے جواب دیا! نہیں میں واپس نہیں جاؤں گی مجھے معلوم ہے کہ حمزہؓ کی نعش کا مثلہ کیا گیا ہے مگر یہ سب تو اللہ کی رضا کی خاطر ہوا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ سے کہو میں صبر کروں گی۔

حضرت زبیرؓ نے واپس آکر آنحضرت محمد ﷺ سے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ انھیں معلوم ہے کہ حمزہؓ کی نعش کا مثلہ کیا گیا ہے انھوں نے کہا ہے کہ میں انشاء اللہ ضبط سے کام لوں گی کہ یہ سب تو اللہ کی خاطر ہوا ہے۔

تب نبی اکرم ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو حضرت حمزہؓ کی نعش پہ آنے کی اجازت عطا فرمادی۔ حضرت صفیہؓ نے اپنے بھائی کی نعش کو دیکھا اور کمال صبر سے کام لیا اگرچہ آنکھوں سے آنسو تو بہہ رہے تھے مگر کوئی نوحہ نہ تھا پھر انھوں نے اپنے بھائی کے لیے مغفرت کی دُعا کی اور واپس چلی گئیں۔ جنگ کے بعد جب نبی اکرم ﷺ نے شہدا کو دفن کیا تو حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور حضرت حمزہؓ کو اکٹھے ایک ہی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قبر میں دفن کیا کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کا بھی اُسی طرح مثلہ کیا گیا تھا جس طرح کہ حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ کیا گیا تھا۔

یاد رہے کہ روزِ احد شہید ہونے والوں کو وہیں جبلِ احد کے دامن میں اُس میدان میں ہی دفن کیا گیا جہاں وہ شہادت سے سرفراز ہوئے تھے۔

دوسری طرف وحشی ابن حرب بن دسمہ کا بیان ہے کہ!

جب میں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کر دیا تو میں نے اپنا مطلوب حاصل کر لیا تھا اور اب مجھے اس جنگ سے کوئی دلچسپی نہ تھی اس لیے میں ایک طرف ہو کے بیٹھ گیا پھر جنگ ختم ہوگئی اور ہم مکہ کو لوٹ آئے ۔جبیر ابن مطعم نے وعدے کے مطابق مجھے آزاد کر دیا اور میں مکہ ہی میں مقیم رہا مگر جب رسول اللہ ﷺ کی بے انت فوجیں مکہ کے دروازے ابطح کے مقام پہ اتریں تو میں طائف کی طرف بھاگ گیا۔مگر جلد ہی اہل طائف بھی اللہ کے رسول ﷺ سے خائف ہو گئے اور انھوں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر لیا تو میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا اور فیصلہ کیا کہ شام یا یمن کی طرف بھاگ جاؤں۔میں نے اپنی متاع حیات کو اٹھایا اور وہ زیادہ کچھ نہ تھی ایک چادر تھی اور ایک بوسیدہ کمبل تھا جسے میں نے اپنے بازو کے نیچے دے لیا اور کسی بے نام منزل کی جانب روانہ ہو گیا۔

کسی نے مجھ سے پوچھا ابن حرب کہاں جاتے ہو؟

میں نے کہا:

جہاں قسمت لے جائے کیونکہ میں کہیں بھی محمد رسول اللہ ﷺ سے جائے پناہ نہیں پاتا کہ میں نے اُن کے چچا کو شہید کر دیا تھا حالانکہ میری اُن کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی مگر میں غلام تھا اور ہر غلام کی طرح میں بھی آزادی چاہتا تھا۔

اُس شخص نے مجھ سے کہا:

تیرا برا ہو تو اسلام قبول کیوں نہیں کر لیتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کرتے جس نے اسلام قبول کر لیا ہو۔اور میرے دل میں روشنی ہوگئی اور اب میں اپنی اگلی منزل سے بھی آشنا تھا اور مطمئن تھا اور میری اگلی منزل مدینہ تھی

پھر میں لوگوں سے چھپتا چھپاتا نبی اکرم ﷺ کے قریب جا پہنچا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ اُس وقت کسی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے اور کھڑے تھے میں آپ ﷺ کی پشت پہ کھڑا ہو گیا اور زور زور سے کلمہ شہادت پڑھنے لگا۔

نبی اکرم ﷺ نے مڑ کے مجھے دیکھا اور مجھ سے سوال کیا؟

کیا تم وحشی ہو؟

اور میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے مجھے بازو سے تھام لیا اور بیٹھ گئے پھر فرمایا مجھے بتاؤ تم نے میرے چچا حمزہ کو کس طرح قتل کیا تھا۔

اور میں نے شروع سے سارا واقعہ نبی اکرم ﷺ کے گوش گزار کر دیا۔

اور تب میرے سمیت وہاں کوئی نہ تھا جو رویا نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے کہا:

اپنے چہرے کو مجھ سے چھپائے رکھنا کہ مجھے اپنے چچا سے بہت محبت تھی۔

اس کے بعد میں جب بھی نبی اکرم ﷺ کی محفل میں گیا تو میں نے اس بات کا خیال رکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی نظریں مجھ پہ نہ پڑیں اس لیے عام طور پہ میں آپ کے دائیں یا بائیں طرف سے مجلس میں داخل ہوا کرتا۔

اور میرا یہی معمول رہا حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ نے انتقال فرمایا۔

پھر جب مسلیمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے مدینہ سے مسلمانوں کا لشکر روانہ ہوا تو میں نے بھی اپنا حربہ تیار کیا اور مسلمانوں کے لشکر کے ہمراہ ہو گیا۔ جب گھمسان کا رن پڑا تو میں نے دیکھا کہ مسلیمہ اپنے ہاتھ میں تلوار لیے کھڑا ہے اور لوگوں کو مسلمانوں پہ حملے کے لیے اکسا رہا ہے۔

میں نے اُس کو نظر میں رکھا اور اُس کے قریب ہوتا رہا۔

پھر جب میں نے محسوس کیا کہ اب میرا نیزہ اُس کا سینہ پھاڑ دیگا تو میں نے دیکھا کہ ایک انصاری نے بھی اپنی تلوار کو لہرایا ہے اور مسلیمہ پہ حملہ کیا ہے اسی دوران میرا نیزہ بھی اُس کے سینے کے پار ہو چکا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ مسلیمہ کی موت میرے حربے سے ہوئی یا اُس انصاری کی تلوار سے لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں نے جس ہتھیار سے مسلمانوں کے بہترین شخص کو قتل کیا تھا اُسی ہتھیار سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں نے مسلمانوں کے بدترین دشمن کو بھی قتل کیا تھا۔

امام برہان الدین حلبیؒ نے لکھا ہے کہ!

مسلیمہ کذاب کو بلاشبہ وحشی ابن حرب نے قتل کیا تھا اس لیے کہ جب وحشی کا حربہ مسلیمہ کے سینے سے پار ہوا تو اُس کی ایک کنیز نے بالاخانے سے چیخ ماری اور کہا امیرالمومنین کو ایک سیاہ حبشی نے قتل کر دیا ہے۔

امام عبداللہ سہیلیؒ نے لکھا ہے کہ!

حضرت عمرؓ کے دور میں وحشی پہ شراب نوشی کی اتنی حدیں لگیں کہ حضرت عمرؓ اُس سے اُکتا کے رہ گئے اور آخرکار انھوں نے اُس رجسٹر سے وحشی کا نام نکال دیا جس میں حکومت سے وظیفہ حاصل کرنے والوں کے نام لکھے تھے۔

حضرت عمر نے صحابہ سے فرمایا کہ!

میں اس نتیجے پہ پہنچا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت حمزہ کے قاتل کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔

اس کے بعد وحشی مدینے سے ملک شام کی طرف چلا گیا اور وہیں حمس کے مقام پہ وفات پائی۔

****

غسیل ملائکہ حنظلہ ﷺ ؛

احد کے روز جب گھمسان کا رن پڑا تو حضرت حنظلہؓ بن ابی عامر بھی قتال میں مشغول تھے۔تب اُن کا سامنا کفارِ قریش کے سردار ابوسفیان سے ہوا تو وہ تیزی سے اُن پہ حملہ آور ہوئے۔قریب تھا کہ حضرت حنظلہؓ بن ابی عامر ابوسفیان پہ غالب آجاتے اور اُسے قتل کر دیتے کہ تھوڑی دور کھڑے شداد بن اسود نے دیکھ لیا اور پشت کی طرف سے حضرت حنظلہ بن ابی عامر پہ حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

امام سہیلی نے علامہ ابن اسحٰق کے حوالے سے لکھا ہے کہ!

جنگ کے بعد شہداء کی لاشوں کے درمیان جب حضرت حنظلہ ابن عامر کو تلاش کیا گیا تو صحابہ نے دیکھا کہ اُن کے بالوں سے پانی بہہ رہا ہے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے انہیں ابھی غسل دیا گیا

www.KitaboSunnat.com

ہو۔

صحابہ نے یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچائی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا!

اس بارے میں اُس کی بیوی سے دریافت کرو چنانچہ صحابہ نے جب حضرت حنظلہ کی بیوی جمیلہ بنت ابی سلول سے پوچھا؟

تو اُس نے بتایا کہ جب وہ جنگ کے لیے روانہ ہوئے تو انہیں غسل جنابت کی حاجت تھی۔لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا شاید اسی وجہ سے اللہ کے فرشتوں نے اُن کو غسل دیا ہے اس لیے حضرت حنظلہ بن ابی عامر کو غسیل ملائکہ کہا گیا۔یاد رہے کہ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر فاسق کے بیٹے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی دولت سے نوازا تھا جب کہ اُن کا باپ حالت کفر ہی میں مر گیا تھا۔

حضرت حنظلہ کے قتل کے بعد سالارِ قریش ابوسفیان یہ اشعار کہے۔

وَلَوْ شِئْتُ نَجَّتْنِیْ کُمَیْتٌ طِمِرَّةٌ
وَلَمْ اَحْمِلِ النَّعْمَاءَ لِا بْنِ شَعُوْبِ

اگر میں چاہتا تو میرا تیز رفتار کمیت گھوڑا مجھے بچا لے جاتا اور مجھے ابن شعوب کا احسان نہ اٹھانا پڑتا۔

وَمَا زَالَ مُهْرِی مَزْجَرَ الْكَلْبِ مِنْهُمْ
لَدُنْ غُدْوَةً حَتّٰى دَنَتْ لِغُرُوْبِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا یہ گھوڑا صبح سے غروبِ آفتاب تک اُن سے صرف اتنے فاصلے پر برابر جما رہا جتنے فاصلوں سے کتوں کو دھتکارا جاتا ہے۔

اُقَاتِلُهُمْ وَ اَدَّعِیْ یَآلَ غَالِبٍ
وَاَدْفَعُهُمْ عَنِّیْ بِرُکْنٍ صَلِیْبٍ

میں اُن سے مسلسل لڑتا رہا اور بنی غالب کو پکارتا رہا اور ایک محکم قوت سے اپنی مدافعت کرتا رہا۔

فَبَکِّیْ وَلَا تَرْعِیْ مَقَالَۃَ عَاذِلٍ
وَلَا تَسْأَمِیْ مِنْ عَبْرَۃٍ وَّ نَحِیْبِ

پس گریہ زاری کرلو اور ملامت کرنے والوں کی بات کا لحاظ نہ رکھو اور آنسو اور شدید آہ و بکا سے ہرگز نہ اکتاتا۔

اَبَاكِ وَّ اِخْوَانًا لَّہٗ قَدْ تَتَابَعُوْا
وَ حَقٌّ لَھُمْ مِنْ عَبْرَۃٍ بِنَصِیْبٍ

اپنے باپ اور بھائیوں پر خوب رولو کہ جو لوگ قتل ہو رہے ہیں وہ تمہارے آنسوؤں کے حق دار ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دن کا دوسرا پہر ؛

بیان ہو چکا ہے کہ قریش کو ایک ہزیمت ناک شکست کا سامنا تھا اُن کا علم خاک نشیں تھا کہ بنو عبدالدار نے اگر چہ اس علم کو بلند رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر اس کوشش میں وہ ایک ایک کر کے قتل ہوتے رہے تھے، کہ پہلے ابوطلحہ قتل ہوا، پھر اُس کا بھائی عثمان بن طلحہ مسلمانوں کی تلواروں کا نشانہ بنا، اُس کے بعد ابو ابن طلحہ کے چار بیٹے کفارِ قریش کے علم کو سر بلند رکھنے کی کوشش میں خاک و خون ہوئے۔ اُن میں مسافحہ ابن طلحہ، حرث ابن طلحہ، کلاب ابن طلحہ اور جلاس ابن طلحہ شامل تھے۔ چنانچہ کفار اپنے سامنے اُس شکست کو دیکھ رہے تھے جس کی انھیں کوئی توقع نہ تھی۔ اُن کی عورتیں اس حالت میں بھاگ رہی تھیں کہ اُن کی پنڈلیاں عریاں ہوتی تھیں اور اُن کی پازیبوں سے خوشی کے نغموں کی بجائے اب خوف کی صدائیں تھیں۔ بنو عبدالدار کے سب شاہسوار اپنے علم پہ قربان ہو چکے تھے، قریش کا علم زمیں بوس تھا اور وہ پیٹھ پھیرے بھاگ رہے تھے۔ اللہ نے مجاہدین اسلام سے اپنا وعدہ پورا کیا تھا ایک روشن اور واضح فتح اُن کے سامنے تھی۔ قریش کی فوجی ترتیب بکھر چکی تھی اور وہ تیزی سے پسپا ہو رہے تھے۔ اُن کو اپنی عزت اور حمیت کا ذرا بھی احساس نہ تھا، زمین و آسمان شاہد تھے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت مسلمانوں کے ہمراہ تھی، جبل احد کے دامن میں بکھرے مناظر میں کہیں بھی کفر کا بول بالا نہ تھا۔ بلکہ اہل قریش بکریوں کے اُس گلے کی مانند ہو چکے تھے جس میں کوئی بھیڑیا گھس آیا ہو، جبل اُحد کی سبک خرام ہوائیں اس غرور میں مستغرق تھیں کہ حق کو برتری حاصل ہوئی تھی اور باطل کو ذلت کا سامنا تھا۔ تب مسلمان جو کفارِ قریش کا پیچھا کر رہے تھے پلٹے اور اپنے ہتھیار ایک طرف رکھ کے مال غنیمت کی طرف متوجہ ہوئے، حضرت عبداللہ بن جبیرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھاٹی پہ ڈٹے ہوئے تھے اور انھوں نے اپنی تیراندازی سے دو دفعہ خالد بن ولید کا منہ موڑا تھا۔ جب گھاٹی والوں نے دیکھا کہ مسلمان مال غنیمت کو جمع کرنے میں مشغول ہیں اور جنگ کا فیصلہ ہو چکا تو اُن میں سے بعض نے اپنے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر سے کہا:

جنگ کا فیصلہ تو ہو چکا کیوں نہ ہم بھی مال غنیمت اکٹھا کرنے میں شامل ہو جائیں۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے اُن کو سختی سے منع کیا اور کہا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا تم کو رسول اللہ ﷺ کا حکم یاد نہیں کہ تم نے اُس وقت تک مورچہ نہیں چھوڑنا جب تک میں تمہیں اس امر کی اجازت عطا نہ کردوں۔ مگر بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن جبیر سے حجت بازی کی اور کہا: نبی اکرم ﷺ کے حکم کا یہ مطلب نہیں تھا کہ جنگ ختم ہونے کے بعد بھی ہم یہیں بیٹھے رہیں۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے اُن سے کہا:

جب تک رسول اللہ ﷺ مجھے نہیں بلاتے کوئی شخص مورچہ نہ چھوڑے گا۔

کچھ لوگوں نے آوازیں بلند کیں اور اُن میں اختلاف در آیا اب اُن میں اکثریت اس بات کی حامی تھی کہ وہ مورچہ چھوڑ دیں۔

اور انھوں نے اپنے سردار کا حکم نظر انداز کرتے ہوئے مورچہ چھوڑ دیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھ اب صرف آٹھ دس لوگ ہی بچے تھے جنہوں نے اپنے سردار کی بات مان لی تھی۔ وہ اپنے مورچے پہ مستعد تھے اور دشمن پہ گہری نظر رکھے ہوئے تھے مگر اُن کا دشمن بھی پورے دن کا شاطر تھا اور وہ جانتا تھا کہ یہ مورچہ اب کمزور ہو چکا ہے۔ اس لیے خالد بن ولید نے پوری قوت سے گھاٹی والوں پہ حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ اور اُن کے ساتھی دلیری سے لڑے مگر حملہ آور بہت زیادہ تھے اور نہایت بپھرے ہوئے تھے اس لیے مسلمان ایک ایک کر کے قتل ہونے لگے اور مورچہ خالی ہو گیا مسلمانوں کا لشکر جو مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول تھا اور اُس کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ دشمن پلٹ آیا ہے۔

دوسری طرف جب کافی دیر تک قریش کا جھنڈا میدانِ جنگ میں خاک آلود ہوتا رہا پھر قریش کے ساتھ آئی ہوئی عورتوں میں سے ایک عورت آگے بڑھی اور اُس نے قریش کا علم اٹھا لیا۔ علم کو بلند دیکھ کر قریش کے بھاگتے قدم رُک گئے اور وہ میدان جنگ کی طرف پلٹنے لگے جب وہ قریب ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ عمرو بنت عقلمہ جارثیہ نے قریش کا علم اٹھایا ہوا ہے۔ اُس نے قریش کے شاہسواروں کو خوب لعن طعن کی اور کہا یہ چوڑیاں لو اور انہیں پہن لو ہم خود ہی جنگ لڑ لیں گی۔ ہند بنت عتبہ بھی اُس کے ساتھ تھی اور انھوں نے اہل قریش کو ایک بار پھر سے بھڑکا دیا تھا۔ وہ تیزی سے مسلمانوں پہ حملہ آور ہوئے جو پہلے ہی خالد بن ولید کے حملے کی زد میں تھے اور انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اُن کے ساتھ یہ کیا ہوا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب خالد بن ولید نے اُن پہ حملہ کیا تو وہ ہراساں ہو گئے اور اپنے ہتھیار اٹھا کر مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر چونکہ حملہ بہت ہی شدید تھا اس لیے مسلمان قتل ہو رہے تھے۔ دوسری طرف جب میدان جنگ سے بھاگنے والے قریش اُن پہ حملہ آور ہوئے تو انھوں نے جانا کہ وہ دو طرف سے دشمن کے گھیرے میں آ گئے ہیں اور جنگ کا بے پناہ دباؤ برداشت کرنے کے قابل نہیں رہے۔ مگر اس کے باوجود مسلمان بے دلی سے ہی سہی مقابلہ ضرور کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ انہیں وہ خبر ملی جس نے اُن کی ساری طاقت کو سلب کر لیا اور وہ سوچنے سمجھنے کے قابل بھی نہ رہے۔

اور وہ خبر یہ تھی کہ کفارِ قریش میں سے ابن قمیئہ نے حضرت مصعب بن عمیر کو شہید کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک تو حضرت مصعب بن عمیر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے دوسرے جنگی ہتھیاروں یعنی خود اور زرہ کی وجہ سے بھی اُس کو اشتباہ ہوا اور ابن قمیئہ نے ابوسفیان کو جا کر بتایا کہ اُس نے نبی اکرم ﷺ کو قتل کر دیا ہے۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح مسلمانوں کے لشکر میں بھی پھیل گئی اور مسلمان بددل ہو کے بیٹھ گئے۔ جو جنگ میں تھے وہ بے دلی لڑ رہے تھے اور کفارِ قریش نہایت آسانی سے اُن کو قتل کر رہے تھے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے جو مغلوب تھے اب غالب آ چکے تھے اور مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ اپنے سالار اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کی شہادت کے بعد اب وہ کیا کریں جنگ لڑیں ہتھیار ڈال دیں یا قتل ہو جائیں۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ تو اس حد تک بددل ہوا کہ اُس نے اب میدان جنگ میں بھی ٹھیرنا مناسب نہ جانا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں مدینہ کی عورتوں نے اُن کو پتھر مارے اور میدان جنگ چھوڑنے کی وجہ سے اُن کو مطعون کیا۔

ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ!

حضرت انس بن نضر میدان جنگ کی طرف لپکے تو انھوں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے ہتھیار زمین پہ ڈال رکھے ہیں۔

حضرت انس نے اُن سے سوال کیا؟

اس طرح کیوں بیٹھے ہو؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر نے جواب دیا!

رسول اللہ ﷺ شہید ہو چکے ہیں اور ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ اب ہم کیا کریں؟

حضرت انس نے کہا!

اٹھو! اور اُس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جنگ کرو جس کی خاطر نبی اکرم ﷺ شہید ہوئے ہیں۔ حضرت انس بن نضر کی یہ بات صحابہ کے دل کو لگی اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اِن چند لوگوں نے اہل قریش پہ اس بے جگری سے حملہ کیا کہ اُن کا منہ موڑ دیا۔ حضرت انس بن نضر کے بھتیجے حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ اُس روز حضرت انس بن نضر نے اس قدر شدید جنگ لڑی کہ اُن کے جسم کا کوئی حصہ نہ تھا جس پہ زخم نہ آیا ہو۔ کفار نے اُن کا مثلہ بھی کیا تھا جس کی وجہ سے اُن کی لاش پہچانی نہ جاتی تھی۔ اُن کے جسم پہ ستر سے زائد زخم آئے تھے اُن کی بہن نے اُن کی لاش کو بمشکل انگلیوں کی پوروں سے پہچانا۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف کے جسم پہ بیس سے زیادہ زخم آئے کفار نے اُن کی ٹانگ بھی کاٹ دی تھی اور اُن کے دانت بھی توڑ دیئے تھے بعد میں ساری زندگی وہ لنگڑا کے ہی چلتے رہے۔

مسلمان اگرچہ منتشر ہو چکے تھے اور نبی اکرم ﷺ کی شہادت کی خبر سے بددل ہو چکے تھے۔ مگر نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت تھے اور صحابہ کی مٹھی بھر جماعت کے ساتھ میدان میں جمے ہوئے تھے۔

پھر سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک نے نبی اکرم ﷺ کی چمکتی آنکھوں کو خود کے اندر سے پہچانا نعرہ تکبیر بلند کیا اور صحابہ کو پکارا:

یہ رہے اللہ کے رسول ﷺ!

نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگشت مبارک سے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ مگر میری خوشی دیدنی تھی اس لیے میں نے مسلمانوں کو مبارک باد دی کی رسول اللہ ﷺ بخیریت ہیں۔ اس دوران کفارِ قریش پہ بھی اپنی غلطی کھل چکی تھی اور وہ جان گئے تھے کہ آنحضرت محمد ﷺ زندہ ہیں اور چونکہ اب میدان اُن کے ہاتھ تھا اور مسلمان قدرے منتشر تھے اس لیے انھوں نے صحابہ کی مٹھی بھر جماعت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو گھاٹی کی طرف جاتے دیکھ لیا اور بھرپور حملہ کر دیا اور کسی بھی صورت نبی اکرم ﷺ کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قتل کرنا چاہتے تھے۔تب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت عمرؓ تھے، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ تھے حضرت سعد بن وقاصؓ تھے اور چند انصاری تھے جو دشمن کی بے پناہ یلغار کا سامنا کرتے تھے اور جام شہادت نوش کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ بدستور گھاٹی کی طرف جا رہے تھے جب دشمن کے ایک تازہ دم دستے نے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو گھیر لیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

کون ہے جو میرا دفاع کرتے ہوئے جنت میں داخل ہونا چاہے۔

حضرت زیاد بن سکن پانچ انصاری نوجوانوں کے ساتھ آگے بڑھے اور کفارِ قریش کے سامنے ڈٹ گئے وہ خوب لڑے اور جی بھر کے دادِ شجاعت دی وہ ایک ایک کر کے گرتے رہے اور دشمن کو نبی اکرم ﷺ سے دور رکھا۔

اُن کی شہادت کے بعد نبی اکرم ﷺ کے جانثاروں کا ایک اور گروہ آگے بڑھا اور کفار قریش کا راستہ روک لیا۔

نبی اکرم ﷺ اُس جگہ رُک گئے اور صحابہ سے فرمایا:

زیاد ابن سکن کو اٹھا لاؤ۔

صحابہ زیاد ابن سکن کو اٹھا لائے اور انھوں نے نبی اکرم ﷺ کی گود میں اپنا سر رکھ دیا اور سوال کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں نے حق ادا کر دیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ہاں!

اور حضرت زیاد ابن سکن کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت کعب بن عمرو انصاری سے روایت کرتے ہوئے امام برہان الدین نے سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ روز احد اگرچہ ہم کو کچھ دیر تک اُس صدمے کا سامنا کرنا پڑا جو ہمارے مقدر میں لکھا جا چکا تھا۔ مگر جب ہم نے جانا کہ نبی اکرم ﷺ خیریت سے ہیں تو ہمارے حوصلے پلٹ آئے اور ہم جی جان سے دشمن کے سامنے ڈٹ گئے اور اللہ کی مدد بھی تو ہر دم ہمارے ساتھ تھی اور ہم ایک ایسے خمار میں تھے جس کو کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔بس وہ سکنیت تھی ایک اونگھ اور نیند کا ایک خمار تھا جس کے سائے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تلے ہمیں کسی چیز کی پرواہ نہ تھی اور ہم پہ ایک بے فکری طاری تھی۔

ہم میں سے کوئی نہ تھا جس کا سینہ کسی دھونکنی کی طرح نہ چلتا ہو اور اُس کے منہ سے خراٹوں کی سی آوازیں نہ نکلتی ہوں۔

اور اس اونگھ میں خمار میں صحابہ کے سر اپنے ہی ہتھیاروں سے ٹکراتے تھے۔

میں نے دیکھا کہ بشر بن براء ابن معرور کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر نیچے گر گئی اور انہیں اس بات کا کوئی احساس ہی نہ تھا۔ حالانکہ مشرکین ہمارے سروں پہ چڑھے آ رہے تھے۔ قرآنِ حکیم میں بھی اللہ تعالٰی نے اُن کی اس اونگھ کو نصرت خداوندی قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ۔۔ الاخیر

القرآن الحکیم (سورۃ آلِ عمران ؛ آیات 3/ 154)

ترجمہ؛

"پھر اللہ تعالٰی نے اس غم کے بعد تم پہ چین بھیجا یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہوا اور ایک جماعت وہ تھی کہ اِن کو اپنی جان ہی کی فکر پڑی ہوئی تھی۔ وہ لوگ اللہ کے ساتھ خلافِ واقعہ خیالات کر رہے تھے جو کہ محض ایک حماقت کا خیال تھا۔

****

علامہ ابن اسحٰق نے اصحاب احد سے روایت کرتے ہوئے لکھا کہ!

وہ دن سخت آزمائش کا دن تھا۔ کفار بڑھ بڑھ کر نبی اکرم ﷺ پہ حملے کر رہے تھے۔ ابن قمیئہ نے ایک بار نبی اکرم ﷺ پہ حملہ کیا مگر حضرت مصعب بن عمیرؓ اُن کے آڑے آئے۔ ابن قمیئہ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو شہید کر دیا تو نبی اکرم ﷺ کے لشکر کو پانی پلانے والی ایک بہادر خاتون ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ آگے بڑھیں اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تلوار اٹھا کے ابن قمیئہ پہ حملہ کر دیا

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے کہا! میں نے دو دفعہ اُس مردود پہ حملہ کیا مگر اُس نے دوہری زرہ پہن رکھی تھی اس لیے میرے حملوں سے اُس کا کچھ نہ بگڑا مگر جب اُس نے مجھ پہ حملہ کیا تو میرے بازو کے اوپر والے حصے میں گہرا زخم آیا اور میں گر گئی۔

اور میں نے گرتے ہوئے دیکھا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے نبی اکرم ﷺ کے منہ پہ روز سے ایک پتھر مارا جس سے نبی اکرم ﷺ کے سامنے والے دانت ٹوٹ گئے اور اندر کی جانب سے ہونٹ کٹ گئے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر ابن قمیئہ کی تلور نبی اکرم ﷺ کے خود پہ پڑی جس کو آپ نے اپنے سر چڑھا رکھا تھا، خود کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کا سر مبارک تو محفوظ رہا مگر عارض مبارک پہ زخم آیا جس سے مزید خون بہنے لگا۔

نبی اکرم ﷺ سے صحابہ نے روایت کی ہے کہ اگر چہ خود کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ ابن قمیئہ کے اس وار سے محفوظ رہے تاہم جنگ کے بعد ایک مہینہ تک نبی اکرم ﷺ کی گردن میں اس چوٹ کا درد موجود رہا۔

حضرت حاطب کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ زخمی ہیں تو میں نے صحابہ سے پوچھا؟

نبی اکرم ﷺ کو کس نے زخمی کیا ہے؟

صحابہ نے کہا: عتبہ بن ابی وقاص نے۔

میں نے اُن سے پوچھا نبی اکرم ﷺ کو زخمی کرنے کے بعد وہ کس طرف گیا ہے نبی اکرم ﷺ نے میری طرف دیکھا اور اپنی انگلی سے ایک طرف اشارہ کیا۔ میں نے اپنی تلوار لہرائی اور اُس طرف کو دوڑا جس طرف عتبہ بن ابی وقاص گیا تھا جلد ہی میں نے اُسے دیکھ لیا۔

میں دوڑتا ہوا اُس کے سر پہ جا پہنچا اور اُسے للکارا!

اور میں شدید غصے میں تھا کہ اُس نے نبی اکرم ﷺ کو زخمی کیا تھا میں نے اُس پہ ایک زوردار حملہ کیا اور اُس کا سر کٹ کر دور جا گرا۔ میں نے اُس کی تلوار اور گھوڑے پہ قبضہ کر لیا اور اُس کا سر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ صحابہ بدستور نبی اکرم ﷺ کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے گھاٹی کی طرف بڑھ رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ابو عامر فاسق کے گھودے گئے گڑھوں میں سے ایک گڑھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں گر گئے جس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کے خود کی کڑیاں آپ ﷺ کے رخساروں میں اتر گئیں اور نبی اکرم ﷺ کا چہرہ لہولوہان ہو گیا۔

حضرت علی نے نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ پکڑا کہ آپ ﷺ کو گڑھے سے نکال لیں مگر نبی اکرم ﷺ نے دو زرہیں پہن رکھیں تھیں اس لیے نبی اکرم ﷺ کے لیے اُس گہرے گڑھے سے نکلنا دشوار ثابت ہو رہا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے یہ صورت حال دیکھی تو فوراً اُس گڑھے میں کود گئے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے جھک گئے اور کہا:

میری کمر پہ پاؤں رکھ کے گڑھے سے باہر آجائیں۔

نبی اکرم ﷺ حضرت طلحہ کی کمر پہ پاؤں رکھ کے گڑھے سے باہر آگئے اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے طلحہ کے لیے جنت واجب کر دی ہے۔

صحابہ نے نبی اکرم ﷺ کو تھاما ہوا تھا اور گھاٹی کی طرف لے جا رہے تھے نبی اکرم ﷺ کے سر اور جسم سے خون بدستور بہہ رہا تھا۔

تب نبی اکرم ﷺ کی زبان سے نکلا!

اللہ اُس قوم کو ہدایت کیسے عطا فرمائے گا جس نے اپنے نبی کا چہرہ لہولہان کر دیا ہے۔

صحابہ نبی اکرم ﷺ کو گھاٹی پہ لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

جہاں حضرت علیؓ ایک چشمے سے اپنی ڈھال میں پانی لائے تا کہ نبی اکرم ﷺ کے زخموں کو دھویا جا سکے، نبی اکرم ﷺ کو پیاس لگی ہوئی تھی اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا پہلے مجھے پانی پلاؤ۔ حضرت علی نے نبی اکرم ﷺ کو وہ پانی پیش کیا مگر وہ پانی قدرے بدبودار تھا، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اُس کو پینا پسند نہ کیا۔

تب حضرت محمد بن مسلمہ کسی اور چشمے سے پانی لے کر پہنچے جو صاف اور ٹھنڈا تھا نبی اکرم ﷺ نے جی بھر کے پانی پیا اور حضرت محمد بن مسلمہؓ کے لیے دُعا کی۔

حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ نے نبی اکرم ﷺ کے زخموں کو دھویا اور نبی اکرم ﷺ کے چہرے سے خون کو صاف کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کفار قریش کی طرف سے حملہ بدستور جاری تھا۔

اور صحابہ نبی اکرم ﷺ کے دفاع میں ڈٹے ہوئے تھے۔

حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اپنی کمانوں سے بے پناہ تیراندازی کر رہے تھے جس کی وجہ سے کفار گھاٹی سے دور ہٹ رہے تھے۔ اور کفار کی طرف سے آنے والے تیر حضرت ابودجانہؓ اپنی کمر پہ روک رہے تھے انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی آڑ میں لے رکھا تھا۔

علامہ برہان الدین حلبی میں لکھا ہے کہ!

جنگ احد میں نبی اکرم ﷺ نے خود بھی قتال میں حصہ لیا تھا اور آپ ﷺ اپنی کمان سے جس کا نام کتوم تھا کفار پہ تیر برساتے تھے۔

اور کتوم ایک چھوٹی مگر بہت عمدہ کمان تھی جس کے تیر دور تک جاتے تھے۔

اُس روز نبی اکرم ﷺ نے اُس کمان سے دشمن پہ اس قدر تیر پھینکے کہ وہ ایک طرف سے ٹوٹ گئی۔

نبی اکرم ﷺ نے پاس کھڑے ایک صحابی حضرت عکاشہ ابن محصنؓ سے کہا!

اس کی تانت باندھو۔

حضرت عکاشہ ابن محصن نے کہا!

یارسول اللہ ﷺ! ڈوری چھوٹی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اسے کھینچو وہ پوری ہو جائے گی اور نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق میں نے ڈوری کو کھینچا اور اِس کو کمان پہ چڑھا کے باندھ دیا۔ میں نے جب کمان نبی اکرم ﷺ کے حوالے کی تو نبی اکرم ﷺ دشمن پہ پتھر پھینک رہے تھے کیونکہ دشمن قریب آ گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جانثاروں کی ایک جماعت تھی جو قریش کے زبردست حملوں سے نبی اکرم ﷺ کا دفاع کر رہی تھی۔

حضرت ابوطلحہؓ دشمن پہ بے پناہ تیر پھینک رہے تھے اور بار بار نبی اکرم ﷺ کو اس بات سے منع کرتے کہ آپ کھڑے نہ ہوں مبادا کہ کہ دشمن کا کوئی تیر آپ ﷺ کو گزند نہ پہنچائے۔

جب نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوتے تو حضرت طلحہؓ بھی کھڑے ہو جاتے اور وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوتے تا کہ دشمن کی طرف سے آتے تیروں کو اپنے سینے پہ روک سکیں۔ اور حضرت سعد بن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابی وقاصؓ نبی اکرم ﷺ کے سب سے ماہر اندازوں میں سے ایک تھے، نبی اکرم ﷺ اُن کے ایک طرف کھڑے تھے اور تیر اٹھا اٹھا کر اُن کو پکڑاتے جاتے اور کہتے جاتے میرے ماں باپ تم پہ قربان دشمن پہ بدستور تیر برساتے رہو۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ!

میں نے سعد کے سوا کسی کے لیے نبی پاک ﷺ کو اپنے ماں باپ جمع کرتے نہیں دیکھا۔یعنی آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ کے سوا یہ دُعا کسی کو نہ دی کہ میرے ماں باپ تجھ پہ قربان ہوں۔

اور حضرت سعدؓ کے ہر تیر سے ایک کافر گرتا تھا۔

جب کوئی نبی اکرم ﷺ کے قریب سے گزرتا تو آپ ﷺ اُس سے فرماتے اپنے تیر سعد کے آگے پھینک دو۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ،کوئی ہے جو میرے ماموں سے زیادہ تیراندازی میں ماہر ہو۔اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعدؓ کو اپنا ماموں اس لیے کہا کہ اُن کا تعلق بنوزہرہ سے تھا جو نبی اکرم ﷺ کا ننھیال تھا۔

محدثین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مستجاب الدعوات تھے۔

پھر کفار کی طرف سے ایک سوار اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا سیدھا گھاٹی پہ چڑھ آیا اور وہ ابی بن خلف تھا۔

اُس نے نبی اکرم ﷺ کو مبارزت کے لیے پکارا!

حضرت عمرؓ آگے بڑھے۔

مگر نبی اکرم ﷺ نے اُن کو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اور فرمایا:

رہنے دو اسے میں ہی قتل کروں گا۔

وہ مکہ سے قسم کھا کے نکلا تھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو قتل کرے گا۔

کیونکہ جنگ بدر میں اُس کے باپ امیہ بن ابی خلف کو قتل کر دیا گیا تھا۔

ابی بن حلف جنگ بدر میں گرفتار ہوا تھا اور فدیہ دے کر رہائی حاصل کی تھی۔مکہ پہنچ کر اُس نے ایک خوبصورت گھوڑے کو پالا جسے وہ روزانہ بارہ مد چارہ کھلایا کرتا تھا اور وہ لوگوں سے کہا کرتا کہ اب جب بھی اُن کا سامنا مسلمانوں سے ہوا تو وہ اس گھوڑے پہ سوار ہو کے نبی اکرم ﷺ کو قتل کرے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب یہ بات نبی اکرمﷺ تک پہنچی تو آپﷺ نے فرمایا:

وہ نہیں البتہ میں اُس کو قتل کروں گا۔

جب میدان احد میں ابی بن خلف نے نبی اکرمﷺ کو للکارا تو آنحضرت محمدﷺ نے اپنے ساتھ کھڑے ایک صحابی حضرت حرث ابن صمّہ سے اُس کا نیزہ لیا اور لوہے میں گم ابن ابی خلف کی گردن پہ ہلکا سا وار کیا جس سے اُس کی گردن پہ خراش پڑ گئی وہ گھوڑے سے گرا اور بلبلانے لگا۔ قریش اُسے اٹھا کر دور لے گئے انھوں نے اُس کے زخم کو دیکھا اور اُس کو طعن کی۔ تمھیں صرف ایک ہلکی سی خراش آئی ہے اور تم نے آسمان کو سر پہ اٹھا رکھا ہے کچھ غیرت کرو اور خاموش ہو جاؤ۔

ابن ابی خلف نے کہا:

بخدا! میں ہی جانتا ہوں اس زخم نے مجھے کتنی تکلیف پہنچائی ہے خدا کی قسم اس تکلیف کو اگر سارے بنو ربیعہ اور بنو مضر پہ تقسیم کر دیا جائے تو وہ سارے مرجائیں۔ محمد (رسول اللہﷺ) نے مجھ پہ حملہ کر کے مجھے زخمی کیا ہے بخدا وہ مجھ پہ تھوک بھی دیتے میں تب بھی مر جاتا۔ ابی بن خلف جب اپنے لشکر کے ساتھ واپس مکہ کو لوٹا تو راستے میں ہی وہ اسی معمولی زخم سے ہلاک ہو گیا۔

جنگ کے اس دوسرے مرحلے میں جب گھاٹی والوں نے نبی اکرمﷺ کے احکامات کی صریحاً خلاف ورزی کی تھی جس کی وجہ سے پورے لشکر اسلام کو صدمے اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

اس کے دیگر واقعات بیان کرتے ہوئے مورخین نے لکھا ہے کہ:

جب نبی اکرمﷺ زخمی ہو گئے اور خود کی کڑیاں نبی اکرمﷺ کے عارض مبارک میں دھنس گئیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ آگے بڑھے اور انھوں نے نبی اکرمﷺ کے گالوں سے یہ کڑیاں نکالنے کی کوشش کی۔ جب وہ انھیں اپنی انگلیوں سے نکالنے میں کامیاب نہ ہوئے تو انھوں نے اپنے دانتوں سے اِن کو پکڑا اور اتنا زور لگایا کہ اُن کے سامنے والے اوپر نیچے کے چاروں دانت جڑ سے اکھڑ گئے مگر انھوں نے نبی اکرمﷺ کے عارض مبارک سے خود کی کڑیاں نکال لیں۔ جس سے نبی اکرمﷺ کو یک گونہ راحت کا احساس ہوا اور انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

نبی اکرمﷺ اب احد کی ایک گھاٹی پہ قدرے محفوظ تھے اور کفار کو اس بات کا دکھ تھا۔ چنانچہ خالد بن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولیداور عکرمہ بن ابی جہل کچھ سواروں کے ہمراہ اس گھاٹی کی طرف بڑھے اور حملے کا ارادہ کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

اِن کے مقابلے کے لیے اترو۔

چنانچہ حضرت ابوبکر چند مہاجرین کے ہمراہ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کے آڑے آئے اور انھیں مار بھگایا۔

کفار ایک بار پھر گھاٹی پہ حملہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔

غزوہ احد میں منافقین کا نفاق اور لوگوں کی دین پہ پختگی کھل کے سامنے آ گئی تھی اور مسلمان اُن لوگوں کو بھی جان گئے تھے جو بظاہر ایمان لے آئے تھے مگر اُن کے دلوں میں بدستور جاہلیت اور نفاق کے ڈیرے تھے۔

انھی میں سے ایک حاطب بن امیہ تھا جس کا نفاق لوگوں پہ ظاہر نہ تھا اور لوگ اُسے راسخ العقیدہ مسلمان جانتے تھے۔ اگرچہ وہ منافق تھا مگر اُس کا بیٹا یزید بن حاطب اپنے دین پہ پختہ اور مومن تھا۔ جنگ احد میں جب وہ شدید زخمی ہوا تو اُس کا باپ حاطب اُسے اٹھا کر بنوظفر کی حویلیوں کی طرف لے آ گیا جہاں اُس کے اعزا و اقارب اکھٹے ہو گئے۔ کچھ مسلمان بھی وہاں موجود تھے جو یزید بن حاطب سے پوچھ رہے تھے کہ کیا اُسے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور کیا اُس نے رسول اللہ ﷺ کے وعدوں کو سچا پایا ہے؟

یزید بن حاطب تو شاید اُن کے سوالوں سے دور جنت کی وادیوں میں اتر چکا تھا مگر اُس کے باپ کا نفاق ظاہر ہو گیا جب اُس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے کہا: یہی تو وہ فریب ہے جو محمد ﷺ نے تم لوگوں کو دے رکھا ہے اور اسی وجہ سے تم جیسے نوجوان دھوکے میں آ کے اپنا خون بہا رہے ہیں اور میرا بیٹا بھی اسی دھوکے کی نظر ہو گیا ہے۔

جنت کیا ہے حرمل کے درختوں کا جھنڈ یا ایک دھوکا۔

لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو حاطب بن امیہ کے نفاق سے آگاہ کیا اگرچہ نبی اکرم ﷺ کو حضرت جبرائیل پہلے ہی تمام منافقوں سے آگاہ کر چکے تھے۔ یہی وجہ ہے جب وہ شخص جس کا نام قزمان تھا اور جس نے جنگ احد کے موقعہ پر انتہائی شجاعت کا ثبوت دیتے ہوئے اہل قریش کی ناک میں دَم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا ہوا تھا کا ذکر صحابہ نے نبی اکرم ﷺ سے کیا اور کہا:

یا رسول اللہ ﷺ آج تو قزمان نے کمال ہی کر دیا اور اُس نے قریش کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا ہے اور خوب دادِ شجاعت دی ہے۔ایک دو بار تو نبی اکرم ﷺ چپ رہے اور محض مسکرانے پہ اکتفاء کیا مگر جب صحابہ نے بار بار اُس کا تذکرہ اچھے الفاظ میں کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اُس کو رہنے دو وہ تو جہنمی ہے۔

اولین سیرت نگار حضرت ابن اسحٰق قزمان کے بارے میں حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہؓ سے روایت کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت عاصمؓ کہتے ہیں کہ میں اس بات کا گواہ تھا کہ قزمان نے قریش کے سات یا آٹھ سورماؤں کو میری نظروں کے سامنے قتل کیا تھا اور اُن میں سے دو تو قریش کے علم بردار تھے۔

مگر جب نبی اکرم ﷺ نے قزمان کے بارے میں یہ الفاظ کہے تو مجھے بہت حیرت ہوئی اور میں قزمان پہ نظر رکھنے لگا۔شام کو جب ہم مدینے واپس پہنچے تو میں بنوظفر کے محلے میں گیا جہاں قزمان رہائش پذیر تھا۔

میں نے اُس کو مبارک باد دی اور کہا:

قزمان آج تو تم نے کمال کر دیا ہے اور دین اسلام کا نام بلند کرنے کے لیے خوب دادِ شجاعت دی ہے۔قزمان جو زخموں سے چور تھا اور درد سے تڑپتا تھا بھڑک کے اٹھا اور مجھ سے کہا:

کون سا اسلام، میں تو صرف قومی حمیت و غیرت کی بنا پہ اس جنگ میں اترا تھا ورنہ میرا اس جنگ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

حضرت عاصم کہتے ہیں کہ اُس کے اِس اعتراف کے بعد میں نے دل ہی دل میں اِس پہ لعنت بھیجی اور اپنے رب سے توبہ کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی بات پہ شک کیا۔اگلے روز مجھے پتہ چلا کہ اُس رات جب قزمان زخموں کی شدت کو برداشت نہ کرسکا تو اُس نے اپنی تلوار کھڑی کی اور خود اُس پہ جھک گیا تلوار اُس کے دل کو چیرتی ہو پار نکل گئی یعنی اُس نے خودکشی کر لی تھی۔

تب میں نے اپنے اللہ سے مزید توبہ کی اور خود سے کہا:

آئندہ جو کچھ بھی نبی اکرم ﷺ کی زبان سے سنوں گا اُس پہ بغیر سوچے سمجھے ایمان لاؤں گا اور کبھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شک نہیں کروں گا۔ دن کے اس پہر جب نبی اکرم ﷺ احد کی گھاٹی میں تھے اور تمام مسلمان یہ بات جان چکے تھے کہ کفار نے اُن کی شہادت کی جھوٹی خبر پھیلائی تھی تو وہ سب نبی اکرم ﷺ کے پاس گھاٹی میں جمع ہو چکے تھے۔ اِدھر کفار کے کیمپ میں بھی خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کے حملے کے بعد خاموشی تھی اور اُن کی طرف سے مسلمانوں پہ حملے رُک چکے تھے کیونکہ اب یہ بات اُن پہ واضح ہو چکی تھی کہ مسلمان اب پھر مجتمع ہو چکے ہیں اور حملے کا جواب دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ اُس وقت جب سورج قدرے ڈھل چکا تھا تو نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اذان دی گئی اور زخموں کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے احد کی اس گھاٹی میں صحابہ کے ساتھ نمازِ ظہر ادا کی۔

ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ یہ پہلی مرتبہ تھا جب نبی اکرم ﷺ نے بیٹھ کے نماز ادا کی اور تمام صحابہ نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں بیٹھ کے ہی نماز ادا کی۔

****

وہ جو بعد میں پہنچے ؛

مورخین نے بعض ایسے اصحاب کے احوال بھی بیان کیے ہیں جو لشکرِ اسلام میں باقاعدہ طور پہ تو شامل نہ تھے مگر جب رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ جنگ احد کو روانہ ہوئے اور عبداللہ بن ابی نے انھیں راستے میں دھوکا دیا اور لشکر کا تیسرا حصہ لے کر مسلمانوں سے الگ ہو گیا تو اُن کے اندر یہ احساس جاگا کہ لشکرِ اسلام اور نبی اکرم ﷺ کو اُن کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اِن میں سے اکثر اصحاب تب جنگ میں شامل ہوئے جب گھمسان کا رن پڑ چکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی یہی محبت اور وارفتگی اُن کو کائنات کے دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے اسی لیے تو اللہ پاک نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے۔ یہی وہ لوگ تھے جن کی محبتوں اور رفعتوں کی بدولت اسلام کا ابدی پیغام بہت تھوڑے عرصے میں دنیا کے کونے کونے تک پہنچا اور لوگوں کی ہدایت کا باعث بنا۔ یہی وہ لوگ تھے جنگوں میں جن کی ثابت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قدمی اور اُن کی شجاعت نے اُن تمام طاقتوں کو شکست دی جو باطل پرستی پہ مصر تھیں اور اسلام کا بول بالا کیا۔انھی لوگوں کے زخموں سے رسنے والے خون نے اس چمن کی آبیاری کی جس کی رونقوں اور حسن نے ایک عالم کو اسلام کا دیوانہ بنادیا اور آج خطہ زمین پہ بسنے والے انسانوں میں اسلام سب سے بڑا اور مقبول ترین دین ہے، یہی وہ لوگ تھے جن کی استقامت نے عرب وعجم میں ہدایت کے پرچم کو بلند کیا۔

جن لوگوں کا احوال ہم بیان کر رہے ہیں اُن میں حضرت ثابت بن وقشؓ تھے اور حضرت حسیل بن جابرؓ تھے۔

ابن اسحٰق نے حضرت عاصمؓ بن عمرو بن قتادہ اور حضرت محمودؓ بن لبید سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضرت حسیل بن جابرؓ اور حضرت ثابت بن وقشؓ عمر رسیدہ صحابی تھے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے انھیں لشکر احد میں شامل نہ کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے اِن اصحاب کو اُن گڑھیوں میں منتقل ہونے کا حکم دیا جن میں حفاظت کی خاطر عورتوں اور بچوں کو منتقل کیا گیا تھا۔جب نبی اکرم ﷺ کو مدینے سے روانہ ہوئے کافی دن گزر چکے تھے تب ایک دن حضرت حسیل بن جابرؓ اور ثابت بن وقشؓ ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔تب حضرت حسیلؓ نے حضرت ثابتؓ سے کہا:

میں سوچتا ہوں کہ ہماری زندگی تو بس پوری ہونے کو ہے بس گنتی کے دن ہی رہ گئے ہیں تو کیوں نہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کریں ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت سے سرفراز فرمائے اور ہم حقیقی طور پہ کامیاب ہوجائیں۔

حضرت ثابتؓ نے جواب دیا،تو پھر انتظار کس بات ہے اٹھو ابھی چلتے ہیں؟

تب اُن لوگوں نے اپنی تلواریں لیں اور اُس وقت میدان احد میں پہنچے جب جنگ کی چکی خوب چل رہی تھی۔

اِن لوگوں نے نعرہ لگایا اور جنگ میں کود گئے۔

حضرت ثابت بن وقشؓ تو جلد ہی کفار کے ہاتھوں شہید ہوگئے اور من کی مراد پاگئے مگر حضرت حسیل بن جابرؓ مسلمانوں کے ہاتھوں سے غلط فہمی کی بناپہ شہید ہوگئے جس کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام عبداللہ سہیلیؒ اور امام حلبیؒ نے لکھا ہے کہ ایک تو وہ اُس طرف سے جنگ میں شریک ہوئے جس طرف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کفار کا لشکر تھا اور جب گھمسان کا رن پڑا تو مسلمان اپنے ساتھیوں کو جنگ کے شعار کی بنا پہ پہچانتے تھے جو امت تھا مگر حضرت حسیلؓ اور حضرت ثابتؓ چونکہ بعد میں جنگ میں شامل ہوئے تھے اس لیے اُن کو جنگ کے شعار کا کوئی علم نہ تھا۔

پھر گھمسان کی جنگ ہوئی اور حضرت حسیل بن جابرؓ جن کا اصل نام یمان تھا جنگ میں شامل ہوئے تو وہ بھی غلط فہمی کی وجہ سے مسلمانوں پہ ہی تلوار اٹھا رہے تھے اور جب کئی مسلمانوں کی تلواریں ایک ساتھ اُن کے جسم پہ پڑیں تب اُن کے بیٹے حذیفہ بن یمانؓ نے اُن کو دیکھا کہ وہ تو مسلمانوں کے ہاتھ سے ہی شہید ہونے والے ہیں۔وہ ذرا فاصلے پہ تھے یہ پکارتے ہوئے اُن کی طرف دوڑے

میرا باپ میرا باپ!

مگر اُن تک پہنچنے سے پہلے ہی صحابہ غلط فہمی کی بنا پہ حضرت حسیلؓ کو شہید کر چکے تھے حضرت حذیفہ بن یمانؓ جھکے اور اپنے باپ کا سر اپنی گود میں رکھا اور کہا:

اللہ اِن لوگوں پہ رحم کرے۔

صحابہ جلدی سے اُن کی طرف آئے اور کہا:

خدا کی قسم! ہم نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا انھوں نے ہم پہ تلوار سے وار کیا تو ہم سمجھے کہ یہ دشمن ہیں اس لیے ہم نے اِن کو شہید کر دیا۔

بخدا! ہم نے اِن کو بالکل بھی نہیں پہچانا۔

جنگ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو طلب کیا اور اُن کے باپ حضرت حسیل بن جابرؓ کی دیت پیش کی۔حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے اپنے باپ کی دیت نادار مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دی۔نبی اکرم ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی اس بات کو پسند کیا اور نبی اکرم ﷺ کی نگاہ میں اُن کی قدر و منزلت مزید بڑھ گئی۔

****

انھی میں سے ایک حضرت عمرو بن جموحؓ تھے۔

جب اول اول مدینے کے مسلمانوں نے اسلام قبول کیا تب انھوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔اُن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا تفصیلی بیان اس سے قبل کہیں گزر چکا ہے کہ کس طرح اہل مدینہ کے نوجوان اُن کے اُس بت کو کوڑے پہ پھینک آتے جسے حضرت عمرو بن جموحؓ تلاش کر کے دوبارہ اٹھا لاتے جب کئی دن اسی طرح ہوتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھوں پہ پڑا پردا اٹھا دیا اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا اس طرح وہ اِن لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے اہل مدینہ میں سے ابتداء میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔جب نبی اکرم ﷺ مدینہ پہنچے تو حضرت عمرو بن جموحؓ ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔خاص طور پہ جب نبی اکرم ﷺ کسی عورت سے نکاح کرتے تو ولیمے کا اہتمام کرنا حضرت عمرو بن جموحؓ کے ذمے تھا۔حضرت عمرو بن جموع لنگڑے تھے جب صحابہ جنگ احد میں نکلنے کی تیاری کر رہے تھے تو وہ آنحضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ:

میری خواہش ہے کہ میں اس جنگ میں شرکت کروں اور اللہ تعالیٰ مجھے شہادت سے سرفراز فرمائے تا کہ میں اپنی لنگڑی ٹانگ سے جنت کو روندوں۔مگر چونکہ اُن کے چار شیروں جیسے بیٹے اس جنگ میں شرکت کر رہے تھے اس لیے نبی پاک ﷺ نے اُن سے فرمایا:

اللہ نے آپ کو معذور قرار دیا ہے اس لیے آپ آرام فرمائیں۔

اس لیے وہ بعد میں جنگ احد میں شامل ہوئے اور شہادت کا ارفع مقام حاصل کیا۔

****

بعد میں آنے والوں میں سے ایک کا نام مخریق تھا۔

یہ بنی ثعلبہ بن فیطون کے یہودیوں میں سے ایک شخص تھا جس نے روز احد اپنی قوم کو اکٹھا اور کیا اور کہا: اے میری قوم کے لوگو!

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیے گئے معاہدے کے مطابق تمھارے لیے لازم ہے کہ تم اُن کی مدد کے لیے نکلو۔

لوگوں نے اُن سے کہا:

تم جانتے ہو کہ آج ہفتے کا روز ہے اور اس روز ہم لوگ جنگ کے لیے نہیں نکلا کرتے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے لوگوں سے کہا:

میں تمھیں میں سے ہوں اس لیے تمھاری کٹ حجتیوں سے خوب واقف ہوں۔

میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور میں اُن کی مدد کے لیے زرم گاہ کی طرف روانہ ہو رہا ہوں تم میں سے جس کے دل میں بھی شرم ہو وہ میرے ساتھ آئے اور یاد رکھنا اگر میں اس جنگ میں کام آ جاؤں تو میری جائیداد پہ صرف نبی اکرم ﷺ کا حق ہو گا کہ وہ اس کو جس طرح چاہیں استعمال میں لائیں۔

مگر یہودیوں میں ذراسی شرم بھی نہ تھی اس لیے اُن کے ساتھ کوئی بھی نہ نکلا!

اس لیے حضرت مخریق اکیلے ہی نبی اکرم ﷺ کی معاونت کے لیے روانہ ہو گئے جب وہ میدان احد پہنچے تو جنگ چھڑ چکی تھی اس لیے وہ بغیر کسی کو کچھ بتائے تیزی سے جنگ میں شریک ہو گئے اور دادِ شجاعت دینے لگے۔

وہ لڑتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

جنگ کے بعد جب لاشوں کو اکٹھا کیا گیا تو لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو مخریق کے بارے میں مطلع کیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

مخریق یہودیوں کا بہترین آدمی تھا۔

****

اور انھی میں حضرت اصیرم بھی شامل تھے۔

امام عبداللہ سہیلی نے حضرت ابوسفیان مولیٰ احمد ابن ابی احمد کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ لوگوں سے یہ سوال کیا کرتے کہ کیا تم اُس شخص کو جانتے ہو جس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی ہو اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے اُن کے لیے جنت کی بشارت دی ہو۔ تو اکثر لوگ حضرت اصیرم کے نام سے واقف نہ تھے کہ وہی تھے جنھوں نے ایمان لانے کے بعد کوئی نماز بھی نہ پڑھی تھی کہ وہ شہید ہوئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مورخین نے اُن کے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ!

حضرت اصیرم عمرو بن ثابت بن وقش کا تعلق بنو عبدالاشہل سے تھا اور وہ اسلام کے سخت مخالف تھے حتیٰ کہ جب مدینہ کی اکثریت مسلمان ہو چکی تھی تب بھی وہ بدستور کفر سے چمٹے رہے۔ جب نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کو لے کر میدان احد کی طرف تشریف لا چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اصیرم کا دل کشادہ کر دیا اور وہ دل ہی دل میں نبی اکرم ﷺ پہ ایمان لے آئے اور جلدی سے میدان احد کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب وہ میدان احد میں پہنچے تو گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔

انھوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کارزار جنگ میں کود گئے۔

وہ لڑتے رہے اور زخمی ہوتے رہے یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہو گئے اور میدان جنگ میں ہی گر گئے۔ جنگ کے بعد جب صحابہ اپنے اپنے قبیلے کے زخمیوں اور شہدا کی دیکھ بھال کر رہے تھے اور انھیں میدان جنگ سے الگ ایک جگہ پہ اکٹھا کر رہے تھے تو بنی عبدالاشہل کے لوگوں نے اصیرم کو دیکھا اور وہ حیران رہ گئے اس لیے کہ وہ اسے اسلام کے سخت مخالف کے طور پر اچھی طرح جانتے تھے۔

چنانچہ لوگوں نے اصیرم سے پوچھا کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے۔

کیا تمھیں قوم کی حمیت وغیرت یہاں کھینچ لائی ہے یا دین اسلام کی محبت؟

اصیرم نے کہا: بخدا! صرف اور صرف اسلام کی محبت۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔

لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو اصیرم کے حالات سے آگاہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

بے شک اصیرم اہل جنت میں سے ہے۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دن کا تیسرا پہر ؛

اگرچہ مورخین نے تو اس امر کی طرف کوئی واضح اشارہ نہیں کیا مگر قرائن اسی بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ جنگ احد دن کے تیسرے حصے کے شروع ہوتے ہی ختم ہوگئی تھی اس لیے کہ صحابہ نے اپنے شہدا کو دفن کیا اور اس کے بعد تین میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد مغرب کی نماز مسجد نبوی میں ادا کی۔ چنانچہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان جب مجتمع ہوگئے اور نبی اکرم ﷺ نے گھاٹی میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کرلیا تو اس کے بعد اہل قریش کی طرف سے کوئی بڑا حملہ سامنے نہیں آیا۔ کفار قریش چونکہ مسلمانوں کا خاطر خواہ نقصان کر چکے تھے اس لیے انھوں نے اسی پہ اکتفاء کیا اور واپس جانے کے متعلق سنجیدگی سے سوچنے لگے۔ ابوسفیان نے اس سلسلے میں اہل قریش کے اہم آدمیوں سے مشاورت کے بغیر ہی واپس جانے کا فیصلہ کرلیا۔

وہ ایک قریبی پہاڑی پہ چڑھ گیا اور مسلمانوں سے کہا:

تم نے ہمیں نعمت سے نوازا، تم ہماری ملامت سے دور رہو بے شک جنگ کنویں کے ڈول کی مانند ہے کبھی اِدھر کبھی اُدھر!

اور یہ بدر کے دن بدلہ ہے۔

اس کے بعد اُس نے نعرہ لگایا:

اے ہبل اپنے دین کو بلند کر!

آنحضرت محمد ﷺ نے حضرت عمر کو حکم دیا عمر اٹھو اور اس کو جواب دو۔

حضرت عمر چونکہ بلند آواز تھے اس لیے انھوں نے ابوسفیان کو جواب دیتے ہوئے کہا:

اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ لَا سَوَاءٌ قَتْلَانَا فِیْ الْجَنَّۃِ وَ قَتْلَاکُمْ فِیْ النَّارِ .

اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ اور بزرگ و برتر ہے اور معاملہ ہرگز برابر نہیں ہے اس لیے کہ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمھارے مقتول دوزخ کا ایندھن بن گئے ہیں۔

تب ابوسفیان نے حضرت عمرؓ سے کہا:

عمر ذرا قریب آکر میری بات سنو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے آنحضرت محمد ﷺ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی۔

حضرت عمرؓ ابوسفیان کی طرف گئے تو اُس نے حضرت عمرؓ سے کہا؟

عمر تمھیں تمھارے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا ہم نے محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا ہے؟

حضرت عمرؓ مسکرائے اور کہا: بخدا! بالکل نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ اس وقت بھی تمھاری باتیں سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا! اگر چہ ابن قمیئہ نے اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ اُس نے نبی اکرم ﷺ کو قتل کر دیا ہے مگر میرے نزدیک کم از کم تم ابن قمیئہ سے زیادہ عزت دار ہو۔

اس کے بعد ابوسفیان نے کہا:

تمھارے بعض مقتولوں کا مثلہ کیا گیا ہے مگر میں نے اپنے لوگوں کو نہ اس کا حکم دیا ہے اور نہ اُن کو منع کیا ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے اپنے گھوڑے کی لگام موڑی اور روانہ ہونے سے قبل کہا:

آئندہ ہمارا مقابلہ پورے ایک سال بعد بدر کے مقام پہ ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ کی اجازت سے حضرت عمرؓ نے اُس سے کہا:

ہمیں تمھارا یہ چیلنج منظور ہے۔

ازاں بعد ابوسفیان اپنے لشکر کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوگیا۔

مگر نبی اکرم ﷺ نے احتیاط کے طور پہ حضرت علیؓ کو اُن کے تعاقب میں روانہ کیا کہ کہیں وہ پلٹ کے حملہ نہ کر دیں۔

آنحضرت محمد ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

علیؓ دیکھو! وہ اونٹوں پہ سوار ہوئے ہیں اور گھوڑے ساتھ کر لیے ہیں یا گھوڑوں پہ سوار اپنے اونٹوں کو ہانک رہے ہیں۔ دراصل جب عرب جنگ کا ارادہ کرتے تو اپنے اونٹ سے اتر آتے اور گھوڑے پہ سوار ہو جاتے۔ مگر جب اُن کا ارادہ سفر کرنے کا ہوتا تو وہ اونٹوں پہ سوار ہو جاتے اور گھوڑوں کو اپنے ساتھ لے لیتے جلد ہی حضرت علیؓ واپس تشریف لے آئے اور نبی اکرم ﷺ سے فرمایا:

یارسول اللہ ﷺ اُن کا ارادہ سفر کا ہے وہ اونٹوں پہ سوار ہیں اور گھوڑوں کو اپنی بغل میں لے کر چلتے ہیں۔ اس دوران مسلمان اپنے شہدا کی لاشوں کو ایک جگہ اکٹھا کر چکے تھے اور زخمیوں کی طرف متوجہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے تب نبی اکرم ﷺ نے اپنے جاںنثار صحابہ سے فرمایا:

تم میں سے کون ہے جو مجھے سعد بن ربیعؓ کی خبر دے۔

ایک انصاری صحابی تیزی سے اٹھے اور نبی اکرم ﷺ سے فرمایا:

یا رسول اللہ ﷺ! میں اُن کی خبر لاتا ہوں اور وہ میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ انھوں نے زخمیوں میں سے بڑی کوشش کے بعد حضرت سعد بن ربیعؓ کو تلاش کیا جو شدید زخمی تھے۔

حضرت سعد بن ربیعؓ کی آخری سانسیں تھیں اُن پہ وقت نزع تھا۔

انصاری صحابی نے حضرت سعدؓ کے سر کو اپنی گود میں رکھا اور اُن سے کہا:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمھاری خبر گیری کے لیے بھیجا ہے۔

حضرت سعد بن ربیعؓ نے اکھڑتی سانسوں اور ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں انصاری صحابی سے کہا:

نبی اکرم ﷺ کو میری طرف سے سلام کہنا؛

اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے جو اس نے کسی نبی کو اپنی امت کی طرف سے دی ہو۔

پھر اُن کی سانس اکھڑنے لگی مگر انھوں نے اپنی قوت کو مجتمع کیا اور کہا:

اور میری قوم سے کہنا؛ سلامتی کی دُعا کے بعد سعد بن ربیعؓ تم سے کہتا ہے کہ اگر کوئی دشمن نبی اکرم ﷺ تک رسائی حاصل کر لے جب کہ تم میں سے ایک بھی آدمی سانس لیتا ہو تو تم اللہ کی جناب میں کوئی عذر پیش نہ کر سکو گے۔ اُس کے بعد حضرت سعد بن ربیعؓ نے جام شہادت نوش کیا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

وہ انصاری صحابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے اُن کے لیے دُعا فرمائی۔

اس دوران صحابہ شہدائے اُحد کو ایک جگہ اکٹھا کر چکے تھے اور نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق اُن کو میدانِ اُحد میں اسی جگہ دفن کر رہے تھے جہاں انھوں نے جام شہادت نوش کیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر زخمی تھے اور شہدا کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مورخین نے لکھا ہے کہ روزِ اُحد ستر مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور زخمی مسلمانوں کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ ستر گڑھے کھودیں اس لیے جلدی میں دو دو تین تین شہدا کو ایک ہی قبر میں اتارا گیا۔

حضرت حمزہؓ اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا دونوں اصحاب کا مثلہ کیا گیا تھا جس کا نبی اکرم ﷺ کو بہت رنج تھا۔

اسی طرح حضرت عمرو بن جموحؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو بھی ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا اس لیے کہ وہ دنیا میں بھی اچھے دوست تھے۔

نبی اکرم ﷺ صحابہ کے ساتھ تھے اور انھیں ہدایات دے رہے تھے دیکھو اُس کو مقدم رکھو جس کو زیادہ قرآن یاد تھا۔

ابن اسحٰق نے حضرت محمد بن مسلمہ زہریؒ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ!

نبی اکرم ﷺ شہدائے اُحد کے پاس آئے اور صحابہ سے فرمایا:

یاد رکھو! بے شک جو شخص بھی اللہ کی راہ میں زخمی ہوگا یا شہید ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُس کو قیامت کے روز اسی حالت میں اٹھائے گا کہ اِس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا اگرچہ اُس خون کا رنگ سرخ ہی ہوگا مگر اُس سے کستوری کی خوشبو اٹھ رہی ہوگی۔

اللہ کے مجاہدو سنو!

جب تمھارے بھائی میدان احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اِن کی ارواح کو سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں رکھ دیا وہ جنت کی نہروں کی سیر کرتے ہیں اِس کے میوے کھاتے ہیں اور عرش کے سائے میں معلق طلائی قندیلوں میں رہتے ہیں جب انھوں نے کھانے پینے اور جنت کی پاکیزہ اشیاء کے بیچ رہنے کا عیش پا لیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کاش کوئی ہمارے بھائیوں کو جا کے بتا دے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پہ کس قدر رحم فرمایا ہے تا کہ وہ جہاد سے بے رغبتی اختیار نہ کریں اور جنگ سے گریز کی راہ اختیار کرنے سے بچے رہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے اِن شہدا سے سوال کیا کہ کیا تم جنت کی اِن نعمتوں سے مطمئن ہو تو شہدا نے جواب دیا۔

اے ہمارے رب ہم تیرے احسان کا شکر ادا کرتے ہیں اور اپنے نصیب پہ نازاں ہیں کاش کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے بھائیوں کو اس امر کی خبر دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمھاری طرف سے اُن کو تمھاری بات پہنچا دیتا ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ پہ سورۃ آل عمران کی یہ آیات اتاریں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ ○ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ آلِ عمران ؛ آیات 168-171/3)

ترجمہ:

”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں اُن کو مردہ مت کہو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق پا رہے ہیں جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دے دیا ہے اُس پہ خوش و خرم ہیں اور مطمئن ہیں اور جو اہل ایمان اِن کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پہ شاداں و فرحاں ہیں اور اُن کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

****

مسلمان جب اپنے ساتھیوں کو دفن کر چکے اور زخموں پہ مرہم رکھے جا چکے تو انھوں نے مدینہ کی راہ لی۔ مسلمانوں کو اپنے ساتھیوں کی شہادت کا دکھ تھا مگر ساتھ ہی انھیں یہ اطمینان بھی حاصل تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے میں کامیاب رہے ہیں اور ساتھ ہی اپنے دین کی بھی۔

****

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کو واپسی ؛

نبی پاک ﷺ اپنے صحابہ کو لے کر مدینے کو پلٹے اور روزِ اُحد ایک سخت آزمائش کا دن تھا جس میں جب صحابہ کی ایک جماعت نے نبی اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو اس کی پاداش میں پورے لشکر اسلام کو دکھ اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور وہ جنگ جس میں کفار سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اُس کا پانسہ پلٹ گیا اور کفارِ قریش کے جوابی حملے میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے اور نبی اکرم ﷺ سمیت بہت سے صحابہ زخمی ہوئے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ اپنے زخمی صحابہ کے ساتھ مدینے کی طرف لوٹے تو راستے میں اُن کی ملاقات سب سے پہلے حمنہ بنت جحشؓ سے ہوئی صحابہ نے اُن کو اطلاع کی کہ اُن کے ماموں حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے ہیں۔ انھوں نے دعائے مغفرت کی۔ پھر صحابہ نے حمنہ بنت جحش کو بتایا کہ اُن کے بھائی عبداللہ بن جحشؓ بھی شہید ہو گئے ہیں تو حضرت حمنہ بنت جحشؓ نے پھر دُعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور اپنے بھائی کے لیے مغفرت کی دُعا کی۔ صحابہ نے اُن کو مخاطب کیا اور بتایا کہ اس جنگ میں اُن کے شوہر حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی شہید ہو گئے ہیں تو اب کی بار حضرت حمنہ دُعا مانگنے کے بجائے چیخ چیخ کر رونے لگیں۔

اُن کو یوں روتے دیکھ کے نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

تم نے دیکھا!

جب حمنہ کو اُن کے بھائی کی شہادت کی خبر دی گئی تو وہ برداشت کر گئی، جب اُس کے ماموں کی شہادت کی خبر دی گئی تب بھی وہ اسے برداشت کر گئی مگر جب اُسے اپنے شوہر کی شہادت کا علم ہوا تو دکھ اُس کی برداشت سے بڑھ گیا اور وہ چیخ اُٹھیں کہ ہر عورت کے دل میں خاوند کا ایک خاص مقام ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے سب صحابہ ہی آپ ﷺ سے بے پناہ محبت کرتے تھے جس کی مثال بیان کرتے ہوئے ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ جب نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ شہر مدینہ میں داخل ہوئے تو بنی دینار کی ایک عورت نے صحابہ سے سوال کیا مجھے بتاؤ کہ اللہ کے رسول محمد ﷺ خیریت سے ہیں میں نے سنا ہے کہ وہ زخمی ہو گئے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحابہ نے اُس کو بتایا کہ اے عورت تیرا باپ اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔

اُس عورت نے اپنے باپ کے لیے دُعا کی اور صحابہ سے دریافت کیا اللہ کے رسول ﷺ کیسے ہیں۔

صحابہ نے اس عورت کو بتایا کہ تمھارا بھائی بھی اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے تو اُس عورت نے اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت کی اور صحابہ سے پھر پوچھا مجھے بتاؤ نبی اکرم ﷺ کیسے ہیں؟

لوگوں نے اُسے بتایا کہ تیرا خاوند بھی اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔

اُس عورت نے اپنے شوہر کے لیے دُعا کی اور لوگوں سے کہا مجھے اللہ کے رسول محمد ﷺ کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں۔

لوگوں نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے نبی اکرم ﷺ بہ خیریت ہیں۔

تب اُس عورت نے کہا:

اگر اللہ کے رسول ہم میں موجود ہیں تو یہ ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔

****

ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ!

نبی اکرم ﷺ جب بنو عبدالاشہل اور بنو ظفر کے گھرانوں کے پاس سے گزرے تو وہاں کی عورتیں اپنے شہدا پہ نوحہ کر رہی تھیں۔ تب نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ نے فرمایا میرے چچا حمزہؓ کا تو کوئی نوحہ کہنے والا بھی نہیں ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ تک جب یہ بات پہنچی تو چونکہ وہ اپنے قبیلے کے سردار تھے اس لیے انھوں نے اپنی عورتوں سے کہا اپنے گھروں سے نکلو اور نبی اکرم ﷺ کے گھر جا کر اُن کے چچا حمزہؓ کا نوحہ کرو۔ چنانچہ انصار کی بہت سی عورتیں نبی اکرم ﷺ کے گھر کے سامنے حضرت حمزہؓ کا نوحہ کرنے لگیں۔ جب نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز ادا کر کے مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے تو انھوں نے جانا کہ یہ عورتیں اُن کے چچا کا نوحہ کر رہی ہیں۔ تب نبی اکرم ﷺ اُن خواتین انصار کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے کہا: تم نے اپنی طرف سے حمزہؓ کے نوحہ کا حق ادا کر دیا ہے لیکن اسلام میں نوحہ کی ممانعت ہے اس لیے اب تم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاموشی سے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاؤ۔

اورانصاری عورتیں وہاں سے چلی گئیں۔

ابن ہشام نے کہا:

شاید یہی وہ موقع تھا جب پہلی بار اسلام میں نوحہ کی ممانعت کی گئی۔

****

حضرت ابن اسحٰق نے لکھا ہے!

کہ جنگ سے فراغت کے بعد نبی اکرم ﷺ جب کاشانہ نبوت میں رونق افروز ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو دی اور کہا:

بیٹی اس تلوار سے خون صاف کردو بخدا آج اس تلوار نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔

اسی دوران حضرت علیؓ بھی گھر میں داخل ہوئے اور انھوں نے بھی اپنی تلوار اپنی بیوی حضرت فاطمہ ؓ ہی کو دی اور وہی الفاظ کہے۔فاطمہ اس تلوار سے خون صاف کردو بخدا آج اس تلوار نے اپنا حق ادا کر دیا ہے

نبی اکرم ﷺ نے مسکرا کر حضرت علیؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

ہاں تم نے خوب تلوار چلائی ہے مگر سہل بن حنیفؓ اور ابودجانہؓ نے بھی خوب دادِ شجاعت دی ہے۔

****

علامہ برہان الدین حلبی نے لکھا ہے!

کہ اگرچہ ملائکہ جنگ احد میں بھی مسلمانوں کی مدد کو اترے تھے مگر مسلمان چونکہ صبر وثبات کی شرط پہ پورے نہ اترے تھے اس لیے اب کی بار فرشتوں نے صرف نبی اکرم ﷺ کی مدافعت کی تھی۔

علامہ موصوف نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ:

میں نے دیکھا نبی اکرم ﷺ کے دائیں اور بائیں دو افراد انتہائی شدت سے اُن کا دفاع کر رہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور میں اُن کو نہیں جانتا تھا۔

بعد میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو بتایا کہ وہ اللہ کے فرشتے تھے جو میرا دفاع کر رہے تھے اگر تم صبر وثبات سے کام لیتے تو وہ جنگ بدر کی طرح تمھاری مدد کرتے مگر تم نے جلدی کی جس کی وجہ سے تمھیں دکھ اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

تاہم چند روائتیں اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ جنگ احد میں بھی ثابت قدم رہنے والے صحابہ کو فرشتوں کی اعانت حاصل تھی اگرچہ فرشتوں نے اس بار جنگ بدر کی طرح کھل کے مشرکین کا قتال نہ کیا تھا۔

حضرت حرث ابن صمعہؓ سے ایک روایت ہے کہ:

جنگ کا زور کم ہونے کے بعد جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گھاٹی میں جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا؟

تم نے حضرت عبدالرحمان ابن عوفؓ کو دیکھا ہے؟

میں نے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ آخری بار میں نے انھیں پہاڑی کے ایک بازو پہ کفار کے ساتھ لڑتے دیکھا تھا۔تب میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ اُن پہ رحم فرمائے آج میں نے اپنے اور اُن کے سوا فرشتوں کو کسی اور کی مدد کرتے نہیں دیکھا۔

حضرت حرثؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ سننے کے بعد میں اُس طرف کو کھسک لیا جس طرف میں نے آخری بار حضرت عبدالرحمان ابن عوفؓ کو دیکھا تھا۔جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ حضرت عبدالرحمان ابن عوفؓ ایک جگہ زمین پہ بیٹھے اپنی تلوار سے کفار کا نجس خون صاف کر رہے ہیں اور اُن کے سامنے کفار کی سات لاشیں پڑی ہیں۔

میں نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کو پکارا اور کہا:

آج تو آپ نے کمال کر دیا ہے اور اتنے مشرکوں کو قتل کیا ہے۔

انھوں نے میرا بازو پکڑا اور مقتولین کی طرف گئے اور دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے اِن میں سے صرف اِن دو افراد کو قتل کیا ہے میرا خیال ہے باقی پانچ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

افراد کو اُن لوگوں نے قتل کیا ہے جو میرے دائیں اور بائیں جانب سے لڑ رہے تھے۔ انھوں نے سفید عمامے پہن رکھے تھے اور وہ بہترین تلوار باز تھے اور میں نے اُن کو اِس سے قبل نہیں دیکھا اور نہ میں جانتا ہوں کہ وہ کون تھے۔

مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کون تھے؟

حضرت حرث ابن صمہؓ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کون تھے؟ حضرت عبدالرحمان ابن عوفؓ نے حیرت سے میری طرف دیکھا تو میں انھیں رسول اللہ ﷺ کے وہ الفاظ بتائے کہ فرشتوں نے اُن کی مدد کی تھی۔

یہ سن کر حضرت عبدالرحمان ابن عوفؓ بہت خوش ہوئے۔

بعض صحابہ نے یہ بھی کہا ہے کہ جب حضرت مصعب بن عمیرؓ کا ایک بازو کٹا تو انھوں نے مسلمانوں کا علم دوسرے ہاتھ سے تھام لیا اور جب اُن کا دوسرا بازو بھی کٹ گیا اور وہ گرے تو اس سے قبل کہ اسلامی پرچم زمین بوس ہوتا ایک فرشتہ جس کی شکل حضرت مصعب بن عمیرؓ سے ہی ملتی تھی آگے بڑھا اور پرچم اٹھا لیا اِس کے بعد لوگوں کو معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ فرشتہ کہاں گیا۔ البتہ لوگوں نے دیکھا کہ اسلامی پرچم اب حضرت مصعب بن عمیرؓ کے چھوٹے بھائی ابوروم بن عمیرؓ کے ہاتھ میں ہے اور انھوں نے اس وقت تک اسلامی علم کو سر بلند رکھا جب تک کہ مسلمان مدینے کو واپس نہ لوٹ گئے۔ غرض جنگ ختم ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف روانہ ہوئے تو اب آپ ﷺ اپنے گھوڑے پہ سوار تھے۔ اور آپ ﷺ کے ہمراہ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی جن میں سے اکثر و بیشتر زخمی تھے۔ جب یہ لشکر دامن احد تک پہنچا تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ صفیں سیدھی کرلو تا کہ میں اپنے رب کی حمد وثنا کرسکوں۔ صحابہ صفیں بنا کے کھڑے ہوگئے اور اُن کے پیچھے عورتوں نے ایک صف بنائی مورخین نے لکھا کہ ہے کہ پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کے لیے چودہ مسلمان عورتیں بھی اس غزوے میں مسلمانوں کے ہمراہ تھیں۔ آنحضرت محمد ﷺ نے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اللہ رب العزت کی حمد وثنا کی۔

''اے اللہ! تجھے ہی تمام تعریفیں سزاوار ہیں۔ تو کشادگی عطا فرمائے تو کوئی تنگی پیدا کرنے والا نہیں ہے اور اگر تو تنگی میں ڈالے تو کوئی کشادگی پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ جس کو تُو گمراہی میں ڈال دے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جس کو تُو ہدایت فرما دے اُس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ جن نعمتوں سے تُو محروم فرما دے اُن کو کوئی عطا نہیں کر سکتا اور جن نعمتوں کو تُو عطا فرمائے اُن کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ جس چیز کو تُو دور فرما دے اُس کو کوئی قریب نہیں کر سکتا اور جس چیز کو تُو قریب کر دے اُس کو کوئی دور نہیں کر سکتا"۔

****

غزوہ حمرہ الاسد :

قریش صدیوں سے عربوں کے سردار چلے آ رہے تھے۔ کامیاب تجارت کی وجہ سے اُن کی عسکری قوت بھی بے پناہ تھی۔ اس لیے قریش جہاں عربوں کے روحانی راہنما تھے وہیں وہ سیاسی طور پہ عربوں کی وحدت کی علامت بھی تھے۔ قریش طاقت وقوت میں دوسرے عربوں سے بڑھے ہوئے تھے اس لیے اہل قریش تو عربوں پہ حملہ آور ہوتے رہتے تھے مگر دوسرے قبائل کو کبھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ بھی پلٹ کے قریش پہ حملہ کر سکیں۔ نبی اکرم ﷺ چونکہ خود بھی قبیلہ قریش ہی سے تھے اس لیے جب ابوسفیان نے اپنی فتح کو نامکمل چھوڑ کر مکے کی طرف کوچ کیا تو خود نبی اکرم ﷺ کو بھی قریش کی فراست پہ قدرے حیرت ہوئی اور یہی حیرت اہل قریش کو بھی ہوئی تھی اس لیے جب وہ روحاء کے مقام پہ اترے تو جلد ہی عرب سرداروں نے ابوسفیان کو گھیر لیا اور اُس سے کہا:

تم نے اپنی فتح کو اس قدر ادھورا چھوڑا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔

نہ تو ہم نے نبی اکرم ﷺ کو ہلاک کیا ہے اور نہ ہی مکہ سے فرار ہونے والے مسلمانوں کو غلام بنایا ہے جب کہ ہم اُن کو زخموں سے چور کر چکے تھے ہمیں تو چاہیے تھا کہ ہم مدینہ کی طرف بڑھتے اور اُن کی طاقت کو اچھی طرح کچل دیتے۔ ابوسفیان اگرچہ مسلمانوں کی قوت سے خائف تھا مگر وہ اپنے سرداروں کی بات کا قائل ہوتا جا رہا تھا۔ صرف صفوان بن امیہ تھا جو اِن لوگوں کی مخالفت کر رہا تھا اور اُن کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرا رہا تھا کہ اگر تم ایک مرحلے میں مسلمانوں کو بھاری زِک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہنچانے میں کامیاب رہے ہو تو اسی کو غنیمت جانو اور عربوں میں اپنی عزت بن جانے پہ خوش ہو جاؤ۔ دوسری صورت میں اگر تم پلٹ کر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہو تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تمھارے وہ خواب پورے ہو جائیں جو تم نے دیکھے ہیں اور تم ایک بار پھر مسلمانوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو سکو۔ اگر چہ صفوان بن امیہ اہل قریش کو پلٹ کر مسلمانوں پہ حملہ کرنے سے باز رکھنے کی پوری کوشش کر رہا تھا مگر اُن لوگوں کی آواز بھی بہت بلند تھی جو پلٹ کر حملہ کرنے اور جنگ کو اُس کے حتمی انجام تک پہنچانے کے حامی تھے۔ دوسری طرف غزوہ احد کی رات حضرت عبداللہ ابن عوفؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ اہل قریش مکہ واپس نہیں گئے بلکہ روحاء کے مقام پہ رکے ہوئے ہیں اور پلٹ کر مدینہ پہ حملہ کرنے کے بارے میں مشاورت کر رہے ہیں۔ اس کے فوراً بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو طلب کیا اور اُن کو اہل قریش کے ارادوں سے خبردار کیا۔

حضرت عمرؓ نے کہا:

یارسول اللہ ﷺ! اُن کے تعاقب میں نکلیں تا کہ وہ لوگ ہماری عورتوں اور بچوں پہ حملہ نہ کر سکیں۔ چنانچہ اگلے روز جب مسلمانوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی تو نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری اور فوری روانگی کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کسی منافق کو اس جنگ میں شامل ہونے کی اجازت نہیں ہے بلکہ صرف وہی لوگ اس جنگ میں میرے ساتھ نکلیں جو کل کے معرکے میں شامل تھے۔ چنانچہ صحابہ ہتھیار لگا لگا کر آنے لگے اور مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہونے لگے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول ﷺ:

میں اگر چہ کل کے معرکے میں شامل نہ تھا مگر اس کی ایک معقول وجہ تھی میری سات جوان بہنیں ہیں اور میں اپنے والد کے حکم پہ اُن کی حفاظت کے لیے رُک گیا تھا۔ اب جبکہ میرے والد اپنی منزل پا چکے ہیں اور کل کے معرکے میں شہید ہو چکے ہیں تو مجھے اس جنگ میں شامل ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت عطا فرما دی۔ تھوڑی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیر بعد منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی ہتھیار لگا کے آیا اور یہ وہی عبداللہ بن ابی تھا جو جنگ کے آغاز سے پہلے ہی تین سو سواروں کے ساتھ لشکر اسلام سے الگ ہو گیا تھا اور مسلمانوں کو بدترین دھوکہ دیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے اُس سے منہ موڑ لیا:

اُس نے جنگ کی اجازت مانگی مگر نبی اکرم ﷺ نے انکار کر دیا۔

جب صحابہ اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے کوچ فرمایا:

نبی اکرم ﷺ اپنے مکسب نامی گھوڑے پہ سوار ہوئے آپ ﷺ نے دوہری زرہ پہن رکھی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن مکتومؓ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا اور مسلمانوں کا علم حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔

وہ زخموں سے چور ایک لشکر تھا جس کے زخموں سے لہو رستا تھا۔

خود نبی اکرم ﷺ بھی تو زخمی تھے۔ اور آپ ﷺ کے اصحاب میں بھی اکثر و بیشتر زخمی تھے۔ کہ انھی لوگوں نے کل دشمن سے ایک بڑا معرکہ لڑا تھا جس کے زخم ابھی تازہ تھے اور بیچ میں صرف ایک ہی رات گزری تھی۔ جس میں اگر چہ صحابہ نے آگ جلا کے اُس کی راکھ اپنے زخموں میں بھری تھی مگر اگلی ہی صبح جب اُن کو اس معرکے کے لیے نکلنا پڑا تو اُن کے زخم کھلنے لگے اور اُن سے خون رسنے لگا۔

مگر یہ قافلہ اُن شہ بختوں پہ مشتمل تھا جن کو زخموں سے رستے لہو سے زیادہ اُس عہد کی فکر تھی جو انھوں نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تھا۔ انھیں اُس وفا کی فکر تھی جس پہ حرف آنے سے موت اُن کو بہتر لگتی تھی، اُن کو اس منزل کی جستجو تھی جس کی دوسری طرف ابدی کامرانی تھی، اُن کے لیے زخموں سے رستے اس لہو میں اِک لذت تھی جس کو اگر چہ وہ کوئی نام نہ دیتے تھے مگر اتنا ضرور جانتے تھے کہ ہر عہد کی کچھ قیمت ہوتی ہے اور اُن کا عہد گنتی کے اِن چند زخموں سے بہت بڑا تھا۔ یہ زخم اُن کے لیے کسی گلِ ناز کی طرح تھے کہ انھی زخموں کے عوض تو اُن کی زندگیوں میں لغویت کی بجائے خالق کی پہچان اور شکر کے جذبے نے جنم لیا تھا اور اِس نعمت کی قدر و قیمت سے وہ پوری طرح آگاہ تھے۔

اس لیے اُن کی ہر جانفشانی صرف اللہ کی رضا کے لیے تھی، اُن کی ہر قربانی اللہ کی راہ میں تھی، اُن کا ہر جذبہ خالق کی منشا کے تابع تھا، اُن کی ہر آرزو نبی اکرم ﷺ کی مسکراہٹ پہ جا کے ختم ہو جاتی تھی اُن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ہر چاہت کا محور نبی اکرم ﷺ کی محبت تھی اور اُن کی ہر کامیابی اللہ کے راستے میں نکلنے پہ منحصر تھی اُن کی زندگی کا ہر احساس ہر جذبہ ایمان کی تکمیل کا آرزومند تھا، اُن کی آنکھوں میں محبت کا اِک خمار تھا جس پہ وہ اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہتے تھے، اُن کے دل کی دنیا بدل چکی تھی جس کے ساتھ ہی اُن کی منزل اُن کی چاہت اُن کی آرزو بھی عرفان کے نئے نغمے گنگنانے لگی تھی، اب وہ شکر کی اُن منزلوں کے راہی تھے جن کی نشاندہی ہر دم اترتے قرآن میں کی جا رہی تھی، اب اُن کے اخلاق میں وہ الہامی رفعت تھی جس کا نشان اُن کے چہروں پہ روشنی کی صورت چھلکتا تھا اُن کے زخموں سے ٹپکتے ہر قطرے کی زبان پہ تجدید عہد کا وہ ورد تھا جس کی انتہائی صورت کے وہ متمنٰی تھے، اُن کا عزم اُن کے زخموں پہ بھاری پڑا تھا اور وہ کفارِ قریش کے تعاقب میں پوری قوت سے سرگرداں تھے اُن کی راہبری کائنات کے سب سے برتر انسان کے ہاتھ میں تھی جن کے زخموں سے بھی لہو رستا تھا اور سبق وفا کے باب رقم کرتا تھا۔ کفارِ قریش کے تعاقب میں نکلنے والے لشکر کا احوال بیان کرتے ہوئے علامہ برہان الدین حلبی تحریر کرتے ہیں کہ!

تقریباً سارے ہی صحابہ زخموں سے چور چور تھے۔

حضرت اسید بن حضیرؓ کے جسم پہ غزوہ احد کے نو تمغے سجے تھے جن سے گاہے گاہے خون رستا تھا مگر وہاں اس بات کی پرواہ کسے تھی۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ کے جسم پہ بھی نو زخم تھے جن میں چار کافی گہرے تھے مگر اُن زخموں کا دکھ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے تابع تھا اس لیے وہ لشکر اسلام کے ہمراہ تھے۔

حضرت حراش بن صمعہؓ کے جسم پہ دس زخم تھے۔

اسی طرح حضرت کعب بن مالکؓ کے جسم پہ بھی دس زخم تھے جن سے رستے خون نے اُن کے پاؤں تک رستہ بنا رکھا تھا اور اُن کے لباس پہ اِن زخموں کے حوالے نمایاں تھے۔

طلحہ بن عبید اللہؓ تھے جو روزِ اُحد رسول اللہ ﷺ کے دفاع کرتے رہے تھے ابن قمیہ نے جب رسول اللہ ﷺ پہ حملہ کیا تو جلدی میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ہاتھ سے تلوار دور جا گری اور اُن کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ تلوار اٹھاتے اور ابن قمیہ کے اُس وار کو روکتے جو اُس نے رسول اللہ ﷺ پہ کیا تھا، اس لیے انھوں نے ابن قمیہ کا وار اپنے برہنہ ہاتھ پہ روکا جس کی وجہ سے اُن کی انگلیوں کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پوریں کٹ گئیں۔ انگشت شہادت پوری کی پوری شہید ہوگئی اور اُس وار کی وجہ سے اُن کا ہاتھ شل ہوگیا تھا اور اب حرکت نہ کرتا تھا۔

صحابہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ہاتھ پہ لگنے والے اس زخم کے علاوہ اتنے زخم تھے کہ ہم جلدی میں اُن کی گنتی بھی نہ کر سکے تھے مگر اِن چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ کسے تھی اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور اُن کا شوقِ شہادت نکھرا ہوا تھا۔

جب نبی اکرم ﷺ مدینہ سے رخصت ہونے لگے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا طلحہ بن عبید اللہ ؓ کہاں ہیں؟

صحابہ نے دیکھا کہ حضرت طلحہؓ دوڑ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میں یہاں ہوں یا رسول اللہ ﷺ!

تمھارے ہتھیار کہاں ہیں! نبی اکرم ﷺ نے حضرت طلحہؓ سے پوچھا؟

یہیں ہیں یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ دوڑتے ہوئے گئے اور اپنے ہتھیار لے آئے اور اُن کے سینے پہ سامنے سے نظر آنے والے نو زخم تھے جن سے خون رِستا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے اُن کے زخموں پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا:

طلحہ! یاد کرلو اب قریش ہمیں اِس طرح کا دُکھ کبھی نہ پہنچا سکیں گے جس کا طرح کا دُکھ انھوں نے ہمیں کل پہنچایا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مکہ کو ہمارے ہاتھوں سے فتح کرادے گا۔

صحابہ نے بیان کیا کہ:

پھر ایسا ہی ہوا اور کفارِ قریش ہمیں کبھی اُس قدر دُکھ نہ پہنچا سکے جس قدر دُکھ انھوں نے ہمیں روزِ اُحد پہنچایا تھا اور مکہ فتح ہوگیا۔

حضرت عبدالرحمان ابن عوفؓ بھی اُن شہ بختوں کے ہمراہ تھے جو وفا پیشہ تھے اور جن کی آنکھوں میں موت کا شوق نقش ہو کے رہ گیا تھا اور اُن کے جسم پہ کل کے معرکے نے بیس نشان چھوڑے تھے جو اُن کو پھولوں کی طرح لگتے تھے اور جن سے اُٹھتی لذت کو کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔

اور بنی سلمٰی کے خاندان کے تمام مردانِ حرب زخمی تھے وہ چالیس لوگ تھے جن کے سینے زخموں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چور تھے اور جن کی حالت دیکھ کہ نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں تھیں اور آپ ﷺ نے اُن کے لیے دُعائے خیر فرمائی۔

اے اللہ! بنوسلمٰی کے اِن جوانوں سے راضی ہو جا اور اُن پہ اپنی رحمت نازل فرما اور وہاں ذوقِ اطاعت کے ایسے مناظر تھے جن کو آسمان حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھتا تھا اور بنی آدم کے نصیب پہ نازاں ہوتا تھا۔

عبداللہ بن سہیلؓ اور رافع بن سہیلؓ دونوں سگے بھائی تھے اور اُن کا تعلق انصارِ مدینہ سے تھا روزِ احد وہ زخموں سے چور ہو گئے تھے۔

اگلے روز جب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو کفارِ قریش کے تعاقب کا حکم دیا تو عبداللہؓ اور رافعؓ سوچ میں پڑ گئے کہ وہ اس حکم کو کیسے بجالائیں اس لیے کہ رافع کی ٹانگیں زخمی تھیں اور وہ چل نہیں سکتے تھے اور حضرت عبداللہؓ کے دونوں بازوؤں پہ زخم تھے اور وہ تلوار اٹھانے سے قاصر تھے۔

دونوں بھائی رونے لگے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کیسے کریں۔

حضرت عبداللہ ابن سہیلؓ کے کئی یہودی دوست تھے انھوں نے سوچا کہ شاید اِس مشکل وقت میں وہ اِن کے کام آئیں اور اِن کے لیے سواری کا بندوبست کر دیں۔ انھوں نے پوری کوشش کی مگر ناکام رہے اور سواری کا کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ جب وہ گھر واپس آئے جہاں زخمی حضرت رافعؓ اُن کا انتظار کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ لشکر لے کر مدینے سے نکل چکے تھے۔

حضرت عبداللہؓ نے اپنے بھائی رافع ابن سہیلؓ کو بتایا کہ وہ باوجود کوشش کے سواری کا انتظام نہیں کر سکے۔

دونوں بھائی پھر سے رونے لگے۔

پھر انھوں نے ایک دوسرے سے کہا:

ہم اسی طرح روانہ ہوں گے چاہے راستے میں موت ہماری منتظر ہو!

چنانچہ وہ اس طرح گھر سے نکلے کہ حضرت عبداللہؓ نے حضرت رافعؓ کو اپنی پیٹھ پہ اٹھا رکھا تھا جس کی وجہ سے اُن کے بازوؤں کے زخم کھل گئے تھے اور اُن سے رستا خون ایک لکیر بنا رہا تھا جو کسی کی وفا پہ حرفِ آخر کی طرح تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میرا بھائی میرے بازوؤں سے ابلتے خون کو گرتے دیکھتا تو چیخ کر کہتا اب مجھے نیچے اتار دو میں چل سکتا ہوں۔ وہ مجھے نیچے اتارتے اور میں چند قدم چلتا تو میرے زخموں سے بھی خون ابلنا شروع ہو جاتا اور میں درد کی شدت سے گر جاتا اور میرا بھائی مجھے پھر سے اٹھا لیتا۔

اسی طرح کبھی رکتے اور کبھی چلتے ہوئے سست رفتاری سے ہمارا سفر کٹتا رہا حتیٰ کہ رات کی تاریکیوں میں مسلمانوں کے مستقر میں روشن کی گئی آگ ہمیں نظر آنے لگی اور منزل پالینے کی خوشی سے بھیگ جانے والی آنکھوں کے سامنے منظر دھندلانے لگا۔ پھر اسلامی فوج پہ متعین پہرے داروں نے ہمیں جانے کیا سمجھا اور ہمیں گرفتار کر کے نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اس سے قبل نبی اکرم ﷺ مدینے سے نکلے اور لشکر اسلام کو مدینہ سے آٹھ میل باہر آنے کے بعد حمراء الاسد نامی مقام پہ قیام کرنے کا حکم دیا۔ ثابت ابن ضحاک نامی صحابی آپ ﷺ کی راہنمائی اُن راستوں کی طرف کر رہے تھے جن سے قریش گزرے تھے۔ رات کو پچاس سواروں کا ایک دستہ لشکر گاہ کی حفاظت کے لیے متعین کیا گیا جس کا سربراہ حضرت عباد بن بشرؓ کو مقرر کیا گیا اور انھوں نے ہی عبداللہ ابن سہیل اور رافع ابن سہیلؓ کو گرفتار کر کے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت عبداللہؓ نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا کہ وہ سفر کرنے کے قابل نہ تھے اس لیے سواری کا انتظام کرنے کے لیے رُک گئے تھے۔ مگر جب کوئی سواری دستیاب نہ ہو سکی تو انھوں نے اپنے زخمی بھائی کو اپنی زخمی پیٹھ پہ اٹھایا اور نبی اکرم ﷺ کے لشکر میں شامل ہونے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہوئے اور رات کی تاریکی چھا جانے کے بعد وہ منزل پہ پہنچے ہیں اور بمشکل پہنچے ہیں۔

صحابہ نے بیان کیا کہ اُن کی رودادِ سفر نے ہمارے رونگٹے کھڑے کر دیئے تھے اور ہم میں سے کوئی نہ تھا جس کی آنکھ میں آنسو نہ ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے پہلے تو حضرت عبداللہؓ اور رافعؓ کے لیے دُعا فرمائی اس کے بعد اُن کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا عنقریب تم کو ہر قسم کی سواری دستیاب ہو گی اونٹ بھی ہوں گے گھوڑے بھی ہوں گے مگر درجات بلند کرنے والی یہ رات پھر کبھی تمھاری زندگی میں نہیں آئے گی جس کے اندھیروں میں تمھارا خون بہتا تھا اور تم حق کی جانب سفر کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ جانتے تھے کہ دشمن کے جاسوس قریب ہی ہوں گے اور متحرک ہوں گے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ پانچ سو مختلف جگہوں پہ آگ روشن کرو تا کہ وہ دور سے دکھائی دے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دشمن اس کے خوف میں مبتلا ہو۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے غزوہ حمراء الاسد کے واقعات روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ اگرچہ عام طور پہ اُن دِنوں ہماری خوراک صرف کھجور ہی تھی مگر جب ہم نے حمراء الاسد کے مقام پہ قیام کیا تو ایک انصاری صحابی حضرت سعد ابن عبادہؓ جو ہم سب میں معاشی طور پہ مستحکم تھے نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ مدینہ جائے اور اپنے ساتھ تیس اونٹ لے آئے۔ چنانچہ جب اُن کے اونٹ پہنچ گئے تو کھجوروں سے ہماری جان چھوٹ گئی اور ہم حضرت سعد بن عبادہؓ کے اونٹوں میں سے کسی دن دو اونٹ ذبح کرتے تو کسی دن تین اونٹ ذبح کرتے اور خوب گوشت کھاتے۔

اسی مقام پہ معبد بن ابی معبد خزاعی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ اُس کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا، بنو خزاعہ میں بہت سے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اگرچہ خود معبد ابھی اپنے کفر پہ قائم تھا مگر اہل تہامہ تمام تر چاہے وہ اسلام قبول کر چکے تھے یا اپنے آبائی مذہب پہ قائم تھے نبی اکرم ﷺ سے محبت اور ہمدردی رکھتے تھے۔ اسی لیے معبد خزاعی نبی اکرم ﷺ سے اظہار یک جہتی کے لیے اُن کے پاس تشریف لائے تھے معبد نے کہا:

اللہ نے آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو جس مصیبت میں مبتلا کیا ہے اس میں ضرور اللہ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے اور بخدا آپ ﷺ کے جو ساتھی اس جنگ میں شہید ہوئے ہیں اُن کی شہادت کا ہم کو بہت دُکھ ہے کہ ہماری آرزو تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی شان بلند فرمائے اور آپ ﷺ کے دشمنوں کو مصیبت میں مبتلا کرے۔

میں نے دیکھا ہے کہ قریش روحا کے مقام پہ رُک گئے ہیں اور پلٹ کر آپ ﷺ پہ حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر آپ کہیں تو میں اِن کے اندر آپ ﷺ کا ڈر بھر دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے معبد ابن ابی معبد خزاعی کو اس امر کی اجازت عطا فرمائی اور معبد نے اسی وقت حمراء الاسد سے کوچ کیا اور روحا کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اہل قریش کا لشکر قیام پذیر تھا۔

وہ ابوسفیان کی لشکر گاہ میں اترا تو ابوسفیان اور دوسرے قریشی سردار اس کے گرد جمع ہو گئے اور اُس سے پوچھا؟

جس طرف سے تم آرہے ہو اس کی کیا خبریں ہیں؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معبد نے اونٹ سے اترے بغیر جواب دیا:

ابوسفیان جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے کوچ کر جاؤ کہ بخدا میں نے اُس لشکر کو تمھارے تعاقب میں دیکھا ہے جس کی گرد میلوں تک جاتی ہے۔

ابوسفیان نے کہا:

تمھارا برا ہو!

یہ تم کیسی خبر ہمارے لیے لائے ہو!

معبد نے کہا تم جانتے ہو میں تمھارے دین پہ ہوں اور مجھے مسلمانوں سے کوئی دلچسپی نہیں جبکہ تمھارے ساتھ ہمارے تجارتی اور علاقائی روابط بہت قدیم ہیں اسی بنا پہ میں تم کو یہ بات بتا رہا ہوں کہ مسلمان غیظ وغضب سے بھرے ہوئے ہیں اور اُن کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل ہیں جو پرسوں کی جنگ میں اُن کے ساتھ شامل نہ تھے۔ بخدا اگر تم مدینے کی طرف منہ کر کے چلے تو کچھ وقت نہ گزرے گا کہ تمھیں اُس لشکر کے گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آنے لگیں گی۔

اس لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے مکہ کی طرف کوچ کر جاؤ اور ابوسفیان نے اپنے لشکر کو اسی وقت کوچ کرنے کا حکم دیا۔

معبد ابن خزاعی اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا اس لیے وہ اپنی منزل کو روانہ ہو گیا اور قریش مکہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ قریش اپنی پوری رفتار سے مکہ کی طرف بھاگ رہے تھے اور اُن کے دلوں میں مسلمانوں کے عزم کا لرزہ تھا تھوڑی دور جانے کے بعد ابوسفیان نے دیکھا کہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک مختصر تجارتی قافلہ شام کی طرف رواں ہے جنھوں نے یقیناً مدینے سے بھی گزرنا تھا چنانچہ ابوسفیان نے اُس قافلے کو روکا اور پوچھا تمھارا سردار کون ہے۔

ایک شخص آگے بڑھا اور اُس نے کہا:

میں اس قافلے کا سردار ہوں، ابوسفیان اُسے ایک طرف کو لے گیا اور اُس سے کہا: اگر تم محمد (ﷺ) تک میرا ایک پیغام پہنچا دو تو آئندہ سال جب عکاظ کا میلہ لگے گا تو میں تمھیں کشمش سے بھرا ایک اونٹ انعام کے طور پہ دوں گا۔

اُس عرب نے کہا: تم کہو، میں تمھارا پیغام لفظ بہ لفظ پہنچا دوں گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان نے کہا: اُن کو جا کر کہنا کہ ابوسفیان نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے اور مدینہ پہ حملہ کرنے کے لیے روانہ ہو چکا ہے۔

اس کے بعد عبدالقیس کے سواروں کا یہ قافلہ اُس سے رخصت ہو گیا۔

ابھی مسلمانوں کو اس بات کی خبر نہ پہنچی تھی کہ معبد ابن خزاعی اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہے اور اُس سے پہلے عبدالقیس کے یہ سوار مسلمانوں کے لشکر کے قریب اترے اور اُن کو ابوسفیان سے ڈرانے کی کوشش کی۔

نبی اکرم ﷺ اس خبر سے ذرا بھی مرعوب نہ ہوئے اور فرمایا:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

''ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہی بہترین سہارا ہے''۔

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کا استقلال بھی لاجواب تھا اور اُن کے دل میں کسی لشکر کا کوئی خوف نہ تھا۔

چنانچہ اُن کی دلجوئی اور تعریف کے لیے قرآن حکیم کی یہ آیات اتاریں گئیں ارشاد ہوا کہ!

''اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ق وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ آلِ عمران ؛ آیات 3/ 174-172)

ترجمہ:

''جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پہ لبیک کہا تو اُن میں سے جو اشخاص نیکوکار اور پرہیز گار ہیں اُن کے لیے بڑا اجر ہے اور وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ ''تمھارے خلاف بڑے لشکر جمع ہوئے ہیں اُس سے ڈرو'' تو یہ سُن کر اُن

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا ایمان اور بھی بڑھ گیا اور انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے، آخر وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے اُن کو کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور اللہ کی رضا پہ چلنے کا شرف بھی حاصل ہو گیا اللہ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے''۔[*51]

****

بنو عبدالقیس کے سواروں کے گزرنے کے بعد ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ مسلمانوں کی آزمائش پوری ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اِن کے ہاں یہ خوشخبری اتاری کہ ابو معبد خزاعی کا ایک سوار یہ اطلاع لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ابو معبد اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوا ہے اور اُس نے کفارِ قریش کے دلوں میں مسلمانوں کا خوف بھر دیا ہے جس کی وجہ سے ابوسفیان اپنے لشکر سمیت تیزی سے مکہ کو روانہ ہو گیا ہے۔

ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ اپنے لشکر سمیت تین روز یعنی پیر منگل اور بدھ کے دن وہیں الحمراء الاسد نامی مقام پہ قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ جب لشکر گاہ سے رخصت ہونے لگے تو صحابہ نے اہل قریش میں سے ایک لشکری کو گرفتار کیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور وہ بدقسمت ابوعزہ تھا عربوں کا مشہور شاعر ابوعزہ جس نے اُحد کی آگ کو اپنے اشعار سے ہوا دی تھی۔

اس سے قبل وہ روزِ بدر کو گرفتار ہوا تھا اور اُن لوگوں میں شامل تھا جن کو نبی اکرم ﷺ نے فدیہ لیے بغیر رہائی عطا فرمائی تھی۔ غزوہ بدر کے بعد جب کافی دن تک مکہ سے کوئی شخص ابوعزہ کا فدیہ ادا کرنے کے لیے نہ پہنچا تو ابوعزہ نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر پکارا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ مجھ پہ رحم فرمائیں میں سات بیٹیوں کا باپ ہوں اور غریب ہوں مجھے کوئی رہا کرانے نہیں آئے گا اس لیے آپ مجھے بغیر فدیہ کے رہا کر دیں اور مجھ پہ احسان فرمائیں کہ بنو ہاشم ہمیشہ سے احسان فرمانے والے رہے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ اُس کی یہ بات سُن کر مسکرا دیئے اور کہا:

میں تجھے ایک شرط پہ رہا کرسکتا کہ آئندہ تو مجھے اپنی زبان سے اذیت نہ پہنچائے گا (یعنی میرے خلاف شعر نہ کہے گا)۔

ابوعزہ نے نبی اکرم ﷺ سے عہد کرلیا اور رہائی حاصل کی۔

مکہ پہنچنے کے بعد اُس کی خباثت عود کرآئی اور جب لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ نے اُس کو کیوں کر چھوڑ دیا تو اُس نے رعونت کے ساتھ کہا میں نے اُن پہ جادو کر دیا تھا سو انھوں نے مجھے رہا کر دیا۔

پھر قریش نے جنگ اُحد کی تیاری شروع کی اور ابوعزہ اُن کے ہمراہ ہولیا اُس نے اپنے شعروں سے کتنے ہی عرب قبائل کو اس جنگ پہ آمادہ کیا اور اُس عہد کو قطعاً بھولا رہا جس کی بنا پہ اُس نے غزوہ بدر کے بعد رہائی حاصل کی تھی۔

اب یہی بد بخت ایک بار پھر نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک قیدی کی حیثیت سے کھڑا تھا اور اپنی بچیوں کی دہائی دے رہا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے اُس سے فرمایا:

میں تجھے چھوڑ دوں تا کہ تو ایک بار پھر حجر اسود کے پاس لوگوں کو اکٹھا کرے اور کہے میں نے محمد ﷺ کو دوبار دھوکا دیا ہے دیکھو میں نے پھر اُن پہ جادو کیا اور انھوں نے پھر مجھے چھوڑ دیا ہے بخدا اب کی بار ایسا نہ ہوگا۔[*52]

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے عاصم ابن ثابت کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو اور اس کا سر میرے سامنے لاؤ۔ پھر نبی اکرم ﷺ تو اپنے اصحاب کے ہمراہ مدینے کی طرف کوچ کر گئے اور عاصم ابن ثابت انصاریؓ نے اس بد بخت کی گردن اڑا دی اور اُس کا سر ایک نیزے پہ جمائے مدینے میں داخل ہوئے اور اُسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

علامہ برہان الدین حلبیؒ نے لکھا ہے کہ!

عہد اسلام میں جو پہلا سر نیزے کی نوک پہ مدینے لایا گیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا وہ اسی ابوعزہ کا تھا جسے عاصم ابن ثابتؓ نے قتل کیا تھا[*53]۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرمﷺ جب مدینہ سے الحمراء الاسد کی طرف نکلے تو صحابہ آپﷺ کو بتایا کہ ایک بہت بڑا دشمن اسلام معاویہ بن مغیرہ بن العاص جو اہل قریش سے ہے مدینے میں دیکھا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ تم سے جو بھی معاویہ کو پائے اُسے قتل کر دے اور اُس کے بعد مجھ سے ملے۔ معاویہ کو اپنے قتل کا حکم جاری ہونے کی اطلاع ملی تو وہ اپنے چچا زاد حضرت عثمان بن عفان کے گھر چلا گیا تا کہ پناہ حاصل کر سکے۔ حضرت عثمان اُس کو پناہ دلوانے کے لیے نبی اکرمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

نبی اکرمﷺ نے اپنے داماد حضرت عثمانؓ سے فرمایا:

عثمانؓ میں تمھاری پناہ کو تسلیم کرتا ہوں اس لیے اپنے مہمان سے کہو ہمارا شہر چھوڑ دے اگر وہ تین دن بعد بھی اس شہر میں نظر آیا تو پھر تمھاری پناہ اُسے نہ بچا سکے گی حضرت عثمانؓ نے اس مشروط پناہ کو تسلیم کر لیا اور اپنے مہمان سے کہا:

اگر اپنی زندگی سے پیار ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔

مگر معاویہ ٹال مٹول سے کام لیتا رہا غالباً اُس کا مقصد اسلامی لشکر کے بارے میں معلومات قریش تک منتقل کرنا تھا اس لیے وہ اس وقت بھی مدینہ ہی میں موجود تھا جب نبی اکرمﷺ حمراء الاسد سے قریش کے بھاگ جانے کے بعد واپس پہنچے۔ صحابہ نے نبی اکرمﷺ کو بتا دیا کہ معاویہ مدینہ سے نہیں گیا بلکہ ابھی تک مدینے ہی میں ہے۔ چنانچہ رسول اللہﷺ نے صحابہ کو حکم دیا اُسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔ صحابہ دن بھر اُس کو تلاش کرتے رہے اور معاویہ مدینہ سے فرار ہونے کے لیے کہیں چھپا ہوا تھا۔ شام کو صحابہ حاضر ہوئے اور انھوں نے اس بات سے معذوری ظاہر کی کہ وہ معاویہ کو گرفتار نہیں کر سکے۔ تب نبی اکرمﷺ نے حضرت زید ابن حارثہؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا اٹھو اور فلاں جگہ پہنچو وہ تمھیں مل جائے گا تم اُس کو قتل کر دینا۔

حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ مدینے سے اُس مقام کی طرف روانہ ہوئے جس کی طرف نبی اکرمﷺ نے اشارہ کیا تھا۔ رات کے اندھیرے میں وہ مدینہ سے آٹھ میل دور اُس مقام تک پہنچے تو انھیں ایک شتر سوار دکھائی دیا جو یقیناً معاویہ ہی تھا۔ نبی اکرمﷺ کے جانبازوں نے اُسے للکارا تا کہ غلطی میں وہ کسی بے گناہ کو قتل نہ کر دیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مگراُن کی اس پکار کے جواب میں معاویہ کی طرف سے تیر آئے۔

صحابہ نے جوابی تیر برسائے اور اللہ کے اس دشمن کو قتل کر دیا اس کے بعد وہ مسرور و مطمئن نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاویہ کے قتل کا واقعہ بیان کیا نبی اکرم ﷺ نے اپنے اِن صحابیوں کے لیے دُعائے خیر فرمائی۔

****

تذکرہ شہدائے اُحد ؛

اُحد کا معرکہ کئی حوالوں سے منفرد ہے، اس غزوہ نے بہت سے سوالوں کو جنم دیا جن کا جواب مورخ آج تک کھوج رہا ہے۔ غزوہ اُحد میں ملائکہ ہتھیار بند موجود تھے مگر مسلمانوں کی ایک جماعت کی جلد بازی اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی غلط توجیہ کی وجہ سے ملائکہ کو اس معرکے میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ شہید ہوتے رہے اور خود رسول اللہ ﷺ کو زخم لگتے رہے۔ وہ کیا امر تھا جس نے صحابہ کی ایک جماعت کو نبی اکرم ﷺ کے واضح حکم کے باوجود انحراف پہ اکسایا جس کے نتیجے میں پورے لشکر کو رنج اٹھانا پڑا۔ جب قرآن حکیم میں اتاری کی گئی آیات پہ نظر ڈالیں تو صحابہ کی اُس جماعت کو بھی معاف کر دیا جاتا ہے جس نے حکم سے انحراف کیا اور اُن کو بھی معاف کر دیا جاتا ہے جو بھاگ کر مدینہ جا پہنچے اور اُن کو بھی معاف کر دیا جاتا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی شہادت کی خبر سُن کر ہتھیار رکھ بیٹھے تھے۔ قرآنِ حکیم میں اس معاملے میں جو آیات اتاری گئیں اُن میں سب لوگوں کے لیے عام معافی کا اعلان کیا گیا چنانچہ ارشاد ہوا کہ!

" اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ O"

القرآن الحکیم (سورۃ آلِ عمران ؛ آیات 3/ 155)

ترجمہ؛

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''تم میں سے جو لوگ مقابلے کے دن پیٹھ پھیر گئے تھے اُن کی اِس لغزش کا سبب یہ تھا کہ اِن کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان نے اُن کے قدم ڈگمگا دیئے تھے اللہ نے انھیں معاف کر دیا ہے اللہ بہت درگزر کرنے والا اور بردبار ہے''۔

****

غزوہ احد کے روز جن شاہ بختوں نے جنت کی کیاریوں کا رخ کیا اور منزل فلاح کی انتہا تک پہنچے اور سچی کامیابی حاصل کی اور خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے اور جن کے متعلق کہا گیا کہ وہ اپنے اللہ سے راضی ہو گئے اور اُن کا اللہ اُن سے راضی ہو گیا۔

آیئے شہدائے اُحد کے نام دوہرانے کی سعادت حاصل کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ جاں نثار جو مکہ سے ہجرت کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ پہنچے تھے اور اُن میں سے بیشتر آپ کے خاندان سے تھے، قرابت دار تھے، اہل قریش تھے۔ اُن میں سے صرف چار صحابہ شہید ہوئے جبکہ انصار مدینہ کے شہدا کی تعداد چھیاسٹھ تھی۔ اس طرح کل ستر صحابہ نے روزِ احد شہادت کا اعزاز حاصل کیا چنانچہ مہاجرین مکہ میں سے جن چار افراد نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا اُن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے نہایت بہادر اور جری تھے خاص بنو ہاشم سے تھے انھیں جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے شہید کیا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ

اِن کا تعلق قریش کی شاخ بنو امیہ بن عبد شمس سے تھا۔

۳۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ

اُن کا تعلق قریش کی شاخ بنی عبدالدار بن قصیٰ سے تھا اُن کو ابن قمیئہ لیثی نے شہید کیا۔

۴۔ شماس بن عثمانؓ (اُن کا تعلق قریش کی ایک شاخ بنو مخزوم سے تھا)۔

روز اُحد شہید ہونے والے باقی تمام صحابہ کا تعلق انصارِ مدینہ سے تھا جن کی تفصیل ذیل میں درج کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاری ہے۔

۵۔ حضرت عمرو بن معاذ بن نعمانؓ (اِن کا تعلق بنو عبدالاشہل سے تھا)۔

۶۔ حضرت حارث بن انسؓ (اِن کا تعلق بھی بنو عبدالاشہل سے تھا)۔

۷۔ حضرت عمارہ بن زیاد بن سکنؓ (اِن کا تعلق بنو عبدالاشہل سے تھا)۔

۸۔ حضرت ثابت بن وقشؓ (اِن کے دونوں بیٹے بھی اس غزوہ میں شہید ہوئے)۔

۹۔ حضرت رفاعہ بن وقشؓ (حضرت ثابت بن وقش کے بھائی تھے)۔

۱۰۔ حضرت سلمہ بن ثابت بن وقشؓ۔

۱۱۔ حضرت عمرو بن ثابت بن وقشؓ (دونوں حضرت ثابت بن وقش کے بیٹے تھے)۔

۱۲۔ حضرت حسیل بن جابرؓ (حضرت حذیفہ کے باپ تھے غلطی سے مسلمانوں کے ہاتھوں ہی قتل ہوئے۔

۱۳۔ حضرت صیفی بن قیظیؓ۔

۱۴۔ حضرت حباب بن قیظی (یہ دونوں بھی سگے بھائی تھے)۔

۱۵۔ حضرت عباد بن سہلؓ۔

۱۶۔ حضرت حارث بن اوس بن معاذؓ۔

۱۷۔ حضرت ایاس بن اوسؓ (بن عتیق بن عمرو بن عبدالاعلم بن زعور بن جشم بن عبدالاشہل)۔

۱۸۔ حضرت عبید بن تیہان (بقول ابن اسحٰق عتیک بن تیہان)۔

۱۹۔ حضرت حبیب بن یزیدؓ (ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ عبید، ایاس اور حبیب تینوں مدینے کے ایک ہی محلے میں رہتے تھے اور دوست تھے)۔

۲۰۔ حضرت یزید بن حاطبؓ (اِن کا تعلق بنو ظفر سے تھا)۔

۲۱۔ حضرت ابوسفیان بن حارثؓ (اِن کا تعلق بنو ضبیعہ سے تھا)۔

۲۲۔ حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ (ابو عامر فاسق کا مومن بیٹا تھا فرشتوں نے انھی کو غسل دیا تھا اس لیے لوگ انھیں غسیل ملائکہ کہتے تھے)۔

۲۳۔ حضرت انیس بن قتادہؓ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ حضرت ابودجیہؓ (اِن کا تعلق بنوثعلبہ سے تھا)۔

۲۵۔ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ (بنوثعلبہ سے تھے نبی اکرم ﷺ نے اِن کو مسلمانوں کے تیرانداز دستے کا سربراہ مقرر کیا تھا)۔

۲۶۔ حضرت خثیمہ ابوسعد بن خثیمہؓ (عربوں کے مشہور شاعر امراؤالقیس کے خاندان سے تھے)۔

۲۷۔ حضرت عبداللہ بن سلمہؓ (اِن کا تعلق بنوعجلان سے تھا)۔

۲۸۔ حضرت سبیع بن حاطبؓ(یہ بنوحاطب کے خاندان سے تھے)۔

۲۹۔ حضرت عمرو بن قیسؓ (بنونجار سے تھے)۔

۳۰۔ حضرت قیس بن عمرو ابن قیسؓ (اِن کا تعلق بنوقیس سے تھا)۔

۳۱۔ حضرت ثابت بن عمروؓ (بنونجار سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ننھیالی ہوتے ہیں)۔

۳۲۔ حضرت عامر بن مخلدؓ

۳۳۔ حضرت ابوہبیرہ بن حارثؓ (بنی مبذول سے تھے)۔

۳۴۔ حضرت عمروؓ بن مطرب بن علقمہ (یہ بھی بنومبذول ہی سے تھے)۔

۳۵۔ حضرت اوس بن ثابت المنذرؓ (اِن کا تعلق بنوعوف بن مالک سے تھا ابن ہشام نے کہا یہ دربار رسول ﷺ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت کے بھائی تھے)۔

۳۶۔ حضرت انسؓ بن نضر بن ضمضم (اِن کا تعلق بنونجار سے تھا)۔

۳۷۔ حضرت قیس بن مخلدؓ (بنی مازن بن نجار سے تھے)۔

۳۸۔ حضرت کیسانؓ (بنی مازن کے کسی شخص کے غلام تھے)۔

۳۹۔ حضرت سلیم بن حارثؓ (بنی دینار بن نجار سے تھے)۔

۴۰۔ حضرت نعمان بن عمروؓ (بنی دینار بن نجار سے تھے)۔

۴۱۔ حضرت خارجہ بن زیدؓ (اُن کا تعلق بنوخزرج سے تھا)۔

۴۲۔ حضرت سعد بن الربیعؓ (اِن کا تعلق قبیلہ بنی حارث سے تھا حضرت خارجہ بن زیدؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن ہوئے)۔

۴۳۔ حضرت اوس بن الارم (اِن کا تعلق بنوحارث سے تھا)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۴۔ حضرت مالک بن سنانؓ (اِن کا تعلق بنوحارث سے تھا)۔

۴۵۔ حضرت سعید بن سویدؓ (بنوابجر سے تعلق تھا)۔

۴۶۔ حضرت عتبہ بن ربیعؓ (اِن کا تعلق بھی بنوابجر تھا)۔

۴۷۔ حضرت ثعلبہ بن سعدؓ (اِن کا تعلق بنوساعدہ سے تھا)۔

۴۸۔ حضرت ثقف بن فروہؓ (یہ بھی بنوساعدہ سے تھے)۔

۴۹۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ (اِن کا تعلق بنوطریف سے تھا)۔

۵۰۔ حضرت ضمرہؓ (اِن کا تعلق بنوجہنیہ سے تھا)۔

۵۱۔ حضرت نوفل بن عبداللہؓ (بنوعوف بن مالک سے تھے)۔

۵۲۔ حضرت عباس بن عبادہؓ (بنوعوف بن مالک سے تھے)۔

۵۳۔ حضرت نعمان بن مالکؓ (بنوعوف بن مالک سے تھے)۔

۵۴۔ حضرت مجذر بن زیادؓ (بنوعوف بن مالک سے تھے)۔

۵۵۔ حضرت عباس بن حسماسؓ (بنوعوف بن مالک سے تھے)۔

۵۶۔ حضرت رفاعہ بن عمروؓ۔

۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ (اِن کا تعلق بنوسلمہ سے تھا)۔

۵۸۔ حضرت عمرو بن جموحؓ (اِن کا تعلق بھی بنوسلمہ سے تھا)۔

۵۹۔ حضرت خلاد بن عمرو بن جموحؓ (اِن کا تعلق بھی بنوسلمہ سے تھا)۔

۶۰۔ حضرت ابوایمنؓ (ابن جموحؓ کے آزادکردہ غلام تھے)۔

۶۱۔ حضرت سلیم عمروؓ (اِن کا تعلق بنوسلیمان سے تھا)۔

۶۲۔ حضرت عنترہؓ (حضرت سلیم بن عمرو کے غلام تھے جنھوں نے انھیں آزاد کردیا تھا اور دونوں جنگ میں دوش بدوش تھے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو شہادت سے سرفراز کیا)۔

۶۳۔ حضرت سہل بن قیسؓ (اِن کا تعلق بنوسواد سے تھا)۔

۶۴۔ حضرت ذکوان بن قیسؓ (اِن کا تعلق بنوزریق بن عامر سے تھا)۔

۶۵۔ حضرت عبید بن معلّٰی بن لوذانؓ (اِن کا تعلق بھی بنوزریق بن عامر سے تھا)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۶۶۔ حضرت مالک بن نمیلہؓ (اِن کا تعلق بنومزنیہ سے تھا)۔

۶۷۔ حضرت حارث بن عدلیؓ (اِن کا تعلق بنوجشم سے تھا)۔

۶۸۔ حضرت مالک بن ایاسؓ (بنوخزرج کی شاخ بنواسود سے تھے)۔

۶۹۔ حضرت ایاس بن عدیؓ (بنوعمرو بن مالک بن نجار سے تھے)۔

۷۰۔ حضرت عمرو بن ایاسؓ (بنوسالم بن عوف سے تھے)۔ [*54]

****

غزوہ اُحد کے نتائج ؛

دن کا پہلا حصہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کھلی فتح عطا فرمائی۔ دن کا دوسرا حصہ جب گھاٹی والوں نے گھاٹی چھوڑ دی اور مسلمان جو مال غنیمت جمع کرنے میں منہمک تھے اچانک ہی کفار کی دوطرفہ یلغار کی زد میں آ گئے اور اہل قریش نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ اسی دوران کفار نے مسلمانوں کے لشکر میں یہ جھوٹی خبر پھیلا دی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دیا ہے تو مسلمان اور زیادہ دل چھوڑ بیٹھے اور اسی دوران نبی اکرم ﷺ زخمی بھی ہوئے۔ دن کے آخری پہر جب مسلمانوں کو یہ اطمینان حاصل ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ خیریت سے ہیں تو رفتہ رفتہ وہ مجتمع ہو گئے اور کفارِ قریش کا منہ پھیر دیا۔ اس کے بعد کفار واپس مکے کو روانہ ہو گئے اور نمازِ مغرب سے تھوڑا پہلے ہی رسول اللہ ﷺ بھی مدینے کی طرف تشریف لے آئے۔ مجھے اُن مورخین کے خیال سے قطعی اختلاف ہے جنھوں نے غزوہ احد میں کفار کو فاتح اور لشکر اسلام کو مفتوح قرار دیا ہے۔ حالانکہ ہمارے نزدیک غزوہ احد میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو واضح فتح سے ہمکنار کیا تھا۔ ہمارے اس خیال کو ان دلائل سے تقویت پہنچتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

☜ جس لشکر میں اللہ کا رسول موجود ہو اس پہ فتح حاصل کرنا ممکن ہی نہیں۔

****

☜ قریش کا لشکر جب مکہ سے نکلا تو اُس کے بنیادی اہداف یہ تھے کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے، اہل مدینہ کو اس بات کی سزا دی جائے کہ انھوں نے اہل قریش یعنی مسلمانوں کو پناہ کیوں دی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے چیدہ چیدہ اصحاب کو قتل کر دیا جائے۔

****

☜ وہ بنو اوس اور بنو خزرج کو شکست دے کر یہودیوں کے تحت لانا چاہتے تھے مگر میدان احد میں انھیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

****

☜ وہ شہر مدینہ پہ قبضہ کرنا چاہتے تھے مگر وہ اپنے اِن اہداف میں سے کسی کو بھی حاصل کیے بغیر میدان جنگ چھوڑ بھاگ نکلے۔

****

☜ انھوں نے کسی مسلمان مجاہد کو گرفتار نہ کیا اور جنگ کے صرف ایک مرحلے میں اُن کو عارضی برتری حاصل ہوئی جس میں انھوں نے مسلمانوں کو قتل کیا اور اس میں بھی کفار کی بہادری کے بجائے مسلمانوں کو اس بات کی سزا ملی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی حکم عدولی کی تھی اور گھاٹی سے ہٹ گئے تھے حالانکہ اُن کو اس بات کی اجازت نہ تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

****

☜ میدان جنگ کفار نے چھوڑا تھا جب کہ مسلمان ابھی وہیں تھے۔

****

☜ جب لشکر قریش احد سے واپس ہوا تو چند میل کے سفر کے بعد ہی اُن کو احساس ہو گیا کہ وہ اپنے مقاصد کو پورا کیے بغیر ہی میدان جنگ چھوڑ آئے چنانچہ اُن کے ایک گروہ کا خیال تھا کہ اُن کو واپس جا کے مدینہ پہ قبضہ کرنا چاہیے۔

****

☜ خود لشکر قریش کے خیال میں جب تک وہ نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی کو قتل نہ کر لیں خود کو فاتح نہیں کہہ سکتے۔

****

☜ اُن کو جو ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ انھوں نے حضرت حمزہ کو شہید کر دیا تھا مگر وہ خود بھی جانتے تھے کہ انھوں نے حضرت حمزہ کو للکار کے نہیں بلکہ دھوکے سے قتل کیا ہے۔

****

☜ مسلمانوں کی لاشوں کا مثلہ کرنا بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اُن کا انتقام پورا نہ ہوا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

****

☜ لشکرِ قریش کا اصل ہدف تو مہاجرین تھے مگر وہ اِن میں سے صرف چند افراد کو قتل کرنے میں کامیاب ہوئے مسلمانوں کے شہدا میں اکثریت انصار مدینہ کی تھی۔

****

☜ قرآن حکیم میں صرف اتنا ارشاد ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حکم عدولی کہ وجہ سے تمھیں رنج اٹھانا پڑا ہے شکست کا لفظ استعمال نہیں گیا اور وہ رنج بھی عارضی تھا یعنی جب مسلمانوں کو خبر ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ بہ خیریت ہیں تو وہ لپک کے آئے اور کفار کا منہ موڑ دیا۔

****

☜ مسلمانوں نے اہل قریش کے بارہ علم بردار قتل کیے اور کفار اپنی عورتوں تک کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

****

☜ اہل قریش نے مسلمانوں کے تعاقب کا ارادہ کیا اور مڑ کر مدینہ پہ حملہ کرنے کے بارے میں سوچا مگر اُن میں اختلاف در آیا جبکہ مسلمانوں نے کفار کے تعاقب کا ارادہ کیا تو اُن میں کوئی اختلاف نہ تھا اور وہ اہل قریش کے تعاقب کرنے کی غرض سے مدینے سے نکل آئے۔

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

☜ قریش کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا لشکر اُن کے تقاقب میں آرہا ہے تو وہ مقابلہ کرنے کی بجائے بھاگ اٹھے۔

****

☜ جنگ کے آخری منظر میں کفار قریش کا لشکر آگے آگے مکے کی طرف بھاگ رہا تھا اور آنحضرت محمد ﷺ کا لشکر اُن کے تعاقب میں تھا ایسی صورت میں اہل قریش کو فاتح قرار دینا قدرے حیران کر دینے والا امر ہے۔

****

☜ صرف اس بات کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ چونکہ مسلمانوں کے شہدا (70) کی تعداد کفار قریش کے مقتولین (22) تھی قریش فاتح ہیں عرب کے عام اسلوب حرب کے بھی خلاف ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ

*1

حافظ دمیاطی نے بھی اس امر کی تائید کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اہل قریش کے قافلے کو روکنا چاہتے تھے۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد اول سوم ؛325)

****

*2

غزوہ ابواء میں بنوضمرہ کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ہم نے سیرت حلبیہ سے تحریر کیا گیا۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد اول سوم ؛325)

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

*3

حضرت حمزہؓ کے یہ اشعار ہم نے الروض الانف سے تحریر کیئے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛99)

****

*4

بعض مورخین نے صحابہ کے تعداد ایک سو پچاس بھی لکھی ہے جو غزوہ بواط میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نکلے تھے۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم)

****

*5

اُس مورخ کا نام ابوالربیع الکلاعی تھا اُن کا تعلق اندلس سے تھا انہوں نے ۶۳۴ھ میں وفات پائی۔

امام ابو الربیع الکلاعی الاندلسی

(الاکتفاء)

****

*6

امام حلبی نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عمیر ابن وقاص کو بھی واپس جانے کا حکم دیا مگر وہ رونے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں واپس بلا لیا اور وہ سولہ سال کی عمر میں شہید ہو گئے۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم ص ؛377)

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

*7

کتاب امتاع میں ہے کہ آپ ﷺ بئر عتبہ پہ نہیں بلکہ بیوت سقیاء نامی چشمے پہ اترے تھے۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم ص ؛377)

****

*8

مورخین اس بارے میں متفرق ہیں کہ عاتکہ نے اسلام قبول کیا تھا یا نہیں۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم ص ؛377)

****

*9

ابطح شہر مکہ میں شروع کی ایک آبادی ہے۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم ص ؛379)

****

*10

امام حلبی نے لکھا ہے کہ ہشام بن عمرو نے یہ رقم جوئے میں ابولہب سے ہاری تھی۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم ص ؛379)

****

*11

امام حلبی نے لکھا ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے مدینے سے روانہ کیا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم ص ؛382)

****

*12

بیان کیا گیا ہے کہ ہر ذیقعد کو مقام بدر پہ عربوں کا آٹھ روزہ میلا لگا کرتا تھا۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم ص ؛386)

****

*13

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ اونٹ نبیہ اور منبہ ابن حجاج نے ذبح کئے تھے۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم ص ؛392)

****

*14

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان بدر پہنچنے کے لیے جو راستہ اختیار کیا تھا اُس کی تفصیلات ہم نے امام سہیلی کی الروض الانف سے تحریر کی۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛130

****

*15

اس بوڑھے شیخ سفیان ضمری کے ایمان لانے کی کوئی روایت نظروں سے نہیں گذری۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛133)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

****

*16

معوذ اور معاذ دراصل تو ایک انصاری شخص حارث کے بیٹے تھے مگر وہ اپنی ماں کے نام کے ساتھ مشہور تھے غفراء اُن کی ماں تھی۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدسوم

****

*17

اصحابِ قلیب کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت کے یہ اشعار ہم نے الروض الانف سے تحریر کئے ہیں۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛174)

****

*18

ابن عبد عمرو کے اسلام لانے کی گواہی ملتی ہے ۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدچہارم ؛57)

****

*19

درست یہ ہے کہ روز بدر مسلمانوں کے ہاتھ سے اسود بن مطلب کے دو بیٹے اور ایک پوتا مارا گیا تھا۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدچہارم ؛59)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

****

*20

اسود بن مطلب کا یہ نوحہ ہم نے الروض الانف سے تحریر کیا ہے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛193)

****

*21

عہد جاہلیت میں مال غنیمت کے متعلق رسومات ہم نے علامہ تبریزی کی کتاب شرح حماسہ سے تحریر کیں۔

علامہ تبریزیؒ

شرح حماسہ (جلد اول)

****

*22

امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ یہ تلوار ابو جہل کی تھی۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد چہارم ؛49 ۔

****

*23

نضر بن حارث کی بہن قتیلہ بنت حارث کے یہ اشعار ہم نے الروض الانف سے تحریر کیے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛385)

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

*24

یادرہے کہ یہ روایت امام حلبی کے علاوہ ہم نے کہیں نہیں پائی اگرچہ اس کی بہت سی باتیں بعد میں درست ثابت ہوئیں۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی

سیرۃ حلبیہ (جلدچہارم ص ؛67)

****

*25

اگرچہ ابوسفیان سمیت اس کے بیٹوں نے اسلام قبول کرلیا تھا مگر عمرو کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا شاید وہ کفر ہی کی حالت میں مرا ہو۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد چہارم ص ؛70)

****

*26

ابوالعاص کے اس بیٹے کا نام مجھے معلوم نہیں ہوسکا اگرچہ اُن کی موت کا احوال میں جانتا ہوں وہ نوعمری میں ہی ایک وبا میں ہلاک ہوئے۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدچہارم ص ؛71)

****

*27

خندمہ مکے کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدچہارم ص ؛81)

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

*28

ام الفضل حضرت خدیجہؓ کے بعد اسلام قبول کرنے والی سب سے پہلی خاتون تھیں۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلدچہارم)

****

*29

معطم بن عدی نے غزوہ بدر سے چھ ماہ پہلے وفات پائی تھی۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد چہارم)

****

*30

خالد بن اعلم بنومخزوم سے نہ تھا بلکہ اُن کا حلیف تھا اور یہی شخص سب سے پہلے میدان بدر چھوڑ کے بھاگا تھا۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛312)

****

*31

فاکہ بن حرول امیہ بن ابی حلف کا غلام تھا۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛314)

****

*32

ابن اسحٰق نے کہا! مجھے صرف یہی 43 نام یاد ہے ان میں سے بھی ایک کا نام میں بھول گیا ہوں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛315)

****

*33

دیگر اسیران بدر کے نام ابن ہشام نے لکھے ہیں۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛315)

****

*34

اسیرانِ بدر کے حالات ہم نے سیرت حلبیہ سے درج کئے۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد چہارم ص)

****

*35

حضرت عبیدہ بن حارث نبی اکرم ﷺ کے چچازاد تھے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم)

****

*36

حضرت عمیر سب سے نوعمر صحابی تھے سولہ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم)

****

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

*37

حضرت ابوبکر کے غلام اور روز بدر کے پہلے شہید تھے۔

علامہ علی ابن برھان الدین حلبیؒ

الروض الانف (جلد سوم)

****

*38

شہیدائے بدر کے حالات ہم نے الروض الانف سے تحریر کئے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم)

****

*39

شرکائے بدر کے نام ہم نے الروض الانف سے تحریر کئے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم

****

*40

روز بدر مقتولین قریش کے نام ہم نے الروض الانف سے تحریر کئے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم)

****

*41

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سباع بن عرفطہ غفاریؓ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد چہارم)

****

*42

یاد رہے کہ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا اگرچہ بظاہر اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛ 393)

****

*43

غزوہ ذی امر میں نبی اکرم ﷺ کتنے روز مدینے سے باہر رہے اس بارے میں مورخین نے رائے مختلف ہے۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد چہارم)

****

*44

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن اُم مکتومؓ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ

سیرۃ حلبیہ (جلد چہارم)

****

*45

اِن تینوں حضرت کو بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے نواز دیا تھا۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان بن عبداللہ سہیلی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الروض الانف جلد سوم

****

*46

یہ ابوعزہ کے شعر ہیں جنہیں ہم نے امام سہیلی کی کتاب الروض الانف سے تحریر کیا ہے، ابوعزہ کو غزوہ احد کے بعد نبی اکرم ﷺ کے حکم سے قتل کیا گیا۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان بن عبداللہ سہیلی

الروض الانف جلد سوم

****

*47

علامہ حلبی نے لکھا ہے کہ روز احد نبی اکرم ﷺ نے اوپر نیچے دوزرہیں پہن رکھیں تھیں جن کے نام فضہ اور ذات الفضول تھے،

امام برہان الدین حلبی

سیرت حلبیہ (جلد سوم ص ؛ 139)

****

*48

علامہ ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ اِن تمام صحابہ کو غزوہ خندک میں شرکت کرنے کی اجازت عطا فرما دی گئی تھی۔

علامہ ابن کثیر

البدایہ والنہایہ (جلد دوم ص ؛ ۳۲)

****

*49

حربہ ایک چھوٹے نیزے کو کہا جاتا تھا جو حبشیوں کا خاص ہتھیار تھا اور وحشی کو اسے چلانے میں خاص مہارت حاصل تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابو القاسم عبدالرحمان بن عبداللہ سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛435)

****

*50

ہند بنت عتبہ کے یہ اشعار ہم نے الروض الانف سے تحریر کئے ہیں جو اُس نے حضرت حمزہ کی نعش کا مثلہ کرنے کے بعد کہے۔

امام ابو القاسم عبدالرحمان بن عبداللہ سہیلی

الروض الانف (جلد سوم ص ؛475)

****

*51

یہاں پیش کی گئی آیات کا ترجمہ سید ابوالاعلی مودودی کی کتاب تفہیم القرآن سے پیش کیا گیا۔

تفہیم القرآن جلد اول(سورۃ آلِ عمران)

****

*52

بعض صحابہ سے روایت ہے کہ اسی موقع پہ نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا ،

امام برھان الدین حلبی

سیرت حلبیہ (جلد سوم ص ؛ 337)

****

*53

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ابوعزہ کو عاصم ابن ثابت کی بجائے حضرت زبیر نے قتل کیا تھا۔

امام برھان الدین حلبی

سیرت حلبیہ (جلد سوم ص ؛ 237)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

****

*54

شہدائے اُحد کے اسمائے گرامی ہم نے سیرت ابن ہشام سے تحریر کئے ہیں۔

سیرت ابن هشام از ابن هشام

(سیرت ابن هشام جلد دوم ص ؛ 118)

****